

سلسلہ انجمن ترقی اردو نمبر ۳۱

تاریخ ملکہ امیر

(سلسلہ تاریخ ملکہ قدیمہ شرق)

مصنفہ سینولیس (فرانسیسی) جس کو مرزا محمد علی خان کارملک

ایرانی نے فارسی میں ترجمہ کیا

مترجم اردو

سید محمود عظیمی

باہتمام محمد تقی خان شرودانی

نام مطبع مسلم پریس ایسوسی ایٹس لڈ لاہور ۱۹۲۱ء طبع ۱۳۳۹ھ

صدر دفتر انجمن ترقی اردو واقع اورنگ آباد شجاع پورہ



مکتبہ انجمن ترقی اردو

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مکتبہ اہل سنت دہلی

یہ کتاب اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوئی ہے
مکتبہ اہل سنت دہلی
مکتبہ اہل سنت دہلی

مکتبہ اہل سنت دہلی
مکتبہ اہل سنت دہلی
مکتبہ اہل سنت دہلی

مکتبہ اہل سنت دہلی
مکتبہ اہل سنت دہلی
مکتبہ اہل سنت دہلی

مکتبہ اہل سنت دہلی

مکتبہ اہل سنت دہلی

مکتبہ اہل سنت دہلی

مکتبہ اہل سنت دہلی

مکتبہ اہل سنت دہلی

مکتبہ اہل سنت دہلی

تاریخ ملکہ



135012

“

فہرست مضامین

تاریخ مصر قدیم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱	دریائے نیل		مقدمہ
۱۲	ملک مصر		
۱۸	مصری قوم	۱	علم تاریخ کی تعریف
۱۹	شہر منفس اور اگلے شاہان مصر کے سلسلے	=	تاریخ کے فائدے
۲۱	اہرام اور ابوالہول	۲	تاریخ سے پہلے کا زمانہ
۲۳	چھٹا سلسلہ	۴	انسانوں کی قسمیں
	دوسری فصل	۶	تاریخ کی تقسیم
	سلطنت طب	۷	سنہ کا آغاز
۲۴	بارہواں سلسلہ	=	قدیم تاریخی قومیں
=	نہرویس	۸	علم تاریخ کے مآخذ
۲۵	لابیرنٹ		پہلا حصہ تاریخ مصر
	بارہویں سلسلہ کے بادشاہوں کے زمانہ		
۲۶	میں مصریوں کا طرز معاشرت		پہلی فصل
۲۹	قبائل، میس		قدیم سلطنت مصر کی تاریخ
۳۰	طب کی نئی سلطنت	۱۱	سلطنت مصر کا بیان

صفحہ	مضمون	نمبر	مضمون
	پانچویں فصل	۳۱	مجسمہ ممین
	مصریوں کے قدیم آثار	۳۳	انیسواں سلسلہ
۶۹	مصری معماری		تیسری فصل
۷۰	طب کے کھنڈر		شاہانِ مصر کے آخری سلسلے
۷۳	مصر کے معبد کی تعریف	۳۷	بیسواں سلسلہ اور تیسرا حصہ
۷۷	زمین کے نیچے معبد اور مقبرے	۳۹	اکیسواں تا بیسواں اور تیسواں سلسلہ
۸۱	قدیم سلطنت کے مجسمے	۴۰	شاہانِ ایتھوپیا
۸۲	بڑے مجسمے	۴۲	پہا تک
۸۳	نقوش برجستہ	۴۴	نخانہ
۸۴	نقشہ	۴۵	آپریس اور آمانیس
"	مصری خط	۴۹	مصر کا انجام
	چھٹی فصل		چوتھی فصل
	قدیم مصریوں کے آداب اور صنعت و حرفت		قدیم مصریوں کے دینی عقائد
۸۵	فرعون	۵۱	مصری دیوتا
۸۷	کاہن	۵۵	مقدس جانور
"	فوج	۵۸	آپس گائے
۸۹	اہلِ قلم	"	آمن کی پرستش
۹۰	رعایا	۶۰	مردہ جسموں کو جنوط لگانا
۹۱	حکومت	۶۲	مردوں کی پرستش
۹۲	تیوبار	۶۶	مردوں کا حساب کتاب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	دوسری فصل سلطنتِ نینوا	۹۳	صنعت و تجارت
۱۱۹	نینوا	۹۴	ایک مصری کی سرگزشت جو مصر سے باہر گیا
۱۲۱	آشوری		شامیوں اور فرانس کے فاضل جنھوں نے
۱۲۳	آسور بابل زیرِ بال	۹۶	تاریخ مصر میں ہمارت پیدا کی
۱۲۹	سارگن		دوسرا حصہ
۱۳۴	سناخریب اور آسار ہادوں		
۱۳۸	آسور بانی پال		قدیم کلدانی اور آشوری سلطنت کی تاریخ
۱۴۱	نینوا کی تباہی		پہلی فصل
۱۴۲	ساردانہ پال کا افسانہ		کلدہ اور آشور کی تعریف
	تیسری فصل	۱۰۰	حبشہ اور فرات
	سلطنتِ بابل	۱۰۲	کلدہ اور دونوں ریاضوں کے درمیان کا حصہ
۱۴۳	نئی سلطنتِ کلدہ کی بنا	۱۰۵	آشور
۱۴۴	بنو کد نزر	۱۰۶	قدیم کلدانی اور آشوری سلطنتیں
۱۴۶	بابل	۱۰۷	الام
۱۴۷	بابل کی عمارت	۱۰۸	کلدہ کے قدیم بادشاہ
۱۴۹	بابل کی تجارت	۱۱۱	سلطنتِ آشور
۱۵۰	نیتکرین کی دستمان	۱۱۵	نینوس اور سمیرامیس کی دستمان
۱۵۱	بابل کی سلطنت کا خاتمہ	۱۱۷	کلدانی واقعات
	چوتھی فصل	۱۱۸	زبان میں تفریق
	آشوریوں اور کلدانیوں کے ادب، تہذیب اور علوم و عادات		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۰	ابراہیم	۱۵۳	ادب
۱۸۳	اسحق اور ربیعہ	۱۵۴	مذہب اور یوتا
۱۸۵	یعقوب اور عیص	۱۵۷	ستاروں کی پرستش
۱۸۶	یعقوب لابان کے پاس	۱۵۸	نجوم اور اس کے احکام
۱۸۷	یعقوب کی واپسی	۱۵۸	شیاطین اور جادو کا اعتقاد
۱۸۹	یوسف کے بھائیوں کا یوسف کو فروخت کرنا	۱۶۳	وزن اور مقدار
۱۹۰	یوسف مصر میں		پانچویں فصل
	یوسف کا اپنے بھائیوں کو شناخت کرنا		کھدائیوں اور آشاریوں کی عمارتیں
	دوسری فصل		اور کتبے
	بنی اسرائیل مصر میں	۱۶۳	معماری
۱۹۶	حضرت موسیٰ	۱۶۸	کئی درجوں کے معبد
۱۹۹	مصر سے بنی اسرائیل کا خروج	۱۶۲	زینت اور آرائش
	بنی اسرائیل کوہ سینا میں	۱۶۳	خطوط مسخ
۲۰۰	دس احکام	۱۶۴	جدید اکتشافات
۱۲	سونے کا گوسالہ		تیسرا حصہ
۲۰۳	بنی اسرائیل جنگل میں		بنی اسرائیل کی تاریخ
	تیسری فصل		پہلی فصل
	بنی اسرائیل ارض موعود میں		عبرانی شیوخ
۲۰۶	فلسطین کا ذکر		شیخی
۲۰۹	دریا کے ارون اور بحر المیت	۱۷۹	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۵	آحاب اور ایلیاس پیغمبر	۲۱۰	یریح کی فتح
۲۳۶	موآب کا بادشاہ میثع	۲۱۲	بنی اسرائیل کے بارہ اسباط (قبیلے)
۲۳۸	ایزیل کی موت	۲۱۳	غیب گودیورا
"	عشیاہ اور یوآش	۲۱۴	قاضی
	چھٹی فصل	۲۱۵	یفتاح
	سلطنت بنی اسرائیل کی تباہی	۲۱۶	فلسطین کے باشندے اور شمشون
	آشوریوں کی تاخت تاراج اور انبیا	۲۱۸	عیلی اور شموئیل
۲۳۹	کا ذکر	۲۲۰	شاؤل (ظالوت)
۲۴۱	یہی فصل اور چھٹی فصل		
۲۴۲			
۲۴۳			
۲۴۴	یوسیاہ اور سابانوں	۲۲۵	سلیمان کی شہرت
۲۴۶	یروشلم کی تباہی اور یرمیاہ	۲۲۶	حضرت سلیمان کی شہرت
۲۴۹	بابل کی امیری اور حزقیل	۲۲۷	معبد یروشلم (مسجد اقصیٰ)
۲۵۰	یودیوں کی یروشلم کو واپسی	۲۲۸	بنی اسرائیل کی عبادت
	چوتھا حصہ	۲۳۱	پانچویں فصل
	فنیقیہ کی تاریخ		یہود اور اسرائیل کی سلطنت
	پہلی فصل		دس قبائل کا باقی قبیلوں سے جدا ہونا
	فنیقیہ اور وہاں کے باشندے	۲۳۳	سلطنت اسرائیل
۲۵۲	فنیقیہ کی تعریف	۲۳۴	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۰	ابراہیم	۱۵۳	آداب
۱۸۳	اسحق اور ربیعہ	۱۵۴	بذہب اور یوتا
۱۸۵	یعقوب اور عیص	۱۵۶	ستاروں کی پرستش
۱۸۶	یعقوب لابان کے پاس	۱۵۸	نجوم اور اس کے احکام
۱۸۷	یعقوب کی واپسی	۱۵۸	شیاطین اور جادو کا اعتقاد
۱۸۹	یوسف کے بھائیوں کا یوسف کو فروخت کرنا	۱۶۳	وزن اور مقدار
۱۹۰	یوسف مصر میں		پانچویں فصل
	یوسف کا اپنے بھائیوں کو شناخت کرنا		گلدانیوں اور آشاریوں کی عمارتیں
	دوسری فصل		اور کتبے
	بنی اسرائیل مصر میں	۱۶۴	معماری
۱۹۶	حضرت موسیٰ	۱۶۸	کئی درجوں کے معبد
۱۹۹	مصر سے بنی اسرائیل کا خروج	۱۶۲	زینت اور آرائش
	بنی اسرائیل کوہ سینا میں	۱۶۳	خطوط مسخہ
۲۰۰	دس احکام	۱۶۴	جدید اکتشافات
۲۰۲	سوتے کا گو سالہ		تیسرا حصہ
۲۰۳	بنی اسرائیل جنگل میں		بنی اسرائیل کی تاریخ
	تیسری فصل		پہلی فصل
	بنی اسرائیل ارض موعود میں		عبرانی شیوخ
۲۰۶	فلسطین کا ذکر		شیخ
۲۰۹	دریائے اردن اور بحر المیت	۱۶۹	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۵	آخاب اور ایلیاس پیغمبر	۲۱۰	یریحو کی فتح
۳۶	موآب کا بادشاہ میسع	۲۱۲	بنی اسرائیل کے بارہ اسباط (قبیلے)
۳۸	ایزیل کی موت	۲۱۳	غیب گودیورا
۳۸	عشیاہ اور یوآش	۲۱۴	قاضی
۳۹	چھٹی فصل	۲۱۵	یفتاح
۳۹	سلطنت بنی اسرائیل کی تباہی	۲۱۶	فلسطین کے باشندے اور شمشون
۳۹	آشوریوں کی تاخت تاراج اور انبیا	۲۱۸	عیسیٰ اور شموئیل
۳۹	کا ذکر	۲۲۰	شاؤل (طاوت)
۳۹	سامرہ (ساماری یا شورون) کی تباہی	۲۲۲	داؤد
۳۹	اشعیا پیغمبر	۲۲۳	شموئیل کی وفات اور شاؤل کی موت
۳۹	سخریبا اور حزقیاہ	۲۲۴	داؤد کی سلطنت
۳۹	یوشیاہ اور کتاب قانون	۲۲۵	ابشالوم کی بغاوت
۳۹	یروشلم کی تباہی اور یرمیاہ	۲۲۶	سلیمان کی ثروت
۳۹	بابل کی اسیری اور حزقیل	۲۲۷	حضرت سلیمان کی شہرت
۳۹	یودیوں کی یروشلم کو واپسی	۲۲۸	معبد یروشلم (مسجد اقصیٰ)
۳۹	چوتھا حصہ	۲۳۱	بنی اسرائیل کی عبادت
۳۹	فنیقیہ کی تاریخ		پانچویں فصل
۳۹	پہلی فصل		یہود اور اسرائیل کی سلطنت
۳۹	فنیقیہ اور وہاں کے باشندے	۲۳۳	دس قبائل کا باقی قبیلوں سے جدا ہونا
۳۹	فنیقیہ کی تعریف	۲۳۴	سلطنت اسرائیل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	دوسری کمال	۲۵۵	فنیقیہ کے باشندے
	فنیقیوں کی صنعت اور تجارت	۲۵۶	شہر آراد
۲۶۵	فنیقیوں کی صنعت	۲۵۷	میلین
۲۶۶	فنیقیوں کے پیشے	"	صیدا
۲۶۸	فنیقیوں کی تجارت	۲۵۹	صور
۲۷۰	خانہ بدوش فنیقی	۲۶۱	فنیقیہ والوں کا مذہب
۲۷۳	الف بے	۲۶۳	فنیقیہ والوں کی قبریں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُقَدِّمَةٌ

علم تاریخ کی تعریف | انسانی زندگی کے گزرے ہوئے واقعات بیان کرنے کو (اصطلاح میں) تاریخ کہتے ہیں۔

تاریخ مختلف قوموں کے ظہور، تنزل، ترقی، آثار، حالات، آداب، رسوم، عقائد، اور مشہور لوگوں کے کارنامے بیان کرتی ہے۔ اور جو جو اہم امور ظہور پذیر ہوئے ہیں ان کے اسباب اور نتائج بتاتی ہے۔

تاریخ کے فائدے | تاریخ میں آدمی کے لیے بہت کچھ فوائد ہیں۔ مختصر یہ کہ تاریخ جاننے والا ان تمام تجربات سے تھوڑے عرصہ میں واقف ہو جاتا ہے جنہیں

اگلے لوگوں نے تمام عمر صرف کر کے چل کیا تھا اور تاریخ نہ جاننے والوں سے بہتر سمجھ سکتا ہے کہ کیا کام کرنا چاہیے اور کس سے بچنا چاہیے۔

تاریخ سے پہلے کا زمانہ | اگلے لوگوں کی تحریروں سے ہم اُس زمانہ کی پوری تاریخ معلوم کر سکتے ہیں لیکن چونکہ ابتدا میں آدمی لکھنا نہ جانتے تھے اس لیے وہ اپنے حالات نہیں لکھ سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان واقعات سے جو انسانوں پر ابتدائی زمانہ میں گزرے ہم بے خبر ہیں۔

اُس زمانہ کو جب سے انسانوں کے حالات ہم کو معلوم ہیں "تاریخی زمانہ" کہتے ہیں اور اُس سے پہلے زمانہ کا نام "تاریخ سے پہلے کا زمانہ" ہے۔ لیکن تاریخ سے پہلے کے زمانہ کے بھی بعض آثار ایسے ملتے ہیں جن کی بدولت ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ کس طرح کی زندگی بسر کرتے تھے۔

جو کچھ اب تک معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ایک زمانہ میں انسان غاروں میں رہتے تھے۔ جانوروں اور مچھلیوں کا شکار ان کا کھا جاتا تھا۔ اور استعمال کی چیزیں اور آلات جن پر ان کی زندگی کا مدار تھا پتھر اور ہڈی کے بناتے تھے۔ یعنی لوہے اور تانبے کی جگہ پتھر کو تراش کر تیر تیر نیرہ اور چھری وغیرہ تیار کرتے تھے۔

جس زمانہ میں انسانوں کی زندگی کی یہ حالت تھی اُسے عہدِ حجریِ قدیم کہتے ہیں۔

اس عہد کے بعد ایک زمانہ اور ایسا آیا کہ اُس میں بھی انسان محض شکار ہی پر بسر کرتے تھے لیکن انہوں نے بہ نسبت پہلے زمانہ کے کچھ ترقی کر لی تھی مثلاً وہ پتھر کے اوزار وغیرہ کے علاوہ مٹی کے برتن بھی رکھتے تھے اور اُن کے بعض اوزار گھسے ہوئے پتھر کے ہوتے تھے اور بعضوں نے چھوٹے چھوٹے گھر بھی بنائے تھے۔ جانوروں کی ایدا سے بچنے کے لئے لکڑی اور تختوں کے گھر چھوٹی چھوٹی جھیلوں کے اندر بنائے تھے۔ اور گھر لویو جانور جیسے گائے، بکری، گھوڑا کتا بھی یہ لوگ رکھتے تھے۔ بعض گہیوں اور ابلج بھی بوتے تھے۔ سوت کا تناؤ کپڑا بنا بھی جانتے تھے اس زمانہ کو عہدِ حجری جدید کہتے ہیں۔

اس کے بعد آہستہ آہستہ لوگوں نے تانبہ کانوں سے نکالا اور اُس سے کچھ سامان اور کچھ اوزار تیار کیے پھر رانگ کی کان دریافت کی اور رانگ تانبہ میں ملا کر اُس سے برنجی اوزار و ہتھیار بنائے۔ اس طرح انسانی زندگی نے بہت ترقی کی اور اپنے مفید مطلب کا میا بی پائی۔ اس ترقی یافتہ زمانہ کو عہدِ برنجی *Age of Bronze* کہتے ہیں۔

اس دور کے بعد جب انسان نے اور ترقی کی تو لوہے کو کان سے برآمد کے اُس کو کام میں لائے۔ اُس سے اپنے اوزار و ہتھیار اور اپنی ضرورت کا سامان تیار کیا۔ اس صورت سے اپنے کام میں انہوں نے بہت آسانیاں پیدا کر لیں۔ اس زمانہ کو عہدِ آہنی کہتے ہیں۔ اور ہمارا زمانہ اس ہی زمانہ کا آخری حصہ ہے۔

غرض معلوم ہوا کہ انسان پہلے وحشی تھے۔ انہوں نے اپنے زندگی کے طریقہ کو آہستہ آہستہ بدل کر اپنی ضرورت کے سامان اور آلات کی تکمیل کی اور مذہب ہو گئے۔ لیکن تمام دنیا کے انسانوں نے برابر ترقی نہیں کی۔ بعض بہت جلد متہذبن ہو گئے اور بعض کچھ دیر میں بلکہ بعض قبیلے اور قومیں اب تک وحشی ہیں اور بعض نیم وحشی اور بعض پوری طور پر متہذبن ہو چکی ہیں۔

انسانوں کی قسمیں | سب انسان اگرچہ ایک ہی قسم کے ہیں لیکن ان کے

افراد قد و قامت بدن اور کھوپڑی کی ترکیب شکل و صورت رنگ و روپ بالوں اور آنکھوں وغیرہ میں ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ فرق ضرور رکھتے ہیں جو انسان کہ ان سب باتوں کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں ان کو ہم ایک نسل قرار دیتے ہیں۔ اس طرح سے انسان کی ممتاز نسلیں چار ہیں۔

پہلی سفید نسل | جس کا رنگ اور چہرہ سفید ہے۔ ناک اور ہونٹ پتلے بال نرم اور گھونگر والے ڈاڑھی گھنی۔ یہ لوگ یورپ، مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ میں رہتے ہیں۔

دوسری زرد نسل | جس کا رنگ اور چہرہ زرد اور کسی قدر روکھا پتھر

چھوٹی اور دھسی ہوئی، بال سخت اور ڈاڑھی کم ہوتی ہے۔ چینی، جاپانی، منگول اور ترک اس نسل سے ہیں۔ یہ لوگ ایشیا کے شمال و مشرق میں رہتے ہیں۔

تیسری سیاہ نسل | جس کا رنگ اور چہرہ سیاہ ناک چوڑی ہونٹ موٹے

بال سخت اور اون کی طرح موٹے ہوتے ہیں۔ اس نسل کے لوگ افریقہ میں رہتے ہیں
چوتھی (قرمزی) سرخ نسل جن کے بدن کا رنگ تانبہ کا سا ہوتا ہے اور
 ان کے اعضاء کی ترکیب زرد نسل سے ملتی جلتی ہے۔ امریکہ کے قدیم رہنے والے
 اسی نسل سے ہیں۔

سیاہ اور سرخ رنگ کی اقوام ترقی و تمدن تک بہت کم پہنچی ہیں بلکہ ابھی
 تک وحشی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی تاریخ نہیں ہے۔

زرد نسل بہت پرانے زمانہ سے تمدن ہو گئی ہے لیکن اس کا تمدن عرصہ
 سے ایک حالت پر قائم ہے کوئی مزید ترقی نہیں کی اس لئے ان کی تاریخ بھی ہمارے
 لئے کوئی دلچسپی اور اہمیت نہیں رکھتی البتہ جس نسل نے سب سے جلد اور سب سے زیادہ
 ترقی کی وہ سفید نسل ہے۔ لیکن موٹرخ اس نسل کو بھی دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں
 ایک آریائی *Arryan* دوسری سامی *Semitignes* آریائی یا
 آریا لوگوں سے ہندوستانی ایرانی اور کھشترانی یورپ مراد ہیں اسی وجہ سے
 اس شاخ کو ہند یورپی بھی کہتے ہیں۔

لیکن ان دونوں شاخوں کا فرق صورت اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے
 نہیں ہے بلکہ حالات و صفات اور زیادہ تر زبان کی اختلاف کے اعتبار سے ہے
 چنانچہ آریائی فرقوں کی زبانیں اگر غور سے دیکھا جائے تو گویا ہر میں بہت فرق معلوم
 ہوگا لیکن حقیقت میں بہت ملتی جلتی ہیں۔ یہی سامی فرقوں کی زبانوں کا حال ہے

لیکن آریں اور سامی فرقے باہم کچھ نہیں ملتے جلتے۔

تاریخ کی تقسیم | اوپر کے بیان سے معلوم ہوا ہوگا کہ جس قوم کی تاریخ کا پڑھنا ہمارے لیے ضروری ہے وہ سفید نسل کی اقوام کے متعلق ہے۔ لیکن کل سفید قومیں بھی ایک ہی وقت میں تاریخی زمانہ میں داخل نہیں ہوئی ہیں بعض قومیں آج سے پانچ چھ ہزار سال پیشتر تمدن ہوئیں اور اسی وقت سے ان کی تاریخ کا بھی پتہ چلتا ہے اور کچھ قومیں اس کے بہت بعد۔ لیکن جس زمانہ سے ہم کو تاریخی واقعات ملتے ہیں وہ پانچ چھ ہزار برس سے زیادہ کا نہیں ہے۔ اسے بھی کئی مختلف دور میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس دور کو جو ہم سے قریباً عصر جدید کہتے ہیں اور اس زمانہ کو جو ہم سے بہت دور ہے عہد قدیم کہتے ہیں۔ عصر جدید ظہور اسلام سے شروع ہوتا ہے جس کو اس وقت تک تیرہ سو سال ہو چکے ہیں۔ اور اسلام سے قبل کا زمانہ عہد قدیم ہے۔

یورپ کے مورخ عصر جدید کو دو سو سال قبل ظہور اسلام سے شمار کرتے ہیں یعنی اس وقت سے جب کہ روم کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر یورپ کا نقشہ بدل گیا تھا۔ اس طرح عصر جدید کے تقریباً ایک ہزار پانسو سال ہوتے ہیں۔ لیکن اس زمانہ کے بھی تین حصے کئے گئے ہیں۔ ایک ہزار سال تک چونکہ دنیا کی حالت نہ تو عہد قدیم کے طرز پر تھی اور نہ عہد جدید کے طرز پر۔ لہذا اس کو عہد متوسطہ اور آخری پانسو سال عصر جدید کا جزو ہیں۔ ان کے آخری سو سال کا نام دور معاصرین

رکھا گیا ہے۔

سنہ کا آغاز ہم تاریخی واقعات نقل کرنے میں یہ کھنکے کے محتاج ہیں کہ فلاں واقعہ فلاں وقت ہوا۔ اور سنہ کے شمار کرنے میں ضروری ہے کہ ہم کسی سال کو شروع قرار دے کر ہر واقعہ یوں بیان کریں کہ وہ اُس سے اتنی سال پیشتر یا بعد میں واقع ہوا ہے۔

مسلمان اپنے سنہ کا آغاز اُس سال سے کرتے ہیں جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے سالِ ہجرت سے اب تک تیرہ سو تالیس سال ہوئے ہیں اور یہ سنہ ہجری قمری ہوتا ہے۔ اہل یورپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت سے سنہ کا آغاز کرتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے اب تک ۱۹۰۹ سال ہوئے ہیں اور یہ سنہ عیسوی شمسی ہے۔

قدیم تاریخی قومیں علم تاریخ کو شروع کرتے وقت ضروری ہے کہ قدیم تاریخ کی ابتدا کی جائے لیکن جیسا کہ بیان کیا گیا ہے تمام انسان قدیم زمانہ میں ایک دم تمدن نہیں ہوئے تھے وہ پرانی قومیں جنہوں نے دنیا میں اہمیت پیدا کی یعنی بڑے بڑے کام کیے اور اپنے بعد اپنے اثر چھوڑ گئیں بہت کم ہیں۔ ان میں سے بعض زمینِ مشرق اور بعض زمینِ مغرب میں گذری ہیں۔

مشرق کی مشہور قومیں۔ مصری۔ کلدانی۔ آشوری۔ یہودی۔ فنیقی اور

ایرانی ہیں۔ اور مغرب کی مشہور قومیں یونانی اور رومی ہیں۔ لیکن ہمارا مقصد

اس کتاب میں صرف مشرقی مشہور اقوام کے حالات بیان کرنا ہے۔

علم تاریخ کے ماخذ | پرانی تحریریں اور خصوصاً قدیم کتبے جو باقی رہ گئے

ہیں وہ علم تاریخ کا بہترین ماخذ ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک مورخین کو کتابوں کی طرف

رجوع کرنے کے سوا اور کچھ چارہ نہ تھا لیکن اب بعض اور چیزیں بھی ایسی ہیں جنکے

دیکھنے اور غور کرنے سے علماء تاریخ نے بہت کچھ معلومات حاصل کر لی ہیں

اور تاریخی دنیا میں اپنی مفید اور جدید معلومات سے بہت کچھ اضافہ کیا ہے وہ چیزیں آثار

قدیمہ ہیں جیسے کہ عمارتیں اور قدیم مکانات، کتبے، تصویریں، نقوش اور اوزار آلات

سامانِ خانہ داری، سکے، خطوط اور زبانیں وغیرہ۔ اسی بنا پر مورخین کو شش کرتے

رہتے ہیں کہ حتی الامکان قوموں کے پرانے آثار معلوم کریں اور اس مقصد کے لیے

کثیر مصارف برداشت کرتے ہیں اور محنتِ شاقہ کو ادا کر کے پرانے شہروں

اور کھنڈروں میں ان کی تلاش کرتے ہیں۔ اس وقت تک بہت سے اہم

نتائج حاصل ہو چکے ہیں جن میں سے بعض بیان کئے جاویں گے۔ آئندہ بھی نئے

معلومات حاصل ہونے کی امید کی جاتی ہے۔

باوجود ان کوششوں اور محنتوں کے بہت سے تاریخی واقعات اب تک

یا تو بالکل نامعلوم یا مبہم ہیں۔ اور ہر قوم کے پورے پورے حالات سے

ہم بے خبر ہیں۔ قدیم تاریخوں کا زبان حصہ بالکل افسانہ ہے۔ کیونکہ ہر قوم

ابتدا میں اپنے حالات لکھنے سے بالکل مجبور تھی۔ بعض واقعات زبانی اہل کلمے
 دوسرے سے سن کر تحریر کئے اُن روایات میں تغیر و تبدل قصداً اور سہواً
 ایسا ہو گیا ہے جو تاریخ کو حقیقت سے دور کر دیتا ہے۔

(.....)

•

بِسْمِ اللَّهِ

تَارِخِ مِصْرَ

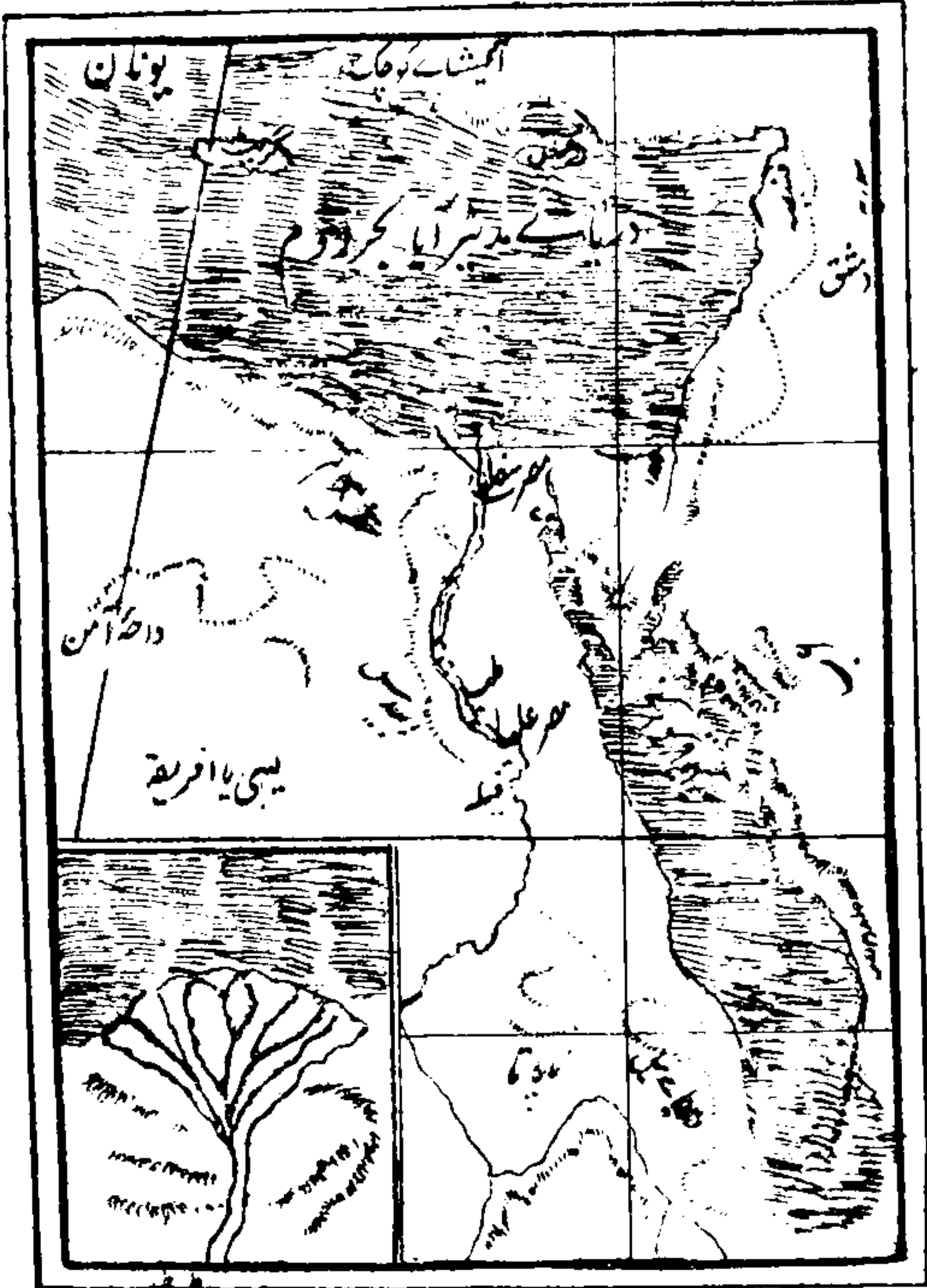
پہلی فصل - قدیم سلطنتِ مصر کی تاریخ

سلطنتِ مصر کا بیان

دریا کے نیل - نیل دنیا کے بڑے دریاؤں میں سے ایک دریا ہے، شمالی افریقہ کے تمام دریا اسی سے اُٹتے ہیں۔ یہ دریا اُن پتھروں کی چٹانوں کے عبور کرنے کے بعد جہاں آبشار سناں یا اصوان کی صورت ظاہر کرتا ہے۔ صحرائے شن زاری سے ہو کر بحرِ ابیسی نی طرف جو بحرِ روم کے نام سے مشہور ہے مل جاتا ہے لیکن اس سمندر میں گرنے سے پہلے اس کی چند شاخیں ہو جاتی ہیں۔ ہر شاخ ایک خاص گذرگاہ سے بہ کر سمندر میں داخل ہو جاتی ہے وہ شاخیں ہمیشہ ایک ہی تعداد میں بہتی رہتی ہیں بلکہ کم اور زیادہ ہوتی رہتی ہیں چنانچہ عرصہ تک اس کی سات شاخیں رہیں جن کو "نیل کے سات دہانے" کہتے تھے (دریائے نیل کے انہی حدود کے اندر جس میں آبشار سناں واقع ہے چند اور بھی آبشاریں ہیں چونکہ آبشار کو مصری لوگ شلالہ کہتے ہیں اس لیے وہ شلالہ ہائے نیل کے نام سے مشہور ہیں)۔

ہر سال فصلِ بہار میں خطِ استوا کے اطراف کی بارشیں اور ولایتِ حبشہ کے برفوں

کاپکن دریسے نیل میں طیفانی پیدا کرتی ہے اور دریا کا پانی اپنے حدود سے بڑھ کر اس تمام سرزمین کو جو ان آبشاروں کے شمالی جانب واقع ہے سیراب کر دیتا ہے۔



دلتی

قدیم ملک مصر کا نقشہ

ماہ اپریل دسویں میں جب کہ دریائے نیل میں طغیانی شروع نہیں ہوتی تاہم ملک مصر خشک بلکہ جلنے کے قریب ہو جاتا ہے اس زمانہ میں جنگل سے ایک ہوا چلتی ہے جس کو بادِ خمیسین کہتے ہیں وہ ہوا درختوں کے پتوں کو گرا کر خاک اور ریت میں ملا دیتی ہے اس وقت ہوا کی حدت تنور کی گرمی کے مشابہ ہوتی ہے اور فضا اس قدر گرد و غبار آلود ہو جاتی ہے کہ سونا مشکل ہوتا ہے۔ دریائے نیل کا عرض اُدھارہ جاتا ہے اور پانی نھیل کی مانند ہو جاتا ہے اور اس کے تمام کناروں پر کھڑپیدا ہو جاتی ہے۔ پھر شمالی ہوا چلتی ہے جس سے ہوا گرد و غبار سے پاک ہو جاتی ہے درخت نئے سرے سے سرسبز و شاواہ ہوتے ہیں اور دریائے نیل کسی قدر بڑھ جاتا ہے اس کا رنگ سبز اور پانی گدلا ہو جاتا ہے۔ چھ مہینہ تک پانی سوڈان کے جنگلوں میں رکا رہتا ہے اور اب طغیانی کی وجہ سے اس میں بتاؤ پیدا ہو جاتا ہے ان چند ایام کو سبز نیل کا زمانہ کہتے ہیں۔ یہ زمانہ تین چار روز سے زیادہ نہیں رہتا اس زمانہ میں دریا کا پانی نشا میں شدید درو پیدا کر دیتا ہے حالانکہ باقی اور تمام دنوں میں خوشگوار و لطیف ہوتا ہے۔ اس کے بعد سے دریا کا پانی زیادہ گدلا ہونے لگتا ہے۔ آخر دس روز کے بعد نیل سرخ کا وقت آجاتا ہے پانی کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے جیسے کوئی خون نہر ہو۔ اس پانی میں مٹی بہت زیادہ ملی ہوئی ہوتی ہے اس پر بھی پینے میں بے ضرر اور خوشگوار ہوتا ہے اس وقت تمام زمین پر پانی پھیل جاتا ہے تھوڑی سی خشکی جو معلوم ہوتی ہے یہ وہ آبادی ہے جو ٹیلوں پر ہی باقی تمام زمین اس سرخ پانی میں ڈوب جاتی ہے اس پانی میں قریبے جزیروں کی طرح نظر آتے ہیں۔ جو بند باندھ کر باہم ملا دیئے جاتے ہیں اس وقت گرمی بھی کم ہو جاتی ہے اور تمام انسان اور حیوان اس پانی میں نہا کر تازہ دم ہو جاتے ہیں اور فرحت پاتے ہیں مھلبوں کے گروہ کے گروہ پھرتے ہیں جن کے سنے چاندی کی طرح چمکتے ہیں اور ہزاروں قسم کی کی چٹریوں اور پرندوں سے ہوا بھر جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ دریائے نیل سات آٹھ گز اپنی اصلی سطح سے بلند ہو جاتا ہے۔ آفتاب کے برج میزان میں آنے کے زمانہ میں اس کی حالت

رہتی ہے پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ ماہِ جدی کے شروع میں اپنی اصلی سطح اور اپنے حدود پر آجاتا ہے۔ اُس وقت اُس کا پانی صاف ہو کر اپنا اصلی نیلا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ دریاے نیل جب گھٹ کر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے تو اپنی ساحلی اراضی پر بہت سی مٹی چھوڑ جاتا ہے جس میں بے مشقت کاشت ہو سکتی ہے اور ہر قسم کی روئیدگی نہایت سرعت کے ساتھ اُگتی اور پھلتی ہے۔ ماہِ قوس میں یعنی اُس وقت جب کہ دریاے نیل گھٹنا شروع ہوتا ہے تخم ریزی بتدریج کی جاتی ہے اور وہ جمس اور تور کے مہینوں میں پک کر تیار ہوتا اور کاٹ لیا جاتا ہے۔

ملکِ مصر۔ مملکتِ مصر دریاے نیل کی وادی اور اُس کی شاخوں کا نام ہے۔ وادی نیل کے دو نوں طرف ایک تنگ اور لंबا حاشیہ ہے جس کو ننگے یعنی بے درخت پہاڑوں کے دو سلسلے اور جنگل صحراے کبیرن زار سے الگ کرتے ہیں۔ اس وادی کی جنوب میں ایک زمین بہت تنگ ہے جو بعض جگہ ایک ہزار گز سے بھی کم ہے مگر شمال کی جانب چوڑی زمین ہے جس کا عرض پندرہ میں ہزار گز تک ہے اور اس حصہ کو مصر علیا اور مصر متوسط کہتے ہیں۔

جس زمین پر نیل کی شاخیں بہتی ہیں اُس کو نشیبی مصر کہتے ہیں۔ زمانہ سابق میں اسے ڈلیٹا کہتے تھے۔ کیونکہ اس کی شکل یونانی حرف ڈلیٹا کی طرح مثلثی ہے۔ اس مثلث کا ایک ضلع سمندر کا کنارہ اور دو ضلعے نیل کی دو شاخیں ہیں۔ یہ ڈلیٹا یا نشیبی مصر مصر سفلی ایک وسیع جنگل ہے جس کی پیمائش ۲۳ ہزار کلومیٹر مربع ہے اور بہت سی ندیاں اُس کی سطح کو قطع کرتی ہیں اس رقبہ کی زمین دریاے نیل کی طبعیانی کی وجہ سے ہمیشہ مرطوب رہتی ہے اور ندی کی گذرگاہیں برابر بدلتی رہتی ہیں۔ دریا کا پانی جب تک سمندر میں پہنچنے صحرائی ہوا کے شعلہ زن چھونکوں کے سبب جا بجا ٹھہر جاتا ہے اور اُس سے بڑی بڑی جھیلیں بن جاتی ہیں جن کا پانی مائل بہ شوریہ ہوتا ہے اور ان کی وجہ سے آب ہوا خراب ہو جاتی ہے۔

پرانے زمانہ میں تمام ڈلیٹا سمندر میں غرق تھا لیکن جو مٹی دریاے نیل کے پانی میں

ملی ہوئی آتی تھی وہ رفتہ رفتہ نشین ہوتی رہی اور ایک زمانہ گزرنے کے بعد ڈلتا کی شکل نمودار ہوئی۔ اب بھی دریائے نیل اسی کام میں مشغول ہے اور ہر سال اُس کے دہانے ایک گز کے قریب آگے بڑھ جاتے ہیں۔ یعنی وہ سمندر کو خشکی اور صحرا بنا رہا ہے۔ مصر میں بارش بہت کم ہوتی ہے بعض دفعہ پورا سال گزر جاتا ہے اور مطلق بارش نہیں ہوتی۔ اگر مصر صرف بارش کا محتاج ہوتا تو وہ آج بحر اور ویران نظر آتا لیکن دریائے نیل خود بڑھ کر ارضی کو سیراب کرتا ہے اور واپسی کے بعد اُس میں اس قدر پانی رہتا ہے جو آب پاشی کے لئے کافی ہوتا ہے اس طرح بارش کی تلافی ہو جاتی ہے۔

ہیرڈوس یونان کا مشہور مورخ اور سیاح کہتا ہے کہ مصر ایک تختہ ہے جس کو نیل لایا ہے۔ کیا پانی کیا مٹی دونوں دریائے نیل سے حاصل ہوتی ہیں اگر نیل کا رخ بدل جائے تو مصر صحرائے اعظم کی طرح جس نے اُس کو دو طرف سے گھیر رکھا ہے ایک ریتلا اور بیخود بن کر رہ جائے۔ چونکہ قدیم مصری واقف تھے کہ نیل کس حد تک اُن کے فوائد اور خیر و برکت کا باعث ہے اس لئے اُسے اپنا معبود سمجھتے تھے اور خدا کی طرح اُس کی پرستش کرنے لگے تھے اور اُس کی برکتوں کے شکر گزار تھے۔

مصر اس بابرکت دریا کی وجہ سے جو ہر سال اُس ملک کی سر زمین کو سیراب کرتا ہے دنیا کے بہترین اور زرخیز ممالک میں گنا جاتا ہے۔ جاڑوں میں جب نیل کا پانی گھٹ جاتا ہے تو مصر کی تمام زمینیں سبزہ زاروں اور باغوں سے معمور ہو جاتی ہیں وہاں گہوں اس قدر جلد پیدا ہوتا ہے کہ سال میں دو یا تین مرتبہ بویا اور کاٹا جاتا ہے۔

اُن بلند زمینوں میں جو طبعیاتی کے بعد خشک ہو جاتی ہیں گہوں اور جو بوتے ہیں اور اُن میں باقلا اور مسوڑ بھی پیدا ہوتی ہے اور وہ نشیبی زمینیں جو پانی اتر جانے کے بعد تر رہتی ہیں اُن میں سبزہ آگ آتا ہے وہاں گائے اور بکریوں وغیرہ کو چراتے ہیں دریا کے کناروں پر جو مھلیں ہیں اُن میں مرغابیوں، بگلوں اور ہشتی پرندوں کے جھنڈے جھنڈے

پھرتے ہیں۔ اور مرغابی کی ایک خاص قسم جس کو فرانس میں ایپس کہتے ہیں یہاں بہت پائی جاتی ہے اس کے پاؤں اور چونچ لمبی پر اور بازو سفید اور سر سیاہ ہوتا ہے۔ ان جھیلوں میں طرح طرح کی گھاسیں پیدا ہوتی ہیں جو مصر کے ساتھ مخصوص ہیں۔

مثلاً ڈلٹا کی جھیلوں میں ایک قسم کی گھاس پائی جاتی ہے جس کو عربی میں بروی اور فرانسیسی میں پاپیروس (Papyrus) کہتے ہیں۔ یہ گھاس لبنی اور نازک ہوتی ہے۔ پرانے زمانہ میں اس سے متوے کی طرح سے ایک چیز بناتے تھے اور اُس پر لکھتے تھے۔



پاپیروس

ایک اور گھاس بالائی مصر میں ہوتی ہے۔ جس کی تین قسمیں ہیں۔ سفید۔ آبی۔ قرمز۔ سفید اور آبی میں خشکاش کے مانند ایک پل پیدا ہوتا ہے جس کے دانے چھوٹے چھوٹے

ہوتے ہیں اور قرمزی میں شہد کے چھتے کی طرح ایک پھل ہوتا ہے جس کے ہر سوراخ سے زیتون کی کھٹلی کے برابر ایک دانہ نکلتا ہے اور وہ کھایا جاتا ہے اسے باقلا سے قنبلی کہتے ہیں (اس گھانس کو اہل یورپ لوٹس کہتے ہیں)

دریائے نیل میں اب پیلے گھڑیاں اور آبی گھوڑے (hipopota) بھی پائے جاتے تھے اس وجہ سے اس کے کنارے بہت خطرناک تھے۔ مصری گھڑیاں اکثر چھ گز لمبا ہوتا تھا اور کبھی کبھی خشکی میں آکر حملہ کرتا اور سالم آدمی کو گل جاتا تھا۔ دریائی گھوڑا بھی اکثر کشتی پر حملہ کر اس کو غرق کر دیتا تھا۔ لیکن اب ان دونوں حیوانوں کی نسل منقطع ہو گئی ہے۔ دریائی گھوڑا مدتوں سے نہیں دیکھا گیا۔ گھڑیاں البتہ آخر زمانہ میں پایا گیا تھا مگر وحشی جانوروں کے خوف سے وہ بھی بھاگ گیا ہے۔



گھڑیاں

مصر میں جگہ نہیں ہے۔ پہاڑ کے دامن میں پتھر کی چٹانیں خود رو گھاس اور درختوں سے خالی ہیں چونکہ کھیتی کے لیے زمین کم ہے اس لیے تمام زمین کھیتی کے لیے لے لی گئی ہے۔ دشت بھی پہاڑوں کی طرح درختوں سے خالی ہے۔ البتہ چھوٹے چھوٹے میدان اقاقتا اور شور کر کے ماند کانٹے دار درختوں سے بھرے ہوئے پائے جاتے ہیں اور ان میں میوہ دار درخت مثلاً انار، انجیر، زرد آلو اور خرما بھی ہیں۔

اس خاکِ مصر پر جو پر لطف و دلکش باغوں سے چھپی ہوئی ہے تقریباً گیارہ کروڑ آبادی کے حالات اس کی پیمائش ۲۹ ہزار کلومیٹر مربع سے زیادہ نہیں ہے جو بہت سے بہت مائیکم

کے برابر جیسا اس تناسب پر نظر کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کا کوئی ملک بلحاظ گنجان مردم شماری کے مصر کو نہیں پہنچتا۔ لیکن زمانہ قدیم میں جب فرعون کی سلطنت تھی اس وقت آبادی اس سے زیادہ تھی۔

مصری قوم۔ مصر کے قدیم آدمی دراز قد اور نازک جسم ہوتے تھے ان کے کندھے چوڑے بازو پتلے ہاتھ نرم پانوں کی پتلیاں تپنی پانوں چوڑے اور نازک سر ٹپے پیشانی چھٹی اور رنگ ناک چھوٹی اور گول، آنکھیں خوشنما اور تیز، ہونٹھ موٹے اور ٹھوڑی گول ہوتی تھی۔

مصر والوں کی ہیئت میں اب تک تغیر نہیں ہوئی۔ اب بھی وہی پرانی شہت پائی جاتی ہے خصوصاً کاشتکار اور دیہاتی لوگوں کی صورت پانچزار سال پیشتر کے مجسموں سے ملتی ہے۔ جس وقت فرانس کے تیاح ماریٹانے ایک قبر کو کھودا اور اس سے ایک لکڑی کا مجسمہ برآمد ہوا تو دیہاتیوں نے اسے اس شہت کی وجہ سے جو اس میں اور حال کے لوگوں میں پائی جاتی تھی کہا کہ یہ ہمارے گاؤں کا سردار ہے اور یہی اس مجسمہ کا نام ہو گیا۔



گاؤں کا سردار

ظاہری طور پر مصری اُن قوموں سے ہیں جو ایشیا سے نکل کر سویر ہوئی ہوئی وہاں
پہنچی ہیں۔ لیکن جس زمانہ سے تاریخی دور شروع ہوتا ہے وہ اُن لوگوں کے مصر پہنچنے
کے بہت بعد ہے۔

قدیم مصری سلطنت

شہر منف اور گلے شاہان مصر کے سلسلے

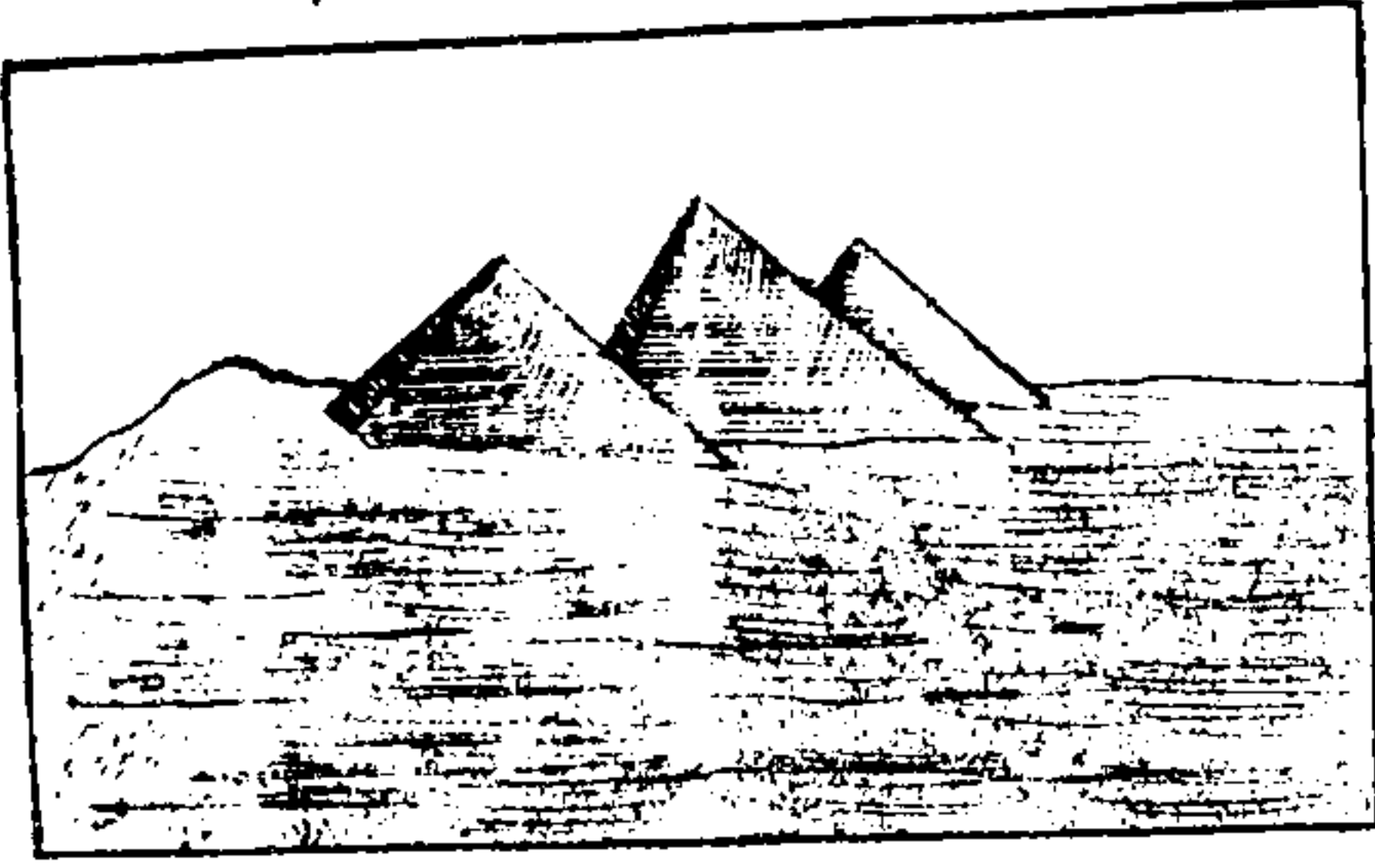
دلاوتِ مسیح سے تقریباً پانچ ہزار
سال پیشتر تمام ملک مصر ایک بادشاہ

کے تحت میں آیا۔ لیکن اس تاریخ سے کچھ پہلے انسان ملک مصر میں پہنچ چکے تھے اور دریا
نیل کے ساحلوں کے قریب رہتے اور کھیتی کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں شہر منف جو مصر کا قدیم
پایہ تخت تھا آباد کیا گیا۔ منف کے معنی ہیں ”اچھا مکان“ مصر کی کتابوں میں اسے منف لکھا
ہے۔ بہر حال یہ شہر نیل کے دائیں ساحل پر اُس مقام سے جہاں دریا نیل ڈیلٹا بنا تا ہے
جنوب کی طرف چند میل کے فاصلہ پر آباد کیا گیا اور اس خیال سے کہ نیل کے طوفان سے
آبادی کو کوئی نقصان نہ پہنچے ایک سد قائم کی گئی۔ اس سد کو سات ہزار سال
گزر چکے لیکن ابھی تک موجود ہے۔ شہر منف حضرت مسیح سے ایک ہزار سال بعد یعنی
ہجرت سے چار سو سال بعد تک آباد تھا اُس کے بعد تباہ ہو گیا اُس کے کچھ پتھر شہر
”قاہرہ“ کی تعمیر میں صرف کیے گئے باقی دریا نیل کی مٹی کے نیچے دب گئے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے مصر کے پہلے بادشاہ کا نام منٹن تھا۔ اُس نے مصریوں
کے لیے آداب و رسوم مذہبی ترتیب دیے اور اکتھ سال سلطنت کر کے وفات پائی
ایک دریائی گھوڑے کے حملے سے ہلاک ہوا۔

اُس وقت سے پانسو تالیس سال قبل میلاد تک اُس وقت تک جب کہ شاہ
ان نے مصر کو فتح کیا، اس سلطنت میں بہت سے بادشاہ فرعون کے لقب سے

تحت نش ہوئے اور اس چار ہزار پانسو سال کی مدت میں بادشاہوں کے ۲۶ سلسلے
مصر میں فرماں روا ہوئے۔ لیکن شروع کے تین سلسلوں کے صحیح تاریخی حالات نہیں ملتے

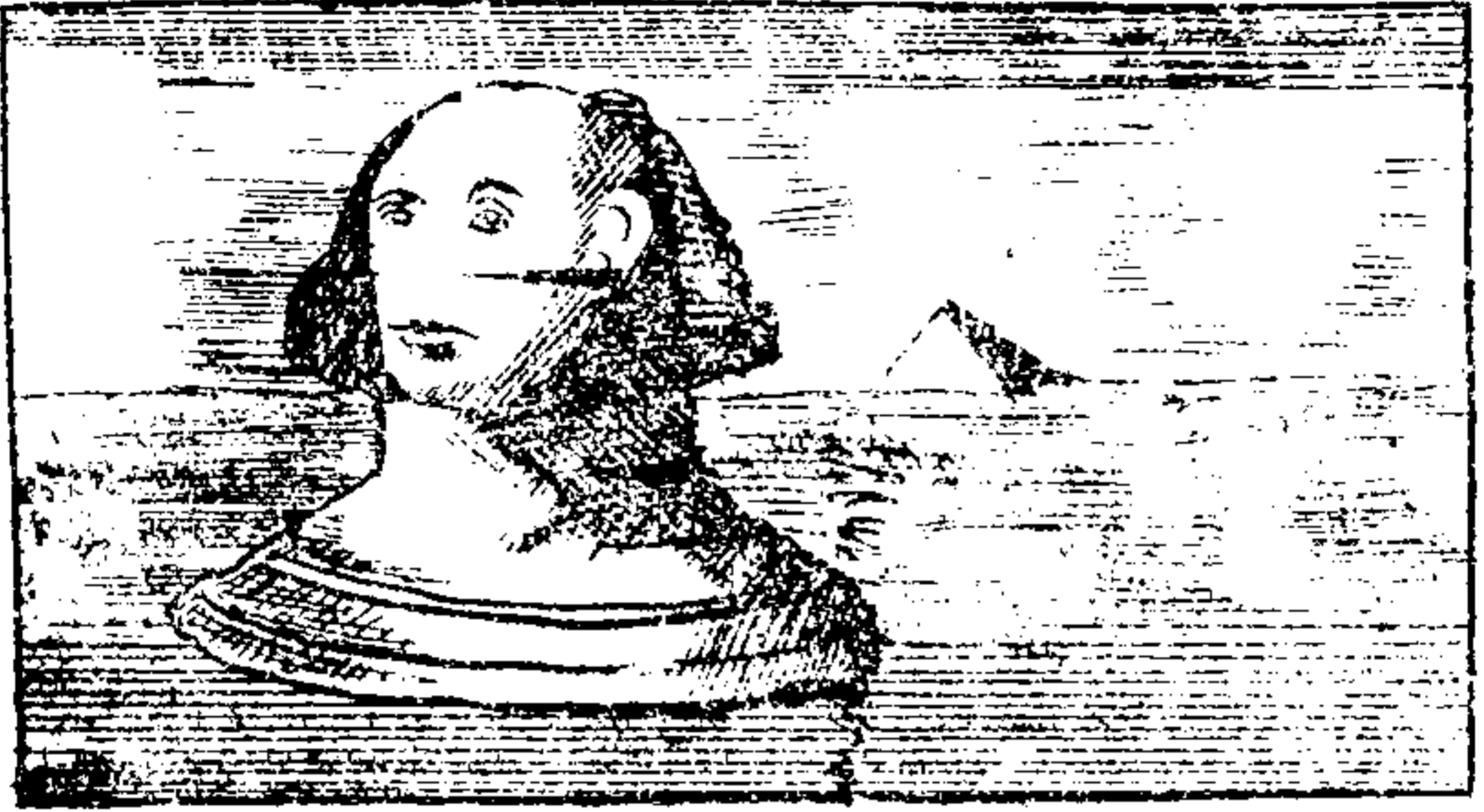


اہرام



کفرن کا مجسمہ

اہرام و ابوالہول بخلاف پہلے تین سلسلوں کے چوتھے سلسلہ کے بادشاہ مشہور ہیں
ان میں سے تین بادشاہوں نے جن کے نام کیوپس (*Kiops*) کفرن (*Kephren*)
اور میریوس (*Mycerinus*) تھے
تین مشہور اہرام تعمیر کیے۔



ابوالہول

یہ اہرام شہر منفیس سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اوپٹیک میدان میں واقع ہے جہاں
قبرستان تھا۔ کیونکہ اس مقام پر چھوٹے اہرام اور دوسری چیزیں ایسی پائی جاتی ہیں
جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب مقبرے ہیں اس لیے یہ تینوں اہرام قبرستان میں ہیں
سب سے بڑا اہرام ایک سو چوالیس میٹر اونچا ہے اور کیوپس کے لیے بنایا گیا ہے اس کی تیاری

لے	گز	فٹ	انچ
۱.۰	۰.۰	۰.۰	۰.۰
۱.۰	۰.۰	۰.۰	۰.۰
۱.۰	۰.۰	۰.۰	۰.۰
۱.۰	۰.۰	۰.۰	۰.۰
۱.۰	۰.۰	۰.۰	۰.۰
۱.۰	۰.۰	۰.۰	۰.۰
۱.۰	۰.۰	۰.۰	۰.۰

میں ایک لاکھ آدمی روزانہ کام کرتے تھے جو ہر تیسرے مہینہ تبدیل کر دیئے جاتے تھے اس طرح یہ تیس سال میں تمام ہوا ہے۔ پتھر دریائے نیل کے دوسرے کنارے سے کشتیوں پر لائے جاتے تھے جن کے لسنے کے لئے ایک خاص راستہ بنایا گیا تھا۔ پتھر ہرم کے اوپر پہنچانے کے لئے نیچے سے اوپر تک ڈھلیواں چبوترے بنائے گئے تھے جو اہرام کی تیاری کے بعد خراب کر دیئے گئے۔ دوسرا ہرم کفرن کے لئے بنا ہے اور تیسرا جو بسے چھوٹا ہے وہ میسری نوس کا مقبرہ ہے۔

جو شخص پہلے پہل اہرام کو دیکھتا ہے وہ اُسے پتھروں کا ایک تودہ سمجھتا ہے اور یقین نہیں کر سکتا کہ یہ اندر سے خالی ہوگا۔ پہلے اس میں شک تھا کیونکہ صاف پتھر کے تختے اُن کے چاروں طرف چھنے ہوئے تھے اور اس قدر ہموار و صاف تھے کہ اوپر چڑھنا ممکن نہ تھا اور ایک دوسرے سے کچھ اس طرح ملائے گئے تھے کہ ایک بال برابر فصل بھی اُن کے درمیان نہ تھا بعد کو اس پتھر کی دیوار میں شگاف کیا گیا تو اُس کے اندر چھوٹے چھوٹے کمرے پائے گئے یہ کمرے تنگ گلیوں اور غلام گردشوں کے ذریعے سے باہر ملائے گئے ہیں اُن میں سے ایک کمرہ میں بادشاہ کو دفن کیا ہے۔ میسری نوس کا تابوت ہرم میں مل گیا لیکن اور دو بادشاہوں کے تابوت اب تک سیلاب نہیں ہوئے کیونکہ اُن اہرام میں اب سے پہلے انسانی مداخلت ہو چکی تھی اور اسی مداخلت سے بچنے کے لئے اُس زمانہ میں ان اہرام میں داخل ہونے کے رستے پوری احتیاط کے ساتھ پتھروں کی چٹانوں سے پوشیدہ کر دیئے گئے تھے۔ وہ بڑے بڑے پتھر جو اہرام کو ڈھانکے ہوئے تھے اکھاڑ ڈالے گئے ہیں یہاں تک کہ اُن کی اصلی بنا ظاہر ہو گئی ہے۔

عجب یہ ہے کہ وہی عرب جو ستیا حوں کی رہنمائی کرتے ہیں اب بھی محض تفریح کے لئے ہرم کے اوپر سے پتھر اکھاڑ کر نیچے گرا دیتے ہیں اسی طرح بڑے ہرم کی بندی سے سات میٹر کم ہو کر ایک سو ستتیس میٹر باقی رہ گئے ہیں تاہم اب بھی یہ عمارت

دنیا کی بلند ترین عمارتوں میں سے ہی جو بلند نظر ستیا جوں کو حیرت میں ڈال دیتی ہے یہ اہرام فصلا
دشت میں دُور سے سفید پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرح بلند نظر آتے ہیں۔

اگر انسان غور کرے کہ کس قدر پتھر اس مقام پر جمع کیے گئے ہیں اور ان کے منتقل
کرنے میں کس قدر طاقت صرف کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ نیچے سے اوپر تک اس بلندی پر پہنچا
گئے ہیں تو اس کی حیرت و استعجاب میں اور بھی اضافہ ہوتا ہے۔ (کیونکہ اس کے بڑے ہر
میں پانچ کروڑ میٹر مکعب پتھر ہیں)۔

ان اہرام کے قریب ایک بہت بڑا سر پتھر کا بنا ہوا ہے وہ سر ابو الہول کے مجسمہ کا
ہی اس مجسمہ کو قدیم مصری من جملہ اپنے اور سب خداؤں کے ایک خدا موسوم بہ ہارپاکیس
(*Harmakhis*) کا نمائندہ سمجھتے تھے اور اسے سولج کا منظر
جانتے تھے۔

اس کا مجسمہ ابھی ریت میں دفن ہی لیکن اس کے گرد کی زمین کھود کر پورے دور کی
پیمائش کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ ابو الہول کا بدن شیر کا ہی جو لیٹا ہوا ہے اور پتھر سے تراش
بنایا گیا ہے۔ اس مجسمہ کی بلندی ۱۹ میٹر ہے اور اس کے کان کا اندازہ ایک میٹر کیا گیا ہے۔

چھٹا سلسلہ۔ چھٹے سلسلہ کے دوسرے بادشاہ موسوم بہ پی اول نے مصر سے باہر
بھی فتوحات حاصل کیں۔ یعنی جنوب کی طرف سلطنت ایتھوپیا کو (*Aethiopia*)
سے اب سوڈان کہتے ہیں فتح کیا۔ مشرق کی طرف جزیرہ نما سینا کو بھی اس نے فتح
کیا جہاں سے تانبہ برآمد کیا جاتا تھا۔ ایک شہر اور چند عبادت گاہیں وہاں تعمیر کیں۔ پھر
اس وقت سے سلطنت کے مصر سفلی سے مصر علیا میں منتقل ہونے تک کوئی حالات مصر
بادشاہوں کے معلوم نہیں ہوتے۔



دوسری فصل

سلطنتِ طب

بارہواں سلسلہ۔ پہلے دس شاہی سلسلوں کے زمانہ تک مصر کا پایہ تخت شمال یعنی مصر علی میں رہا۔ گیارہویں سلسلہ کی ابتداء سے شہرِ طب میں دارالسلطنت تبدیل ہو گیا جو مصر علیا میں واقع ہے۔ طب کے بادشاہ ابتداءً تمام مصر کو اپنے قبضہ میں نہ لاسکے۔ وہ مدت دراز تک اس تیاری میں مشغول رہے مگر اس زمانہ کے حالات بھی نہیں مل سکے۔ اور نہ تاریخ شاہانِ طب کے پہلے سلسلہ کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں بارہویں سلسلہ کے بادشاہوں نے مصر کی مختلف سلطنتوں سے لڑائیاں شروع کیں۔ ان جنگجو بادشاہوں نے جنوب کی طرف آبشارِ اول سے آبشارِ چارم تک تمام سرزمین یعنی نوبہ کو تسخیر کیا۔ اور شمال کی طرف جزیرہ نما بحرِ سینا تک اپنے قبضہ میں لے آئے۔ اور تانبہ کی کاہن از سر نو نکالنی شروع کیں۔ نیز اپنے دشمنوں اور غارتگروں سے محفوظ رہنے کے لیے ملک کے شمال و جنوب میں دیواریں اور قلعہ تعمیر کئے۔

نہرِ مرسیس۔ چونکہ دریائے نیل کی طیفانی کمی و بیشی پر ملک مصر کے باشندوں کی تنگ حالی اور آسودگی کا مدار ہی اس لیے ہمیشہ اس ملک کے بادشاہ اس کے پانی کے روکنے کو انتظامات میں مصروف رہے۔ انھوں نے نہریں جھیلیں اور بند وغیرہ بنائے جن بادشاہوں نے اس کے متعلق کوششیں کی ہیں ان میں یہ بارہواں سلسلہ شاہی اور اس میں بھی انتہائی سویم (Amenemhat) خاص طور قابل ذکر ہے۔

شہرِ منفس کے جنوب میں چند فرنگ کے فاصلہ پر ایک قدرتی جھیل ہے اب برکہ القرون

کہتے ہیں۔ پرانے زمانہ میں یہ بہت بڑی تھی۔

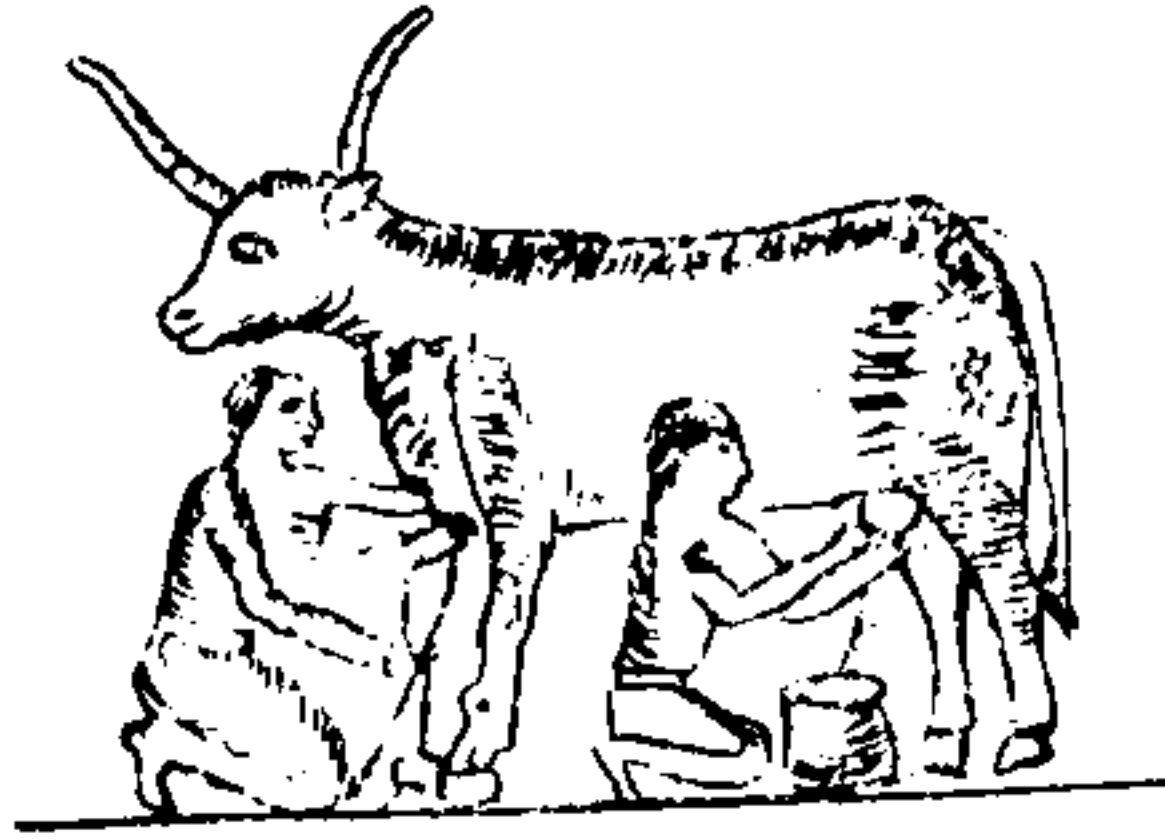
بارہویں سلسلہ کے بادشاہوں کے بعض آثار وہاں ایسے پائے جاتے ہیں جن سے یونانی مورخوں نے خیال کیا کہ اسے سلاطین مصری میں سے کسی نے بنایا ہوتا کہ جب نیل میں طغیانی آئے تو یہ لبریز ہو جائے اور خشک سالی میں پانی کی وقت نہو۔

بعض لوگ اس کی تعمیر کو آئینہماٹا سویم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن ہیرڈوٹس یونان کا مشہور مورخ و ستیاح جس نے پانچویں صدی قبل مسیلا و میں مصر کی سیاحت کی ہرولس نامی بادشاہ کو اس تعمیر کا پانی جانتا ہی غرض کہ یہ جسیل قدیم زمانہ میں مرلیس (Maris) کے نام سے مشہور تھی اور مصر کے خاص آثار میں شمار کی جاتی ہے۔

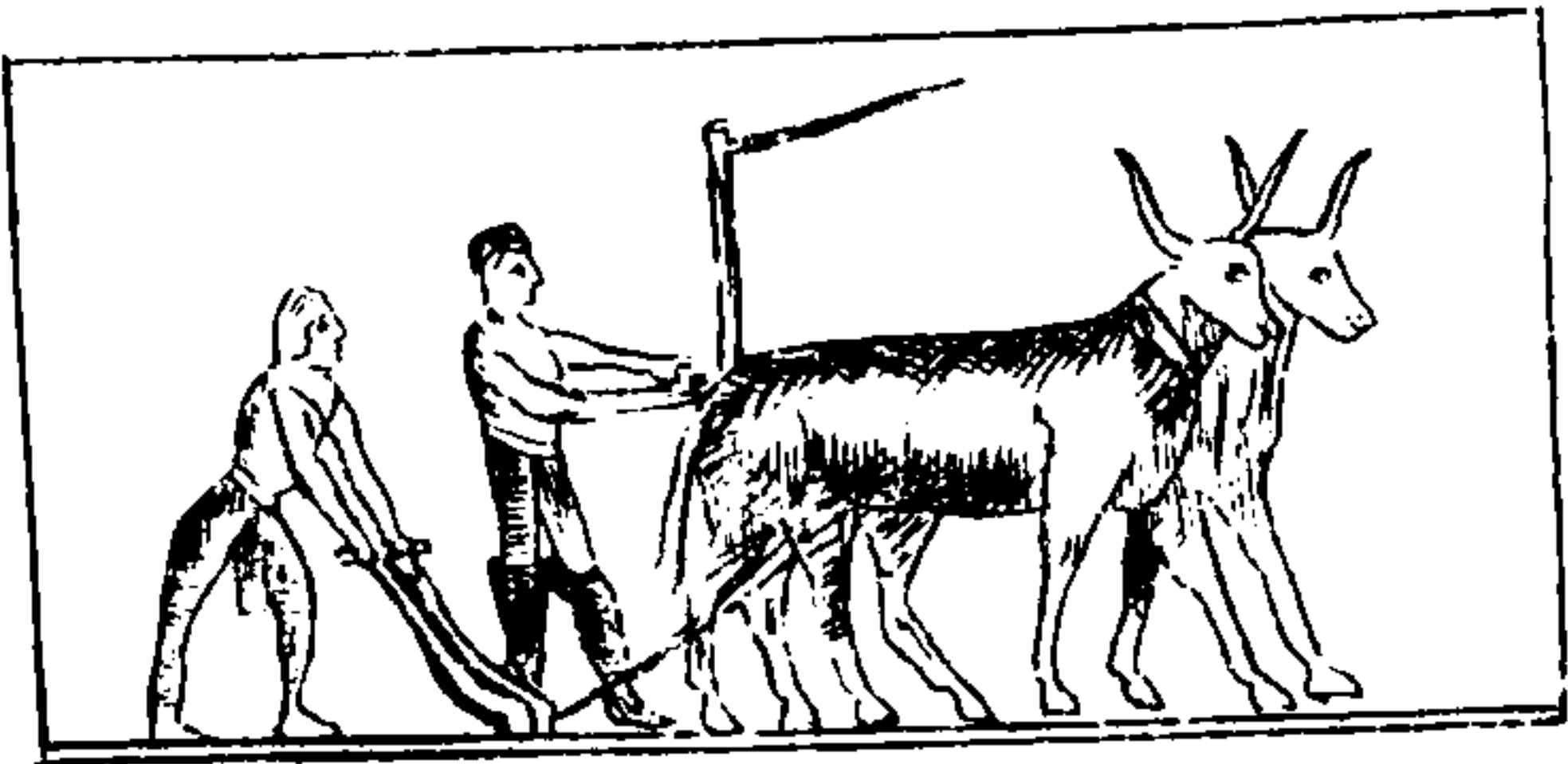
لابیرنٹ۔ یونانیوں کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مرلیس کے مشرق میں ایک معبد تھا جس کی لمبائی دو سو میٹر اور چوڑائی ایک سو ستر میٹر تھی اور اسے لابیرنٹ (Labyrinth) کہتے تھے اس معبد کا دروازہ جھیل کی طرف تھا جس پر سفیدی کی وجہ سے مرمر کا شہہ ہوتا تھا جو شخص اس معبد میں داخل ہوتا تھا اسے پہلے بہت سے تاریک اور چھوٹے چھوٹے تاریک کمرے ملتے تھے جو سب مربع تھے۔ اور ان کی چھت پتھر کی ایک سل سے بنائی گئی تھی۔ ان سب میں باہم ایک دالان کے ذریعہ سے راستہ تھا۔ اسی تحریر کے مطابق یہ کمرے تین ہزار تھے اور جو اجنبی شخص اس معبد میں چلا جاتا تھا وہ بغیر کسی واقف کار شخص کی رہبری کے نہیں نکل سکتا تھا۔ ان کمروں میں قدیم مصریوں کے معبودوں اور بادشاہوں کے مجسمے اور بہت سی متبرک چیزیں رکھی رہتی تھیں تاکہ وہ دھوپ گر دو غبار اور حرارت سے محفوظ رہیں۔ لیکن لابیرنٹ کے متعلق یونانیوں کا یہ بیان صحیح نہیں ہے کیونکہ زمانہ حال کے محققین نے معلوم کیا ہے کہ یہ معبد آئینہماٹا سویم نے اپنے مقبرہ کے متصل بنوایا تھا اور اس کا مقبرہ ی دوسرے بادشاہوں کے مقبروں کی طرح ہرم کی شکل میں تھا۔

ہیرڈوٹس مورخ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہتا ہے کہ اگرچہ اہرام بیت ہیں

سنے تھے اُس سے زیادہ دیکھے۔ لیکن لائبرٹس کی داستان اُس سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔
 بارہویں سلسلہ کے بادشاہوں
 کے زمانہ میں مصریوں کا طرزِ معاشرت
 سے دو ہزار پانسو برس قبل تک حکومت کی ہو گیا
 آج سے چار ہزار پانسو برس پہلے ملک مصر میں ان
 کی حکومت تھی۔ اور اس وقت مصر کے لوگ متمدن تھے۔ اُس زمانہ کے مقبرے جو کھوئے
 گئے ہیں ان کی درو دیوار پر ایسے نقش بنے ہیں جو حیرت و تعجب میں ڈالتے ہیں۔ مثلاً
 دیہاتی آدمیوں کی تصویریں جن میں سے بعض گائے کا دودھ دودھ رہے ہیں۔



مصر کے دیہاتیوں کا گائے دُہنا
 بعض کاشت کے بیوں کو ہانک رہے ہیں



مصر کے دیہاتیوں کا کھیت چوتنا

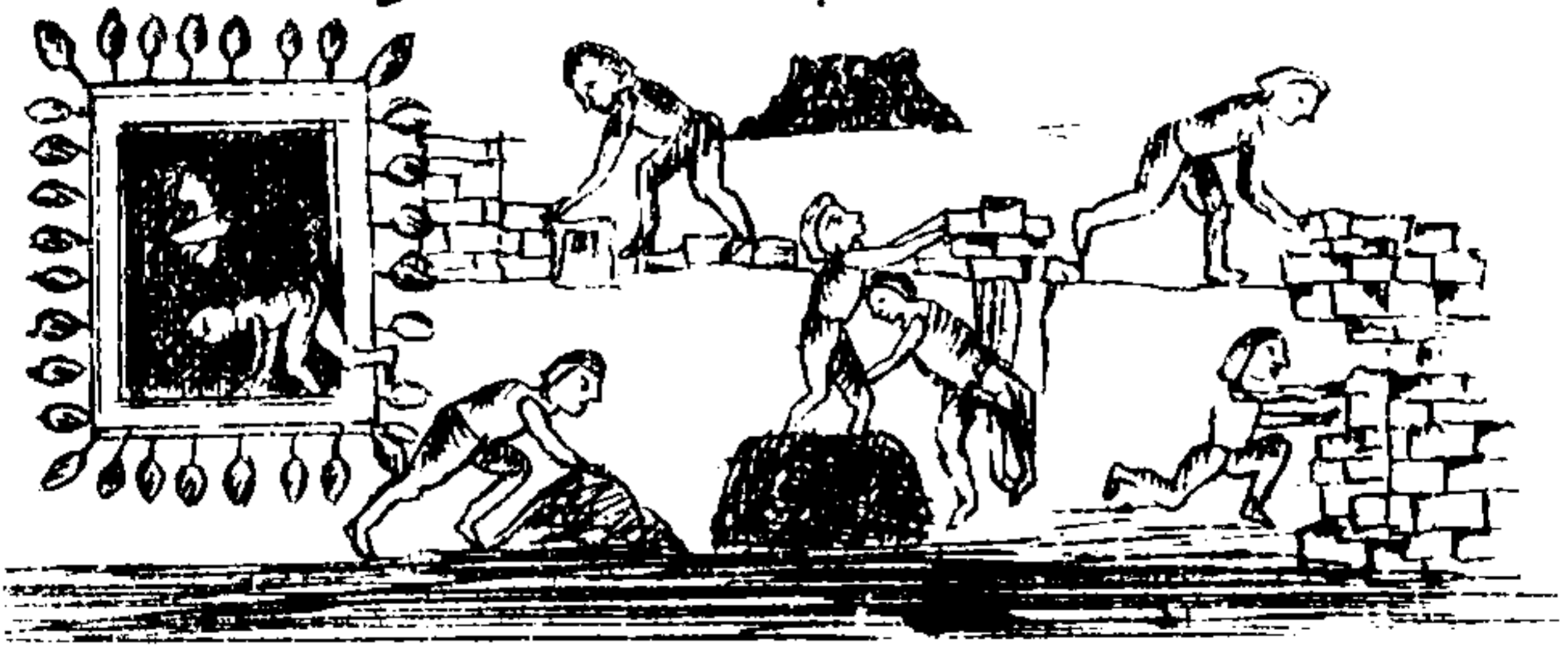
بعض بیج بوسے ہیں بعض گیہوں کاٹ رہے ہیں اور کھلیاں لگا رہے ہیں۔



مصر کے دیہاتیوں کا فصل کاٹنا

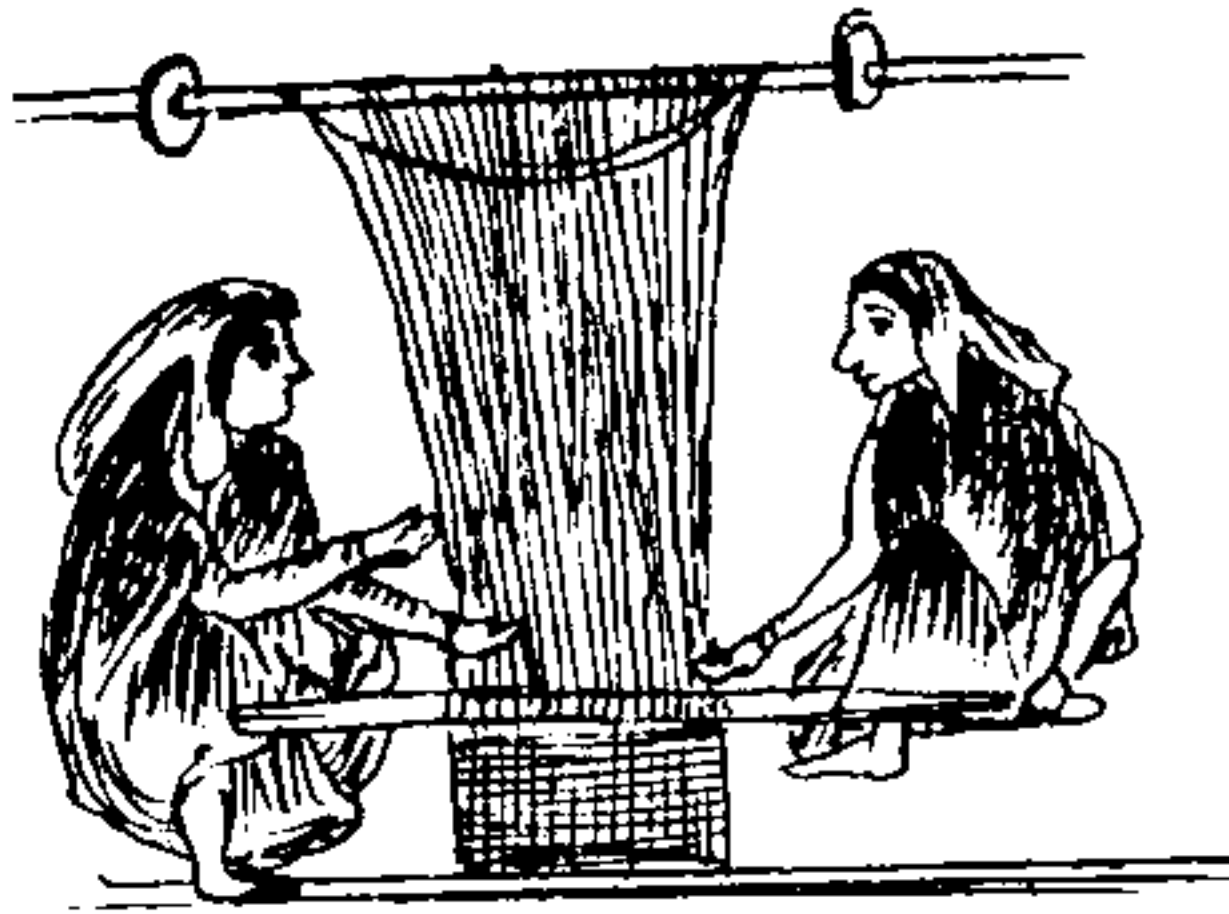
کچھ لوگ کائے ہوئے غلہ پر بیوں کو چلا کر دانہ نکلوا رہے ہیں۔ بعض غلہ تو سنے اور اس کی پھروں پر بار کرنے اور کشتیوں میں لادنے کا کام کر رہے ہیں۔ بعض آدمیوں کی تصویریں اس طرح بنی ہیں کہ وہ انگوڑی پختے اور ان کے دانے صاف کر کے پختہ کرتے جاتے ہیں۔ اور شراب کو گھڑوں میں بھر کر سرداب میں لجا کر وہاں رکھتے جاتے ہیں۔

بعض تصویروں میں سنگ تراش پھروں کو تراش رہے ہیں۔



مصر کے کاریگروں کی معماری

شیشہ گر بوتلیں بنا رہے ہیں۔ کھار مٹی کے برتن بنا کر آدہ لگا رہے ہیں۔ موچی تاجر اور کپڑا بننے والی عورتیں اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں۔



مصری عورتوں کا کپڑے بنانا

سرکاری آدمی ہاتھوں میں ڈنڈے لیے کاریگروں پر مسلط ہیں اور ان سے کام لے رہے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو دیواروں پر نقش ہیں۔ ان کے علاوہ ایک کتاب ہاتھ لگی ہے جو ایک منشی نے اپنے لڑکے کی تعلیم کے لیے لکھی ہے وہ اُس میں کاریگروں کی تھلیوں کا ذکر کرتا ہے اور لکھتا ہے :-

سے فرزند میں تیرے لیے چند پیشوں کی حالت بیان کرتا ہوں تاکہ تجھ کو معلوم ہو کہ ان میں کیا تھلیں اٹھانی پڑتی ہیں اور کن کن دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ معاروں کو دیکھ کہ فن تعمیر میں کسی مصیبتیں جھلے ہیں اور کس طرح دیواروں پر چڑھتے ہیں۔ ان کے ہاتھ کیسے سخت ہو جاتے ان کے کپڑے کس قدر پرانے اور پھٹے ہوئے ہیں۔ وہ دن بھر میں ایک مرتبہ اپنی کمر سیدھی کر سکتے ہیں اور اس طرح مشقت سے جو روٹی کماتے ہیں اُس سے اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔ کپڑا بننے والی عورتیں ان سے زیادہ بد قسمت ہیں۔ ان کے گھٹنے ہمیشہ پیٹ سے لگے رہتے ہیں۔ اور سانس لینے کے لیے صاف ہوا سے محروم رہتی ہیں انہیں روزانہ اپنے قرار داد کے مطابق کپڑے کی ایک خاص مقدار تیار کرنی پڑتی ہے اگر کسی دن اُس مقدار میں کپڑا تیار نہ کر سکیں تو ان کو سزا

دی جاتی ہے۔ رنگریزوں کے ہاتھوں میں پھیلوں کی ایسی بو آتی ہے ان کی آنکھیں
خراب ہو جاتی ہیں مگر وہ اپنے کام کو نہیں چھوڑ سکتے۔

جس منشی نے یہ سب باتیں لکھی ہیں اُس نے صرف منشی گری کو پسند کیا ہے جس کے ذریعہ
سے اُس نے شاہی ملازمت حاصل کی ہے وہ اپنے لڑکے کو اس پیشہ کا شوق دلانے کی غرض سے
کہتا ہے:-

مے میرے بیٹے میں نے جس قدر پیشے اور دستکاریاں دیکھیں اُن میں سے
کوئی کام منشی گری سے بہتر نہیں ہے۔ جو شخص بچپن سے اس میں مشغول ہو جاتا ہے وہ
ہمت عزت اور بڑا عمدہ حاصل کرتا ہے۔

طب کے بادشاہوں کی طاقت پانچویں صدی کے بعد رفتہ رفتہ گھٹنی شروع
ہوئی۔ چودھویں صدی میں اتنی ہی قوت نہ رہی کہ وہ اپنی حکومت کی حفاظت کر سکتا۔
قبائل مسکس۔ اُن جنگلوں میں جو ملک مصر کو شام سے جدا کرتے ہیں چند قبیلے (گروہ)
رہتے تھے۔ جو جانوروں کے گلے چراتے تھے اور اسی پر اُن کی بسر اوقات تھی۔ یہ قبیلے
بڑے جنگجو تھے اور کبھی گھر نہیں بناتے تھے۔ اُن کی زندگی خمیوں اور چھولدار یوں میں
بسر ہوتی تھی۔ وہ جس جگہ جانوروں کے کھانے کے قابل گھانس پاتے وہاں اپنے اونٹوں
اور بکریوں کے گلوں کے ساتھ قیام کرتے تھے۔ جب وہاں چارہ ختم ہو جاتا تو آگے بڑھتے
اور کسی دوسرے مزارع کو تلاش کرتے۔ عرب کے بدو اب بھی اسی طرح زندگی بسر
کرتے ہیں۔

چودھویں صدی کے آخر بادشاہوں کے زمانہ میں ان قبیلوں میں سے بعض جمع ہو کر
خاکائے سویز سے گذرے اور انھوں نے ملک مصر پر حملہ کیا۔ ملک کو تاراج کیا۔ شہر
کو جلایا آدمیوں کو قتل کیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کیا اور تمام ڈیلٹا پر متصرف ہو گئے۔
اور اپنے گروہ میں سے ایک شخص کو جس کا نام سالاتیس (Salatis) تھا بادشاہ

مقرر کر لیا۔ سالائیس نے شہر منس کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ اور اس خوف سے کہ کوئی دوسرے قبیلہ ملک مصر پر تاخت نہ کرے خاکائے سویز کے قریب شہر اوریسیس (Avaris) کی جگہ پر ایک بہت بڑا قلعہ تعمیر کیا جس میں دو لاکھ چالیس ہزار سپاہی رہ سکتے تھے۔ اس نئے بادشاہ کا لشکر ہمیں رہتا تھا اور خود سالائیس بھی ہر سال یہاں آکر ان قواعد اور جنگی مشق کا تماشہ دیکھتا اور ان کو تنخواہ اور انعام تقسیم کرتا۔ آخر کار اس بادشاہ کے جانشینوں نے اس فوج کی مدد سے تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔

مصر کے لوگ ان اجنبی بادشاہوں کو ہیکس (Hekhs) یعنی چوریا ڈاکو کہتے تھے۔ بادشاہوں کے اس طبقہ سے مصر کے لوگ ہمیشہ بیزار رہے اور ان کو معون بخش جذامی طاعونی وغیرہ کہتے تھے۔

سلاطین ہیکس کا زمانہ سلطنت دو سو سال تک رہا۔ ذرا عتہ قدیم کی طرح یہ بادشاہ بھی مصری اہلکاروں اور منشیوں کے ذریعہ سے سلطنت کرتے اور معابد اور عمارتیں بناتے تھے۔ لیکن اپنے اصلی وطن سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی سلطنت کے زمانہ میں بہت لوگ ایشیا سے مصر میں گئے منجملہ ان کے حضرت یعقوب علیہ السلام پیغمبر بھی تھے جو اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کے ذریعہ سے مصر میں تشریف لائے تھے۔

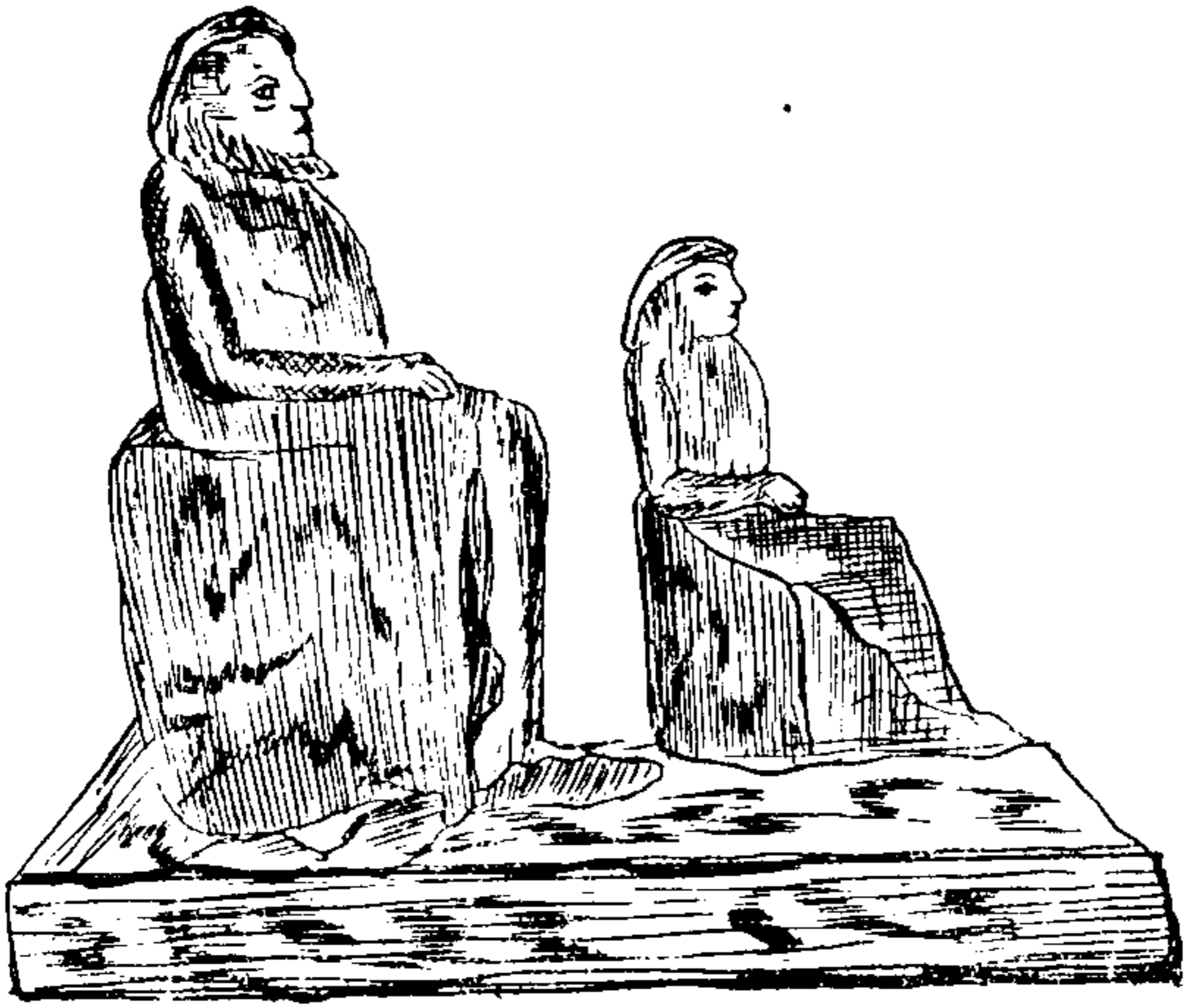
طب کی نئی سلطنت - شہر طب میں مصر کے جو اصلی شہزادے رہتے تھے انہوں نے دسویں صدی تک سلاطین ہیکس کی اطاعت کی لیکن آخر کار علم لغات بلند کیا اور سو برس تک کشت و خون کے بعد اپنے اسلاف کی سلطنت کو غیروں کے پنجہ سے چھڑا لیا۔ باوجود ان کے بعض شاہزادگان ہیکس تھے جو رودیل اور جکل کے درمیان ڈالٹا کے مشرق میں ٹہر گئے تھے وہ انہیں حدود میں رہنے اور مصر کے لوگوں نے بھی کچھ مزاحمت نہ کی تاہم ان کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرتے تھے اور انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنے لئے قلعے اور شہر بنائیں۔

شاہانِ طب سپاہی اور مزدور بہت رکھتے تھے اور ان سے لڑائیوں اور تعمیرات میں کام لیتے تھے۔ ان بادشاہوں میں سے طوطس اول (Thoutinis) اپنی تمام فوج کے ساتھ کل ملک شام پر قبضہ کیا ہوا دریا سے فرات کے کنارے تک جا پہنچا۔ اور اس غرض سے کہ اس کا نام باقی رہے اُس نے وہاں کتبے ترتیب دیئے۔ مسر کا لشکر اُس وقت تک مصر سے اتنی دور کبھی نہ آیا تھا۔

طوطس کے جانشینوں نے اکثر لشکر کشی کی اور شاہانِ سویریہ (ملک شام) کو بار بار مغلوب کیا۔ شامی ہر بار شکست کھا کر مطیع ہو جاتے تھے اور خراج دینے کا اقرار کر لیتے تھے لیکن جب مصری لشکر واپس جاتا تھا اور وہ دیکھتے تھے کہ اب مصر والے دوسرے کام میں مشغول ہیں تو پھر بغاوت اور سرکشی کرنے لگتے تھے۔ مجبوراً مصری حکومت کو پھر لشکر کشی کرنی پڑتی تھی۔ اس بنا پر جانشینانِ طوطس کی اہم فوج کشیاں تو شمال مشرق ہی کی جانب ہوتی ہیں۔ مگر جنوب کی طرف سو دانیوں اور مغرب کی طرف صحراے افریقہ کے قبائل کا زور توڑنے کے لیے بھی اُنہوں نے وقتاً فوقتاً اپنی فوجوں کو حرکت دی ہے۔

اٹھارھویں سلسلہ کے فراغ میں طوطس سوم نہایت مقتدر بادشاہ تھا وہ بھی اہل سویریہ سے لڑا۔ اُس کی لشکر کشی تاحت تاران، قتل و غارت کی تفصیل اور وہ غنیمتیں جو اُس نے وہاں سے حاصل کیں ان سب کا حال بعض تصاویر سے معلوم ہوتا ہے جو اُس نے اپنے تعمیر کردہ محلات کی دیواروں پر منقوش کرائی ہیں۔

مجسمہ ممنن۔ اٹھارھویں سلسلہ کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ آمنوفیس سوم (Amenophis) نامی تھا۔ اُس کے پاس دو بڑے مجسمے تھے ہر ایک پوسے پتھر سے تراشا گیا تھا مگر ان میں سے ایک مجسمہ زلزلے سے خراب ہو گیا۔ یعنی تھوڑا سا ٹوٹ کر گر گیا۔ اس واقعہ کے بعد ہر روز صبح کو طلوع آفتاب کے وقت اُس مجسمہ سے ایک آواز سنی جاتی جو بارچنگ کی آواز سے مشابہ تھی۔



شہر طبت میں من کا مجسمہ

مصری کہتے تھے کہ وہ مجسمہ آواز دیتا ہے یونانیوں کا خیال تھا کہ مجسمہ من (Memnon) آواز دیتا ہے جو اُور (Aurora) یعنی سفیدہ سحری کا لڑکا ہے۔ لڑکا ہر روز اپنی ماں کی آمد کے لیے ان آوازوں میں سبج و تہلیل کرتا ہے۔ ہادرین (Hadrian) قیصر روم نے جیسا اس واقعہ کو سنا تو اس نے اپنی بیوی کے ساتھ مصر کا سفر کیا تاکہ خود اس مجسمہ کی آواز سنے۔

لیکن ایک اور قیصر کو جس کا نام سپٹیم سور (Septimius) تھا خیال آیا کہ مجسمہ کی مرمت کرا دی جائے اور زلزلہ سے پہلے وہ جیسا تھا ویسا ہی بنا دیا جائے چنانچہ اس کی مرمت کر دی گئی۔ اس وقت سے وہ آواز خود بخود موقوف ہو گئی۔ عقلمندین نے اس آواز کی وجہ ظاہر کی ہے کہ اس مجسمہ کے پتھر میں جو سنگات پڑ گئے

تھا اس میں شہنم داخل ہوتی تھی اور وہ آفتاب کی اولیں شعاعوں سے بخار بن کر جیسا
شگاف میں سے نکلتی تھی تو اس مجھے سے ایک آواز پیدا ہوتی تھی۔ مرمت ہونے سے
جب وہ شگاف نہ رہا تو وہ آواز بھی بند ہو گئی۔

انیسواں سلسلہ اس سلسلہ میں دو بادشاہ بہت مشہور ہیں۔ کیونکہ انہوں
نے بہت فتوحات حاصل کیں۔ ایک کا نام ستی اول (Sati) اور دوسرے
کا نام رامس ثانی (Ramsis) ہے۔



رامس ثانی کا مجسمہ

ستی نے کئی بار سور یہ پر لشکر کشی کی لیکن شاہان شمال یعنی شام نسبتاً پہلے
سے زیادہ قوی ہو گئے تھے اس لیے ستی کو ان سے صلح کر لینا پڑی مگر اس نے جنوب
کی طرف توجہ کے تمام عیشی قبائل کو مطیع کر لیا۔ اور ان میں سے بہت لوگوں کو قید

گر کے مصر میں آیا سستی اول نے طب کے ایک معبد کی دیوار پر دو موقوفوں کی تصویر بنوائی
تھیں ان میں سے ایک میں اس کی تصویر زبردست قد و قامت کے ساتھ بنائی گئی تھی جس کے
پہنچے میں نو قیدی گرفتار تھے۔ اور اس تصویر کے نیچے ان قبیلوں کے نام تحریر تھے جن کو سستی
نے مغلوب کیا تھا۔ نیز یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

یہ ان جنوبی اور شمالی قبیلوں کے ناموں کی فہرست ہے جن کو مقدس القابی نے زیر

کیا اور جن قیدیوں کو وہ معبد آمن میں لایا ہر وہ شمار سے باہر ہیں۔

ستی کا لڑکار اسن دویم رز سٹریس *Sesostris* کے نام سے
مشہور ہے اس کا یہ نام یونانیوں نے رکھا ہے۔



اسن دویم کی مومیائی شدہ نقش

اس بادشاہ نے اپنے باپ کی زندگی میں اُس کے اتفاق سے سلطنت کا کام ہاتھ میں لیا۔ اور جبستی ضعیف ہو کر خانہ نشین ہو گیا تو سرسریس نے سلطنت کا کام تنہا اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور سب سے پہلے اُن جنگجو لوگوں کو جو براہِ بحر ایشیائے کوچک سے آکر مصر کے مغربی حصہ پر حملہ آور ہوئے تھے دفع کیا۔

یہ حملہ آور اگرچہ گوری قوم کے تھے مگر اپنے بدن پر طرح طرح کے نقش و نگار بناتے تھے۔ وہ دھات کا بنا ہوا خود اپنے سر پر رکھتے تھے۔ یا کسی درندے کی کھوپری ٹوپی کی جگہ استعمال کرتے تھے اور اُس درندے کی کھال بھی شانوں سے لگی رہتی تھی۔ مسس نے اُن کو مطیع و مغلوب کر کے اپنی خدمت میں رکھا اُس کے بعد حبش کے قبیلوں پر حملہ کیا اور اُن سے آبنوس کی لکڑی سونا اور ہاتھی دانت بطور خراج کے وصول کیا۔

جب رامس دوم تختِ سلطنت پر بیٹھا تو اُس نے شاہانِ شام سے بھی لڑائی شروع کی اور اُن پر فتح حاصل کر کے اُن سے صلح کر لی پھر اُن سے ربط و اتحاد بڑھایا اور اس لڑائی کی تفصیل چار معبدوں کی دیواروں پر بطور کتبے کے تحریر کرائی اور پینٹاور (Pintaur) نام ایک انشا پرداز نے اس فتح کے متعلق مصری زبان میں چند اشعار کہے۔

اس شان و شوکت کے ساتھ رامس کبیر نے چھیالیس سال سلطنت کی اور اُس زمانہ کو بکثرت معابد و مکانات بنانے میں صرف کیا۔ ایک حد تک یہ کہنا بجا ہے کہ مصر میں کوئی ایسا شہر نہیں جس میں اس بادشاہ کی بنائی ہوئی کوئی عمارت نہ ہو۔ لیکن بعض عمال میں معاروں نے قدیم رامس کا نام مٹا کر اُس جگہ اس نامور بادشاہ کا نام تحریر کر دیا ہے۔ رامس کبیر ہی کے حکم سے مصر سفلی کے نہروں کی صفائی کی گئی۔ اور قلعوں و شہر بنا ہوں کی خدمت ہوئی اور اُن کو مضبوط بنایا گیا تاکہ شہر جنگلی ڈاکوؤں سے محفوظ رہیں نیز کئی شہر سرحدوں پر آباد کئے۔

موزین یونان کہتے ہیں کہ سزیریس یعنی راس دویم نے ۶ لاکھ پیادوں اور
 پچیس ہزار سواروں کے ساتھ حملہ کر کے ایتوپیا کو لے لیا۔ اس کے بعد تمام شام ایران بلکہ
 ہندوستان تک کو اپنے قبضہ میں لا کر بحرِ خضر کے جنگلوں اور بحرِ اسود کے کناروں سے گذرنا
 ہوا واپس ہوا۔ اور نو برس کے بعد مصر واپس آیا۔ اس سفر کے زمانہ میں بہت سے محرم
 ایشیا میں بنائے اور نقشوں اور کتبوں کے ذریعہ سے اپنا نام باقی چھوڑا۔ لیکن یہ بیان
 ایسا ہی حکایت ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

راس طب کے قریب دفن کیا گیا۔ اس کا مقبرہ بھی مل گیا ہے۔ اور اس کا بدن
 مومیائی کے ذریعے محفوظ کیا گیا ہے۔ جو اب تک قاہرہ کے میوزیم میں موجود ہے۔
 راس دویم کے بعد اس کا بیٹا منفتاہ (Mnephthah) تخت نشین
 ہوا۔ اس کے زمانہ میں ملک مصر پر دنی لوگوں کی دست اندازی کا نشانہ ہوا یعنی
 جنگجو قبیلوں کا ایک لشکر جو دراصل ایشیا کے کوچ کے رہنے والے تھے اور مصری ان کو
 دریائے مالک کے قبیلے کہتے تھے سمندر کی راہ سے کشتیوں پر آکر مصر کے مغرب کی طرف
 آئے اور شاہ لیبی (Libye) کے لشکر کے ساتھ مل کر جس کا ملک مغربی
 مصر سے ملحق تھا، ڈیلٹا پر حملہ آور ہوا۔ اور اس سے پہلے کہ مصری فوج جمع ہو ڈیلٹا پر قبضہ
 کر لیا۔ منفتاہ نے مصر و شام سے لشکر جمع کر کے پھر ان حملہ آوروں کے دفع کرنے کو
 بھیجا جس نے دشمن پر فتح پائی شاہ لیبی اور اس کے ہمراہی بھاگ گئے اور ملک مصر
 محفوظ ہو گیا۔

خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی معیت میں بنی اسرائیل کا اخراج مصر سے اسی
 منفتاہ کے زمانہ میں واقع ہوا ہے۔ اگر اس فرعون کے زمانہ میں نہیں ہوا تو اس انقلاب
 کے وقت ہوا جو اس بادشاہ کے بعد ملک مصر میں پیدا ہوا تھا۔ بہر حال وہ وقت اس کے
 زمانہ سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ اور اس کا جسم مومیائی شدہ بھی اس زمانہ میں مل گیا

ہی اور موجود ہی۔

انیسویں سلسلہ کے آخری بادشاہ اپنے اقتدار کی بھی حفاظت نہ کر سکتے تھے اس وجہ سے حکام صوبجات نے ان کی اطاعت سے پہلوتھی کی بلکہ بعض نے خود مختاری کا اعلان بھی کر دیا۔ مصر سفلی میں باہر کے لوگ بہت تھے بعض صحرائی قبیلوں کی نسل سے تھے جو پہلے قوم سکس کے ساتھ آئے تھے اور بعض وہ جنگی قیدی تھے جن کو سستی اور رامسس گنفتا کر کے لائے تھے اور عمارت وغیرہ بنانے پر مامور تھے۔ ان اجنبی لوگوں نے سرکشی کی جس کی بدولت مصر میں کئی سال تک پریشانی رہی۔ آخر ایک جدید سلسلہ تحت سلطنت کے حصول میں کامیاب ہو گیا۔ یہ زمانہ حضرت عیسیٰ کی ولادت سے تیرہ سو برس پہلے تھا

تیسری فصل

شاہان مصر کے آخری سلسلے

میسواں سلسلہ اور تیسرا راس شاہان مصر کا نیا سلسلہ جو شمار کے لحاظ سے میسواں سلسلہ ہی اس نے حکومت مصر کو دو بارہ مستحکم کیا۔ اس سلسلہ کے دوسرے بادشاہ نے طب سے اٹھ کر باہر کے آدمیوں کو ڈیٹا سے باہر نکال دیا۔ اور تمام ملک اور اس کے گرد و نواح پر شاہانہ قبضہ کر لیا۔ معاہدہ اور آداب مذہبی کو پھر پہلے کی طرح جاری کیا۔ یہ بادشاہ جس کا نام راس سیوم تھا مصر کا آخری مشہور بادشاہ ہوا ہی۔ اس نے ۳۲ سال سلطنت کی اور ہمیشہ اس کی یہ کوشش رہی کہ راس دوم کی ایسی شان و کھوت حاصل کرے۔

مشرق کی طرف سے جنگی ڈاکوؤں نے اور مغرب کی طرف سے اہالی لیبی نے ملک مصر پر حملہ کیا تھا ان کو اُس نے شکست دے کر حدودِ مصر سے باہر نکال دیا۔

اس کے بعد نئے سرے سے قبائلِ بحری نے پھر دست اندازی شروع کی۔ اس مرتبہ وہ سیدھے مشرق سے آئے بعض کشتیوں پر اور بعض خشکی سے خاکنائے سویز سے گزرتے ہوئے پلوز کے قریب قلعہ بُرجِ رامس کی دیواروں کے نیچے پہنچے خشکی اور دریا کے دونوں طرف سے حملہ آور ہوئے لیکن شکست کھائی۔ بعض واپس چلے گئے اور بعض نے شاہِ مصر کی خدمت و اطاعت قبول کر لی۔ اور ان سے مزدوروں کی ایک جماعت بنائی گئی جو اپنے قومی لباس اور شعار کے ساتھ مسلح رہتی تھی۔

سرحدوں پر امن و امان قائم کرنے کے لیے بارہ برس تک لڑائیوں کے سلسلے جاری رہے اُس کے بعد رامس سیوم بھی گزشتہ بادشاہوں کی طرح شہرِ طِب میں معابد وغیرہ بنانے میں مصروف ہوا اور ہر معبد کی دیواروں کو متعدد نقوش اور کتبوں سے آراستہ کیا۔ یہ نقشِ ذِکار اور کتبے اُس کی فتوحات کی داستان بیان کرتے تھے۔ رامس نے ایک معبد میں اپنے لیے ایک مکان بنوایا اُس مکان میں منجملہ اور تصویروں کا ایک ایسا موقع ہی جس میں وہ بذاتِ خود اپنی بیویوں کے ساتھ شطرنج کھیلنے میں مصروف ہے۔ رامس نے کشتیوں کا ایک دستہ بحراِ احمر کے راستہ سے عرب کے ساحلوں کی طرف بھیجا وہ کشتیاں بہت سے عطریات لے کر واپس آئیں اور ان اطراف کے بادشاہوں کے ایلچی ان کشتیوں میں شاہِ مصر کے دربار میں آئے اور قیمتی اشیاء اور تحفے بطورِ نذر پیش کیے۔

رامس نے ایک بہت بڑا خزانہ سونے چاندی اور جواہرات کا معبد آمن میں رکھا ہیرڈوٹس یونانی مؤرخ نے اس خزانہ کے متعلق مصریوں سے عجیب عجیب حکایتیں سنی اور نقل کی ہیں۔

شاہانِ مصر کا بیواں سلسلہ راس دوازدہم پر ختم ہوتا ہے جو اسی راس کے نسل سے تھا۔ اسی سلسلہ کے زمانہ سلطنت میں علاوہ فرعون وقت کے ایک اور شخص نے بھی بڑا اقتدار پیدا کیا تفصیل اس کی یہ ہے کہ مصری پہلے مشرک تھے اور بہت سے دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے اس سلطنت کے شہروں میں سے ہر شہر کا تعلق ایک خاص دیوتا یا چند خاص دیوتاؤں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ شہر طب کے لوگ اپنے مخصوص دیوتا کو بہن کہتے تھے۔ جب شہر طب ملک مصر کا پایہ تخت ہو گیا تو آمن نے رفتہ رفتہ اور سب دیوتاؤں پر برتری حاصل کر لی اور وہ سب زیادہ معزز مان لیا گیا۔

ہر دیوتا کا الگ ایک معبد اور چند خادم اور کاہن ہوتے تھے۔ آمن کے خدام اور کاہنوں کے رئیس نے رفتہ رفتہ احترام اور اقتدار کمال حاصل کر لیا اور بے شمار املاک اور بے حد نقد و جنس جو آمن کے لیے وقف تھی اس کے قبضہ میں آگئی۔ اور وہ عظیم الشان مندر کی متعلقہ عمارت کی تولیت پر بھی قابض ہو گیا۔

راس دوازدہم کے زمانہ سلطنت میں آمن کے بڑے کاہن نے جس کا نام ہیرمر (Hermes) تھا اپنے کو مصر علیا اور سفلی کا سب سے زیادہ معزز شخص اور کل فوج کا سردار اور دونوں سلطنتوں کا مالک قرار دیا۔

راس دوازدہم کے بعد اس نے دونوں تلج اپنے سر پر رکھے جن میں سے ایک سلطنت کا تلج اور دوسرا کاہنوں کی سرداری کا تلج تھا اور معبد آمن کے اول کاہن کے لقب سے سلطنت مصر کی حکمرانی میں مصروف ہوا۔

اکیسواں یا بیسواں سلسلہ اسی زمانہ میں ایک شخص نے جو فراعنہ کی نسل سے نہ تھا اپنے کو شہر تائیس میں فرعون کے لقب نامزد کیا اور تمام مصر سفلی پر قبضہ کر لیا اس وقت مصر دو حصوں پر تقسیم ہو گیا۔ لیکن تائیس کے فرعونوں نے پھر دونوں سلطنتوں کو ایک کر کے اکیسویں سلسلہ کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت مصر کا پایہ تخت اردسویں صدی

قبل میلاد) طب سے پھر ڈیٹا میں تبدیل ہو گیا۔

ابھی جنگ جو مصر میں ہو گئے تھے اور انہوں نے فرعون کی خدمت قبول کر لی تھی۔ رفتہ رفتہ مصری فوج میں جگہ لیتے اور اپنے پرانے لباس اور ٹوپی اور ہتھیار کو استعمال کرتے رہے یہاں تک کہ تمام مصری فوج میں ہی نظر آنے لگے فرعون وقت خاندان سلطنت کے شاہزادوں میں سے کسی ایک کو ان پر حکمراں مقرر کر دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ شاہزادے خود مختار ہو گئے اور ملک مصر قریباً میں بادشاہوں میں تقسیم ہو گیا۔ ان میں سے بعض نے بادشاہ کا لقب اختیار کیا اور کسی نے شاہزادے یا کاہن اعظم ہی کے خطاب پر قناعت کی اور اپنے شہر میں خود مختار رہے۔

بانیسویں سلسلہ کا بھی یہی حال رہا۔ اس سلسلہ کا مقتدر بادشاہ شہر بویاست *Bubaste* میں رہتا تھا۔

تیسویں سلسلہ کے بادشاہ تانیں *Tanis* میں رہتے تھے لیکن وگرنہ شاہی سلسلوں کی طرح بے اختیار اور بہت دشمنوں کے ساتھ ٹکرائیں اور خانہ جنگیوں میں مصروف رہتے تھے۔

شاہان ایتوپی *Ethiopia* وادی نیل جو بالائی مصر میں واقع ہے اور جسے اب نوبہ کہتے ہیں پہلے اس کو ایتوپی *Ethiopia* کہتے تھے۔ اس پر بارہویں سلسلہ کے بادشاہوں کے زمانہ سے فرعون کا تسلط ہوا اور بالآخر اس کا اچان حکومت مصر سے ہو گیا۔

جب بانیسویں سلسلہ کے بادشاہوں نے آمن کے کاہنوں کو مصر سے نکال دیا تو انہوں نے اس ملک میں پناہ لی اور ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس سلطنت کا پایہ تخت ناپاتا *Napata* مقرر ہوا جو کوہ مقدس کے دامن میں آباد تھا۔ ناپاتا میں بھی آمن کا ایک معبد طب کے معبد کے طرز پر بنایا گیا وہی آداب و قواعد

جو طب میں جاری تھے یہاں بھی استعمال کیے جاتے تھے۔ یہ لوگ قدیم مصری خطوط کا استعمال کرتے تھے جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ غرض ہر اعتبار سے یہ حکومت مصری حکومت کے مشابہ تھی۔

شاہانِ ناپائتانے قریباً ۱۰۰۰ قبل میلاد میں طب فنج کرنے کا ارادہ کیا اور وہ اس قصد میں کامیاب ہو گئے۔ پھر انھوں نے چاہا کہ تمام مصر پر قابض ہو جائیں۔ ان میں سے ایک بادشاہ جس کا نام پانچی (*Pianchi*) تھا شکرے کر ڈیٹا میں آیا اور منفس پر قبضہ کر کے تمام شاہزادوں کو مجبور کیا کہ اس کی اطاعت قبول کریں اور اسے تحفے اور ہیلے بھیجتے رہیں۔ لیکن اس نے شاہِ مصر کا لقب اختیار نہیں کیا اور غنیمت میں سونا چاندی قیمتی اشیاء اور شام و عرب سے جمع کی ہوئی گراں بہا چیزیں لے کر ناپا واپس چلا آیا۔

سائیس یعنی مصر سفلی میں شاہانِ مصر کا چوبیسواں سلسلہ پیدا ہوا لیکن ایوپی کے نئے کاہن ساکن (*Sabacan*) نامی نے پھر ڈیٹا کو فتح کر کے اس سرن میں کو اپنا مطیع بنایا اور فرعون یعنی شاہِ مصر کا لقب اختیار کیا۔ اس طرح شاہانِ مصر کے پھیپھڑے سلسلہ کی بنیاد پڑی۔ ساباکن نے معبدوں کی مرمت کرائی۔ سٹرکیں بنوائیں۔ نہروں کو صاف کرایا اور جن قیدیوں کے قتل کا حکم صادر ہو چکا تھا انھیں رہا کر کے ان کاموں میں گویا سکتے ہیں کہ اس کے زمانہ میں کوئی مجرم قتل نہیں ہوا۔

اس زمانہ میں ایشیا میں سلطنتِ آشور کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی اور وہ اپنی ہمسایہ سلطنتوں کو ہمیشہ مغلوب کرتی رہتی تھی۔ شاہانِ سوریہ خاص کر شاہانِ ہی اسرل آشوریوں کی مدافعت کے لیے کبھی کبھی سلطنتِ مصر سے مدد کے خواستگار ہوتے تھے اور فراغِ مصر بھی جب ان سے ہو سکتا تھا ان کی امداد سے دریغ نہیں کرتے تھے اس وجہ سے آشوریوں اور مصریوں میں عداوت پیدا ہو گئی۔ اس زمانہ میں ساباکن کا

لڑکا شاخیرب آشور کا بادشاہ تھا اُس نے ملک مصر پر لشکر کشی کی لیکن اُس کی فوج راستہ ہی میں تباہ ہو گئی۔

اس واقعہ کے متعلق مصر کے لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ رات کو بہت چوہوں نے جو دشمن کے لشکر میں گھس کر اُن کے ترکش اور کمائوں کے چلوں اور ڈھالوں کو کاٹ ڈالا صبح جب آشوری بیدار ہوئے تو اپنے کو ہتھیار کچھ تو بھاگ گئے اور بہت سے مارے گئے (تشم قبل میلاد)۔

چند دنوں کے بعد ایتوپی کے دوسرے بادشاہ نے جس کا نام تاہار کا تھا (Tah-
arka) مصر پر قبضہ کر لیا۔ مگر اُس کے زمانہ میں آسارہا دن (Assarahad-
dan)۔ شاہ آشور نے مصر پر لشکر کشی کی اُس کا لشکر تمام ڈیٹا کو فتح کر کے طب تک
پہنچا اور اُس نے اپنا لقب شاہنشاہ مصر سفلی و علیا اختیار کیا۔ اور شاہان ایتوپی کا چھٹیوں
سلسلہ مصر سے کال دیا گیا (تشمق)۔

پسامیتک شاہزادگان ڈیٹا میں سے ایک شاہزادے کو تمام مصر کی سلطنت
مل گئی (قریب ۶۵۰ قبل میلاد) جس کا نام پسامیتک (Psamitk) تھا اور
وہ چھٹیوں سلسلہ کا بانی ہوا جو شاہان مصر کا آخری سلسلہ ہے۔ شاہ مذکور نے مقام ٹیٹا
کو جو ڈیٹا میں واقع ہے اپنا پایہ تخت بنایا۔ اُس کے ابتدائی دور کے متعلق یہ بیان کیا جاتا
ہے کہ مصر بارہ شاہزادوں میں بدرجہ سادی بٹا ہوا تھا۔ اُن کو یہ غیبی خبر معلوم ہوئی
تھی کہ ان میں سے جو شاہزادہ قتاہ دیوتا کے سلسلے پتیل کے برتن میں شراب پیتا کھینچا
وہی تمام ملک مصر کا بادشاہ ہوگا۔

ایک دن شاہزادے معبد قتاہ میں جمع ہوئے کہ رسم کے مطابق سونے کے
پیالوں میں شراب بھر کر دیوتا کی نذر کریں۔ لیکن معبد کا کاہن غلطی سے گیارہ جام لایا
پسامیتک نے جو سب کے بعد آیا تھا جب جام نہ دیکھا تو اپنے پتیل کے خود کو اتار کر بجائے

کے استعمال کیا۔ اُس وقت شاہزادوں کو غیبی خبر یاد آئی۔ اور اُسے محروم کرنے کا سب سے قطعی ارادہ کر لیا۔ اس لیے پامیتک کو اُس علاقہ کی طرف بھیج دیا جان۔ جہد کثرت سے ہیں اور حکم دیا کہ مصر سے اس کا کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔ پامیتک نے ہاتھ نہیں دیا۔ دریافت کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ جواب ملا کہ پیل کے آدمی دریا سے باہر آ کر بدلیں گے۔ لیکن یہ بات پامیتک کے سمجھ میں نہ آئی۔

ایک روز ایشیا کو چک کے اضلاع یونی (Yonie) اور کاری (Ca-rie) کے دریائی ڈاکو بوجہ طوفان کے مصر کے کنارے پر آگے۔ وہ پیل کے جشن پہنچے ہوئے تھے۔ ایک مصری نے انہیں دیکھا۔ چونکہ ایسے ہتھیاروں سے مسلح لوگ اُس کی نظر سے نہیں گذرے تھے اس لیے اُس نے پامیتک کے پاس جا کر کہا کہ ”دریا سے پیل کے آدمی باہر آئے ہیں اور ناک لوثنا چاہتے ہیں پامیتک کو معلوم ہوا کہ اس غیبی خبر کے صحیح ہونے کا وقت آگیا ہے۔“ اس نے اُن ڈاکوؤں کو بلا کر دل دہی کی اور خاطر مدارات کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور اُن کی مدد سے جنگ کر کے شاہزادوں کے ہاتھ سے سلطنت مصر لے لی اور خود مصر کا بادشاہ ہو گیا۔ پھر اس خدمت کے صلہ میں پامیتک نے اُن ڈاکوؤں کو زمینیں اور جاگیریں دیں انہوں نے پامیتک کے حکم سے دریائے نیل کے کنارے پر دہانہ پلوز کے قریب اپنے مکان بنائے اور وہاں رہنا اختیار کیا۔ اُن میں سے بعض ایشیائی یونانی تھے جو پہلے پہل مصر میں آئے تھے اور یہ پہلا موقع تھا کہ مصریوں نے یونانیوں کو مصر میں رہنے کی اجازت دی۔ اس کے بعد اور بھی یونانی آئے اور رفتہ رفتہ دہانہ نیل پر اُن کی پوری جماعت ہو گئی۔

بادشاہ نے مصری لڑکوں کو اُن کے سپرد کیا کہ یونانی زبان سکھائیں لیکن مصری لوگ ان جنسیوں سے نفرت کرتے اور انہیں خبیث و ناپاک سمجھتے تھے۔ اُن کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے بلکہ کھانا پکانے کے وہ برتن جو یونانی اپنے کام میں لاتے تھے۔

مصری ان کا استعمال نہیں کرتے تھے۔

پسائیتک نے ایونی اور کاری کے جنگجو یوں کو اپنا قراول کا دستہ قرار دیکر ان کی تختوں میں شیش قرار اضافہ کر دیا اور ان کو اپنے لشکر کے یمنہ میں عزت کے ساتھ رکھ دی۔ قدیم مصری سپاہی اس جماعت پر رشک کرنے لگے۔ چونکہ تین سال تک ان کے ساتھ اسی طرح بے پروائی برتی گئی سب کبیدہ خاطر ہوئے اور متفق ہو کر سب نے شاہی ملازمت ترک کر دی اور ملک ایتوپی کی راہ لی۔

پسائیتک کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے مصری سپاہیوں کا تعاقب کر کے انہیں جالیا اور ان سے خواہش کی کہ واپس چلے آئیں لیکن اپنے رنج و کبیدگی کی وجہ سے انہوں نے منظور نہ کیا اور شاہ ایتوپی کے سلسلہ ملازمت میں داخل ہو گئے۔ آخر شاہ مصر نے ایشیائی جنگجو یوں سے اپنا لشکر مرتب کیا۔

مختار لو۔ پسائیتک نے پھونچ برس سلطنت کی اس نے سرحدوں کو مستحکم کیا۔ دلیات نوبہ اور شام کا کچھ حصہ نئے سرے فتح کیا۔ سڑکوں نہروں اور معبدوں کی مرمت کرائی رعایا کو آرام پہنچایا اور ملک کو آباد و سرسبز کیا۔

نخانو نے جو پسائیتک کے جانشینوں میں سے تھا بحری امور کی طرف خاص توجہ کی۔ چونکہ یونانی نسبتاً مصریوں سے جہاز رانی میں زیاں ماہر تھے اس لیے اس بادشاہ نے یونانی مہندسین (ابخیروں) کو حکم دیا کہ اس کے لیے یونانی طرز کی جنگی کشتیاں بنائیں جن کو ملاحوں کے تین دستے چلایا کریں۔

قدیم زمانہ میں بحیرہ روم (Mediterranean) اور بحر احمر کے درمیان ایک نہر تھی جس پر میسوپس سلسلہ کے بادشاہوں نے کچھ غور نہیں کیا اور اب وہ ریت سے دب کر معدوم ہو گئی تھی۔ نخانو نے چاہا کہ پھر اسے صاف کر کے اور نئے سرے سے اس کی مرمت کرے یہ نہر دریائے نیل سے ذرا اوپر بوباست سے شروع ہو کر

سلسلہ کوہ کے برابر گزرتی تھی جو کوہ عربستان کے نام سے مشہور ہے اور بحر احمر تک پہنچتی تھی۔ یہ نہر ممالک مشرق و مغرب کے مابین تجارت اور سفر کی سہولت کا ذریعہ تھی۔ خیالاً نے چاہا کہ اس کا عرض اتنا زیادہ کر دیا جائے کہ دو کشتیاں برابر چل سکیں۔ لیکن اس کام میں بہت سے مزدور ہلاک ہوئے (تخمیناً ایک لاکھ میں ہزار)۔ مجبوراً پادشاہ نے اس خیال کو ترک کر دیا۔

اس کے بعد خیالاً بعض جدید اکتشافات کی طرف مائل ہوا اور فنیقیہ کے بحری ریگرو کی ایک جماعت کو بحر احمر میں بھیجا اور حکم دیا کہ وہ ساحلِ افریقہ کے گرد چکر لگائیں اور بحرِ روم کے راستہ سے واپس آئیں۔ ان فنیقیوں نے ساحلِ افریقہ کے گرد تین سال تک کشتی رانی کی لیکن چونکہ ان کی کشتیاں چھوٹی تھیں اور ان پر سامانِ خور و نوش کافی نہ رکھ سکتے تھے اس لیے غلہ کی فصل کے وقت وہ ساحلوں پر ٹھہرتے اور وہاں گہیوں کی کاشت کرتے تھے۔ جب فصل تیار ہو کر غلہ حاصل ہو جاتا تب آگے بڑھتے تھے۔ آخر کار یہ لوگ تیس سال اُبنائے جبل طارق کے رستے سے واپس آئے۔ اس سفر میں ان کو معلوم ہوا کہ جاتے وقت آفتاب ان کے بائیں ہاتھ کی جانب تھا اور واپسی میں دائیں ہاتھ کی طرف مصری کاہنوں نے اس حکایت کو ہیرڈوٹس سے بیان کیا گیا مگر اسے یقین نہ آیا تاہم خیال ہوتا ہے کہ حقیقت میں فنیقیوں نے افریقہ کے دور کا پورا چکر لگایا ہے ورنہ آفتاب کی تبدیل وضع کی طرف ان کا خیال نہ جاتا۔

آپریس اور آمازیس خیالوں کے بعد اس کا لڑکا اس کا جانشین ہوا اس نے چھ سال سلطنت کی اس کے بعد آپریس (Aperies) بادشاہ ہوا جو اس کا نواسا تھا اور پچیس سال سلطنت کی اس کی حکومت کی تفصیل یہ ہے کہ آپریس نے ایک مصری فوج سیران (Cyrene) کے یونانیوں پر جس سے غالباً ولایت برقہ و طرابلس مراد ہے روانہ کی وہ فوج شکست کھا کر واپس آئی اور ان بھاگے ہوئے سپاہیوں نے

یہ خیال کر کے کہ بادشاہ نے ہمیں اس خیال سے کہ ہم مارے جائیں عدا اس جنگ میں بھیجا تھا
 بغاوت شروع کی اس وقت بادشاہ مصر کے دربار میں ایک شخص آمازیس *Amasis*
 کا نام تھا جسے مصری زبان میں آہس *Ahmes* کہتے ہیں۔ یہ
 شخص ادنیٰ حالت سے ترقی کر کے سرداری کے درجہ تک پہنچا تھا اور اپنی ہوشیاری
 اور لیاقت کے سبب نامور ہو گیا تھا۔ آپریس نے اُسے باغیوں کے پاس بھیجا کہ وہ ان کی
 دجوئی کر کے انہیں بغاوت سے باز رکھے۔ آمازیس اس لشکر سے باتیں کرنے میں مشغول
 تھا کہ ایک شخص نے پیچھے سے آکر اُس کے سر پر خود رکھ دیا اور اُسے بادشاہ کہا۔ تمام
 اہل لشکر نے اس پر تختین کا نعرہ بلند کیا۔ آمازیس ان سب کو لے کر آپریس کی طرف
 چلا۔ بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے اپنے درباریوں میں سے ایک سردار
 کو حکم دیا کہ آمازیس کو زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لا۔

وہ شخص گیا اور آمازیس سے ملاقات کی۔ آمازیس نے کہا کہ میں اس طریقے سے
 سب رام کر کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر کرتا ہوں۔ جب وہ سردار یہ سن کر واپس گیا
 اور بادشاہ سے واقعہ بیان کیا تو آپریس نے خفا ہو کر اس کے ناک کان کٹوا ڈالے۔
 اس واقعہ سے دوسرے مصری لوگ بھی برا فروختہ ہو کر آمازیس کے طرفدار ہو گئے۔
 یہاں تک کہ آپریس کے پاس باہر کے مزدوروں کے سوا کوئی اتنا بھی نہ رہا کہ اس کی
 حفاظت کر سکے۔ ان مزدوروں کی تعداد بھی نہایت قلیل تھی۔ لہذا بادشاہ شکست کھا کر
 قید ہو گیا۔ لیکن آمازیس آپریس کو پھر تختگاہ میں لایا اور دونوں نے مل کر سلطنت شروع
 کی مگر چونکہ مصری آپریس سے رنجیدہ تھے اس لیے انہوں نے آمازیس کو مجبور کیا کہ وہ
 آپریس کو ان کے حوالے کرے۔ مجبوراً آمازیس کو ان کا کہنا ماننا پڑا تب انہوں نے
 آپریس کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور آمازیس کو تنہا تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اس نے باؤٹنا
 نے ملکی دولت بڑھانے کے لیے جن نہروں سے آب پاشی ہوتی تھی ان کی صفائی و مرمت

کرائی۔ کہتے ہیں کہ عہدِ آمازیس کے زمانہ کی برابر مصر میں کبھی پیداوار نہیں ہوئی۔ اس وقت میں ہزار گانوں آباد تھے۔

آمازیس نے پتھر کی پرانی کانوں میں پھرتے سر سے کام شروع کیا اور بڑی بڑی عبادت گاہیں بنائیں۔ ان سب میں بڑی عبادت گاہ سامس تھی جو بہت بڑے بڑے ستونوں سے مزین کی گئی تھی۔ معبد کے سامنے ایک بڑا باغ بنایا تھا جس میں بہت سے ابوالہول نصب کئے تھے اور معبد کے اندر قرمز رنگ کے پتھر کا ایک مُصلیٰ تراشا تھا جو ۱۱ میٹر لمبا اور ۷ میٹر اونچا تھا۔ اس کمرہ کی تیاری میں تقریباً اس قدر عمارتی سامان صرف ہوا تھا جس کو ایک ہزار سات سو گدھے بار کر سکتے تھے۔ یہ سامان الفانتین (*Elephante*) کی کانوں سے جو بالائی مصر میں واقع ہے۔ تین سال کے عرصہ میں ۱۰ ہزار ملاح لائے تھے اس سے اس زمانہ کے کاموں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

آمازیس نے مصر کی تجارت کو ترقی دینے میں بہت کوشش کی اور چونکہ باہر کے لوگوں خاص کر یونانیوں کی ضرورت تھی اس لیے ان کے ساتھ خلوص کا اظہار کیا چنانچہ جو یونانی دریائے نیل کے کنارے آباد تھے ان کو لاکر شہر منفیس میں آباد کیا تاکہ وہ اس کے محافظ رہیں۔ ان کے علاوہ یونان سے اور لوگ بھی مصر میں آئے آمازیس نے ان کی سکونت کے لیے دہانہ کا توپیک (*Cunopique*) کے نزدیک ایک شہر دیا جس کا نام نکراتیس (*Naucratis*) تھا یونانیوں نے وہاں اپنے سلیقہ اور خواہش سے ایک یونانی حکومت ترتیب دی۔ جو شخص باہر سے مصر میں آتا پہلے وہ نکراتیس جاتا تھا۔ اور اگر کوئی کشتی طوفان اور دریائی چوروں کے خوف سے کسی دوسرے بندر میں پناہ لیتی تھی تو اس کے ناخدا کو قسم کھانی پڑتی تھی کہ وہ اپنی خوشی اور خواہش سے یہاں نہیں آیا ہے۔ اس کے بعد وہ کشتی نکراتیس روانہ کر دی جاتی تھی۔ اگر طوفان وغیرہ کی وجہ سے دریا ناقابل سفر ہوتا تھا تو کشتی کا سامان نکال

لیا جاتا تھا اور کشتی ڈیٹا کے دریاؤں کے راستے سے اُس یونانی شہر میں پہنچادی جاتی تھی۔
اس وجہ سے نکر ایس تمام دنیا میں سب سے بڑا بندرگاہ ہو گیا جس کے چاروں طرف یونانیوں
کے مکان تھے۔ یونانی مصر کے اور شہروں میں بھی جاتے تھے بلکہ آمازیس نے اُن کو اجازت
دی تھی کہ وہ اپنے دیوتاؤں کے لئے جہاں چاہیں مندر بنائیں۔

آمازیس کے دشمن اُس کو غیر ملکی لوگوں کے ساتھ یہ مراعات کرنے پر ملامت کئے
تھے اور کہتے تھے کہ کثرت شرا بخوری کی وجہ سے خود بہت سے کاموں کو نہیں دیکھتا۔ او
اندازہ سے زیادہ دسترخوان پر بیٹھا رہتا ہے۔ اور شہرت کی طرف بہت زیادہ میلان
رکھتا ہے۔ ایک روز آمازیس کے دوستوں نے اُس سے کہا کہ حضور کو اپنے رتبہ کی حفاظت
کرنی چاہیے اگر حضور تمام دن تخت سلطنت پر بیٹھیں اور سلطنت کے کاموں میں مصروف
رہیں تو تمام مصری عقدا اور موافق ہو جائیں کہ حضور حقیقتاً سلطنت کر سکتے ہیں اور کرتے
ہیں۔ آمازیس نے ایک مثال اُن سے بیان کی کہ کمان سے جس وقت کام لینا چاہتی
ہیں اسی وقت چڑھاتے ہیں اور کام لے چکنے کے بعد پھر اُتار دیتے ہیں اگر مردقت چڑھا
رہیں تو وہ بہت جلد خراب ہو جائے۔ اسی طرح اگر انسان ہر وقت ایک کام میں مشغول
رہے تو ضرور دیوانہ اور پاگل ہو جائیگا۔ اس سبب میں نے اپنے وقت کو سلطنت کے
کاہوں اور بعض خوشگوار باتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

آمازیس کے بعض دشمن اُس کی عیب جوئی کے ذیل میں کہتے تھے کہ یہ پہلے ادنیٰ
اور معمولی شخص تھا۔ آمازیس نے چاہا کہ اس قول پر انہیں شرمندہ کرے۔ اُس نے
سونے کا ایک حوض بنوایا۔ اور جب وہ کھانے کے واسطے جاتا تھا تو خود اُس کے
ہمان اُس حوض میں پانوں دھوتے تھے۔ پھر آمازیس نے اُس حوض کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے
ایک بت بنوایا اور شہر کے مندر میں بھیجا۔ تمام اہل شہر نے اُس کی پرستش کی۔ اُس وقت
آمازیس نے اُن سب کو بلا کر کہا کہ جس دیوتا کو تم پوجتے ہو وہ ایک حوض تھا جہاں میں

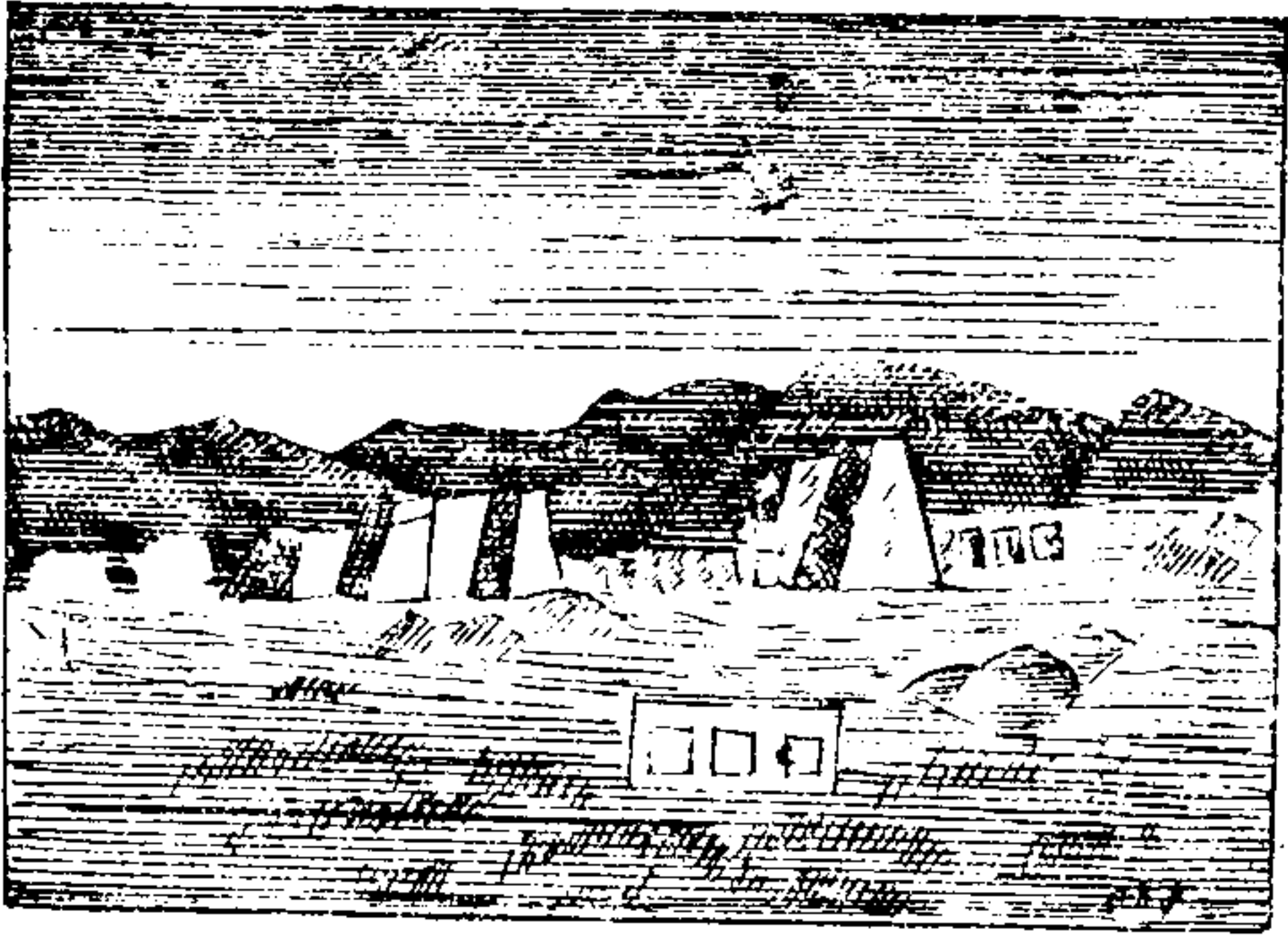
پانوں دھوتا تھا اور اب وہ تمہارا مبعود ہو گیا ہی اسی طرح میں بھی پہلے ایک ادنیٰ شخص تھا اب تمہارا بادشاہ ہو گیا ہوں۔ تمہیں چاہیے کہ بادشاہوں کے لائق میرا احترام کرو۔

مصر کا انجام چھتیسواں سلسلہ شاہان مصر کا آخری سلسلہ تھا جس نے آزادی کے ساتھ اس ملک میں سلطنت کی۔ کیونکہ آمازیس کے بعد اُس کے لڑکے کے آغاز سلطنت میں جس کا نام پساٹیک سیوم تھا ایران کے بادشاہ کامبیز *Cambyses* نے مصر پر حملہ کر کے اُسے فتح کر لیا۔ (۵۲۵ قبل میلاد) اور یہ سلطنت حکومت ایران کا ایک حصہ ہو گئی۔ اسی زمانہ میں ہیرڈوٹس سیاح یونانی نے مصر کی سیاحت کر کے اُس کے مفصل حالات اُس نے لکھے۔ شہر ممیس اور آپریس اور آمازیس کی یادگاری عمارتیں دکھیں اُس کے بعد منفس گیا اور اہرام کو دیکھا۔ پھر دریائے نیل کے راستہ سے کشتی پر طب جانے کا ارادہ کیا اُس وقت یہ شہر تباہ ہو چلا تھا۔

مصریوں نے اپنے مذہب زبان لباس بلکہ تمام عادات کو محفوظ رکھا تھا۔ ہنر و فن نے بہت سی ایسی چیزیں دکھیں جو اُس کے تعجب کا باعث ہوئیں۔ مثلاً اُس نے دیکھا کہ نان بانی پانوں سے آنا گوندھ رہے ہیں۔ بہت سے لوگ ہاتھ سے مٹی جمع کرتے ہیں۔ عورتیں تجارت میں مصروف ہیں مرد گھروں میں کپڑا بناتے ہیں۔ شہر میں آدمی سڑکوں پر روٹی کھاتے ہیں۔ مرد جب کوئی بوجھ اٹھاتے ہیں تو اُس کو اپنے سر پر رکھتے ہیں اور عورتیں کاندھے پر رکھتی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہیرڈوٹس اس نتیجہ پر پہنچا کہ مصری تمام دنیا کی رسم کے خلاف کام کرتے ہیں۔

مصریوں نے اپنے آداب و رسوم کو ایک مدت تک تمام دنیا سے جدا رکھا اور اپنی پرانی عادتوں کو ترک نہیں کیا یہاں تک کہ سلطنت مصر شاہان شہر شاہان یونان میں منتقل ہو گئی جن میں سے ہر پادشاہ بطلیموس کہلاتا تھا اور سب کو ملا کر بطالہ کہتے تھے۔ پھر یہ سلطنت یونانیوں کے بعد رومیوں تک پہنچی لیکن ان انقلابات نے مصری مذہب

کوئی تغیر نہیں کیا۔ باہر کے بادشاہ بھی اپنے کو فرعون کہتے تھے اور اپنے کتبے مصری زبان میں لکھتے تھے اور اپنے معبد طب کے قدیم معبدوں کی طرح بناتے تھے۔ چنانچہ ان کا بنایا ہوا ایک مشہور معبد جزیرہ فیلہ (Philae) میں ہی جو مصر علیا میں ابشاراؤل کے نزدیک واقع ہے۔



معبد فیلہ

آخر کار مصر علیا کی آبادی کم ہو گئی اور فقط ویرانہ اور جنگل باقی رہ گیا۔ مصر سفلی کی لوگوں نے رفتہ رفتہ عیسائی مذہب اختیار کر لیا ان کی زبان میں بھی تغیر ہو گیا اور وہ اپنی پرانی عادتیں بھی بھول گئے۔

چوتھی فصل

قدیم مصریوں کے دینی عقاید | قدیم مصری بین و مذہب کے سخت پابند تھے اور ان کے مذہبی عقیدے ان کی زندگی کے ہر شعبہ میں دخل رکھتے تھے۔ مگر یہ سب مشرک تھے یعنی متعدد خداؤں کی پرستش کرتے تھے اور ان خداؤں کی صورت و شکل بھی مانتے تھے۔

مصری دیوتا | مصری معبودوں کو ارباب انواع (ہر چیز کے خداوند) کہنا چاہیے

کیوں کہ مصری - پانی - مٹی - غلہ - دریاے نیل - زمین - آسمان - چاند - ستاروں - سورج - مردوں کی روجوں اور بعض حیوانات کی پرستش کرتے تھے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ ان میں سے ہر ایک کو اپنی قسم کا خداے مذکر یا مونث سمجھتے تھے۔ لیکن سب مصری شہروں کا ان دیوتاؤں کی پرستش پر باہم اتفاق نہ تھا بلکہ ہر شہر کے باشندے ان میں سے بعض بلکہ ایک ہی کو اپنے لئے مخصوص سمجھتے اور اس کا خاص احترام کرتے تھے۔ نیز اپنی تمام عبادتوں کو اسی دیوتا کے لئے مخصوص کر لیتے تھے اور اسے دیگر دیوتاؤں سے قوی اور اعلیٰ و اشراف جانتے تھے۔ اگرچہ ان کے بڑے معبودوں میں ناموں اور شکلوں کا تفاوت تھا مگر حقیقتاً وہ سب ایک تھے مثلاً شہر ہلیوپولیس (Helioopolis) میں رع کے نام سے آفتاب کی پرستش ہوتی تھی۔ اور اسی کو شہر طیب میں آمین کے نام سے پوجتے تھے۔ ان دونوں مقامات پر اسی دو جداگانہ مخصوص صورتیں تھیں۔

قدیم مصری اپنے دیوتاؤں کو انسان کے مانند موجودات میں شمار کرتے تھے مگر ان کو قوت و شجاعت اور عقل و ہوش میں انسان سے بالاتر جانتے تھے تاہم ان کے نزدیک انسانی جذبات و رغبات ان دیوتاؤں میں موجود تھیں۔ وہ دیوتاؤں کا ایک خاندان بنا

اور ان کی بیوی بچوں کے بھی قائل تھے۔ دیوتاؤں کی بیویوں اور بچوں کو بھی وہ دیوتا کی کا درجہ دیتے تھے۔ چنانچہ بعض شہروں میں دیوتا کی جگہ دیوی ہی کی پوجا ہرتی تھی۔ دیوتاؤں دیویوں اور ان کے بچوں کی پرستش کے رائج ہونے سے گویا مصری ایک طرح کی تثلیث کے قائل ہو گئے تھے۔ مگر غالباً وہ ان تینوں ذاتوں کے میں علیحدہ وجود نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان تینوں جنسوں کا ایک ہی وجود خیال کرتے تھے۔ بلکہ بعضوں نے خیال کیا ہے کہ مصر کے خاص لوگ موجد تھے اور صرف خداے واحد کی عبادت کرتے تھے ظاہری طور پر شرک جو نظر آتا ہے یہ عوام کا مذہب تھا۔

مصری دیوتاؤں میں سب سے زیادہ معزز اور محترم آفتاب تھا۔ اُس کا ایک نام رع بھی تھا۔ اُس کی شکل و صورت بادشاہ کے مانند قرار دے رکھی تھی۔ جو گویا فرعونوں کا سالباں پنہ ہو رہا ہے اُس کے سر پر آفتاب کا حلقہ اور اُس کے اوپر ایک سانپ ہے جو گرمی کی حدت کی علامت ہے۔ قدیم مصری اس خداوند کے متعلق کہتے تھے کہ وہ ہوا میں معلق کشتی پر بیٹھا ہوا ہے اور طاقتور ملاح اُس کشتی کو کھینچتے ہیں۔ جب وہ افق کے اوپر آتا ہے تو اُس کے آنکھوں کی تیز کرنیں تمام جہان میں اثر کرتی ہیں اور سب کو طاقت پہنچاتی ہیں۔ روزانہ اپنی کشتی میں کھڑا ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑتا اور ان کو شکست دیتا ہے رات کو افق کے پاس چلا جاتا ہے اور زمین کے نیچے آرام کرتا ہے مصری اس خدا کو ایک گاڑی پر سوار تصور کرتے تھے جس کو چند گیدڑ (سیار) کھینچ رہے ہیں۔ آفتاب کی تجلیات یا اُس کے مظاہر میں سے ایک مبعود ہے جس کو ہروس *Horus* کہتے ہیں وہ ایک فاتح اور جنگجو دیوتا ہے۔ جو ہر صبح کو ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں ظاہر ہو کر آسمان کی مسافت کو قطع کرتا ہے اور ظلمت کے دیو کے ساتھ جس کا نام سیٹ (Seth) ہے روزانہ نبرد آزما ہو کر اُس کو شکست دیتا ہے۔ لیکن دوسرے دن سیٹ پھر قوی ہو کر جنگ آگاہ ہوتا ہے ہر روز یہ جنگ جاری رہتی ہے اور ہمیشہ ہروس سیٹ پر غالب آتا ہے۔

مصری لوگ آسمانی دیوتاؤں کے بعد غلہ اور کھیتی کے دیوتاؤں اور دیویوں کے قایل تھے جن کا کام زمین کو زرخیز بنانا ہے۔ اسی طرح وہ قایل تھے کہ دریائے نیل کا ایک دیوتا اور چاند کی ایک دیوی ہے اور رات کے چند بدکار دیویوں جو بلی اور شیر کی صورت میں ہیں اہل مصر خیر خواہ دیوتاؤں کی تو نفع کی امید سے اور بدخواہ دیوتاؤں کی ان کے خوف کی وجہ سے پرستش کرتے تھے کہ ان کا غصہ کم ہو اور وہ نقصان نہ پہنچائیں۔

یہ لکھا جا چکا ہے کہ مصر کے ہر شہر میں چند دیوتا دوسرے شہروں کے دیوتاؤں سے ملحقہ ہوا کرتے تھے مثلاً شہر منفیس کا خاص دیوتا فتاہ (Ptah) اور شہر طب کا من اور ہلیوپولیس کا رع اور شہر امبیس کا اذیریس (Osiris) اور شہر مدرہ کی دیوی ہاتر (Hathor) تھی لیکن اس دور کے بعد جب مصر ایک حکومت کے ماتحت ہو گیا تو تمام ملک کا مذہب بھی ایک ہو گیا اور ہر شہر نے دوسرے شہروں کے دیوتاؤں کو بھی تسلیم کر لیا۔



اذیریس



آمن



فتاہ



ازیریں ہاتر

ان سب دیوتاؤں میں ازیریس اور ایزیس ہاتر (Hathor) نے عام مقبولیت حاصل کی۔ ازیریس جس کی پہلے صرف آبدس میں پرستش کی جاتی تھی نورگا دیوتا مانا گیا یہ نہایت نیک اور اپنے بھائی سیت کا جو ظلمت اور شب کا دیوتا ہے دشمن سمجھا جاتا تھا اس کے متعلق ان لوگوں میں یہ حکایت مشہور تھی کہ خداوند ازیریس ہر صبح آسمان کے سمندر سے باہر نکل کر دن بھر روشن رہتا ہے۔ رات کو اُس کا بھائی سیت اپنی خباثت سے اُسے مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے اُس کی بیوی ایزیس اُس کی نعش پر نالا و زاری کرتی ہے سیت ازیریس کو قتل کرنے کے بعد زمین پر مسلط ہوتا ہے اور ظلمت عالمگیر ہو جاتی ہے لیکن ازیریس اور ایزیس کا لڑکا ہروس افق سے برآمد ہو کر اپنے باپ کے خون کا انتقام لیتا ہے خلاصہ یہ کہ ازیریس زمین کے نیچے پوشیدہ ہے اور وہیں سلطنت کرتا ہے۔ نیز وہ مردوں کی ارواح کا خیر مقدم کرنے پر بھی مامور ہے۔

مصر کے بہت سے شہروں کا دعویٰ تھا کہ ازیریس کے بدن کے ٹکڑے ان کے مندروں میں دفن ہیں۔ مصر میں سال کے اندر ایک دن مقرر کیا گیا تھا کہ اُس دن ازیریس کا ماتم منایا جاتا تھا۔ عورتیں نوحہ و فریاد کرتی تھیں اور اُس کے بالوں کی یاد میں اپنے حسین جمیل بال

نوح ڈالتی تھیں۔

شہر سائیس کے کاہن ایک مقدس جھیل کے کنارے اُزیریس کی زندگی، موت اور دوبازہ زندہ ہونے کے واقعات کو تعزیر کی شکل میں نمایاں کرتے تھے۔ ہیرڈوٹس نے تعزیر داری کا یہ جلسہ دیکھا تھا لیکن اس کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ اس واقعہ کی تفصیل کہیں بیان نہ کرے۔

مقدس جانور | قدیم مصری جو اپنے دیوتاؤں کی شکل و صورت ظاہر کرتے تھے اس میں کبھی تو جانور کے جسم کے ساتھ انسان کا سر ہوتا تھا مثلاً ہارماچنس دیوتا کو جو آفتاب کا منظر ہے ابوالہول کی شکل میں بنایا ہے (جسم شیر کا اور سر انسان کا) اور کبھی آدمی کے بدن کے ساتھ جانور کا سر ہوتا تھا۔ مثلاً ہروس کا سر کلنگ کے سر کے مانند ہے آنو بیس نامی دیوتا کا سر گیڈر کا اور قناہ کا سر بیل کا ہے۔ ایزیس ایک عورت کی صورت میں ہے جس کا سر گائے کی طرح ہے۔ سخت ایک عورت کی شکل میں ہے جس کا سر شیرنی کا ہے۔



سخت



ہروس

مصری اپنے ایک دیوتاؤں کو چار شکلوں میں ظاہر کرتے تھے۔ ہروس کو انسان کی شکل میں یا کلنگ کی شکل میں یا کلنگ کے جسم اور آدمی کے سر کے ساتھ یا آدمی کے جسم اور

کلنگ کے سر کے ساتھ مصری بعض حیوانات کو بھی پوجتے تھے اور ان کو متبرک سمجھتے تھے ان میں سے شیر، گھڑیاں، گائے، مینڈھا، گیدڑ، بلی، کلنگ، لوا وغیرہ ہیں۔ ان حیوانات میں بعض عام مقبولیت نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کی پرستش خاص خاص شہروں میں ہوتی تھی۔ مثلاً اہل طب گھڑیاں کو پوجتے تھے اور شہر الفانتین (Elephantine) کے باشندے اُسے مار ڈالتے تھے اور دریائی گھوڑے کی پرستش مصر علیا کے ساتھ مخصوص تھی۔

جن حیوانات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یہ قدیم مصریوں کے نزدیک نہایت مقدس تھے اور ان کو تکلیف پہنچانا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ رومیوں نے جس وقت دنیا کے اکثر حصے فتح کر لئے تھے اور ان پر قابض ہو گئے تھے (ولادت مسیح سے ایک صدی پہلے) اُس زمانہ میں اتفاقاً اسکندریہ کے ایک رومی باشندے نے ایک بلی کو مار ڈالا۔ تمام لوگوں نے اُس سے بلی کا بدلہ لینا چاہا۔ بادشاہ مصر نے جو سلطنت روم کے انتقام سے ڈرتا تھا چاہا کہ اُسے لوگوں کے ہاتھ سے بچائے۔ لیکن یہ اُس کے امکان سے باہر تھا آخر بلی کا قاتل مصریوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اس زمانہ میں مصری اپنی ہر عبادت گاہ میں ان جانوروں میں سے ایک نہ ایک جانور ضرور زندہ پالتے تھے اور معتقدین اگر ان کی پرستش کرتے تھے۔ ایک عیسائی اسکندریہ میں اس رسم کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے:-

”جب کوئی شخص معبد میں داخل ہوتا ہے تو ایک کاہن (پجاری) نہایت متانت اور کمال وقار کے ساتھ کچھ گاتا اور پردہ اٹھاتا جاتا ہے کہ اُسے دیوتا کی زیارت کرانے تو وہ شخص کیا دیکھتا ہے کہ ایک بلی یا ایک گھڑیاں یا ایک سانپ یا اور کوئی دوسرا جانور بالفاظ دیگر یہ کہنا چاہیے کہ مصریوں کا معبود ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی ایک جشی جانور فرس ارغوانی پر بیٹھا یا لیٹا نظر آتا ہے۔“

شہرِ طرب اور شہرِ شدو (Shadow) کے کاہنوں نے ایک گھڑیاں کو مانوس کر کے اُس کے کانوں میں سونے کی بالیاں اور ہاتھوں میں کنگن پنائے تھے۔
 استرابن (Strabon) سیاح نے جو حضرت عیسیٰ کا معاصر تھا شدو کے گھڑیاں کی زیارت کی تھی وہ بیان کرتا ہے۔

میرا مینزبان کچھ بیٹی روٹی اور کچھ تلی ہوئی پھلیاں اور کچھ شدے کر میرے ہمراہ جھیل پر گیا۔ گھڑیاں جھیل کے کنارے لیٹا ہوا تھا دو آدمیوں نے اُس کا منہ پکڑ کر کھولا ایک آدمی نے پہلے روٹیاں اُس کے منہ میں ڈال دیں پھر پھلیاں اور شدو وغیرہ اُس کے بعد گھڑیاں جھیل میں کود گیا اور دوسرے کنارے پر جا کر لیٹ رہا اسی وقت ایک اور آدمی وہی تھے لے ہوئے آیا کاہن اُن کو لے ہوئے جھیل پر گیا اور اسی طرح گھڑیاں کو پکڑ کر وہ کھانے پھر کھلا دیئے۔

شہرِ مندس (Mendes) کے مصری ایک بکری کی پرستش کرتے تھے اور شہرِ لیبوس کا مبعود ایک پرند تھا جسے یونانی فینیکس (ققنس) کہتے ہیں اور اُس کے متعلق مصری عجیب و غریب حکایتیں بیان کرتے تھے کہ ہر بائیس سال میں ایک مرتبہ ان پرندوں میں سے ایک پرند معبد میں آتا ہے وہ اپنے ساتھ اپنے باپ کی نعش بھی لاتا ہے پھر اُس کو مڑ میں جو ایک قسم کا گوند ہے پیٹ کر وہاں دفن کر دیتا ہے۔ اس عورت سے کہ پہلے مڑ کو اندھے کے مانند بنا تا ہے پھر اس میں سورخ کر کے نعش کو اس میں رکھ کر سورخ بند کر دیتا ہے۔ فینیکس (ققنس) عقاب کے برابر ہوتا ہے اُس کے بازو اور ٹانگیں اور نہری ہوتے ہیں۔

اس کے بعد فینیکس ققنس کے مانند ہوتا ہے اور بہت کچھ رنگ آمیزی کیے کہتے ہیں یہ پرند کی صدی تک زندہ رہتا ہے اور اس کی موت قریب آتی ہے تو خوشبو دار لکڑیوں کا مینق کی صورت کا ایک چھوٹا سا بچہ بنا کر اُس پر چڑھتا اور خود کو جلا دیتا ہے۔ اُس کی لک سے ایک جوان فینیکس پیدا ہوتا ہے اور اُس نے لک سے لکھی اور فارسی کتابوں میں تھوڑی

تخریف کے ساتھ لفظ فینکس کو تفتس لکھا ہے اور یہی افسانے جو یونانیوں سے ماخوذ ہیں اس خیالی پرند کے باب میں اہل عرب و فارس بھی بیان کرتے ہیں۔

آپس گائے | انیس کا مقدس جانور ایک گائے تھی جس کا نام آپس تھا۔ *Apsh* لیکن ہر گائے آپس نہیں ہوتی تھی بلکہ اس کا رنگ سیاہ اور پیشانی پر سفید مثلث نما داغ اور پیٹھ عقاب کی صورت کی ہونی چاہیے۔ دم کے بالوں کا بکثرت ہونا بھی شرائط میں سے تھا۔ مصری کہتے تھے کہ ایسی گائے آسمان سے نازل ہونے والی بجلی سے پیدا ہوتی ہے جب اس طرح کی گائے دستیاب ہوتی تھی کاہن یہ علامات دیکھ کر اور اپنا اطمینان کر کے اس کو آپس کے نام سے موسوم کرتے اور معبد فتاہ کے عبادت خانہ میں جگہ دیتے تھے مگر اس تقدس کے ساتھ گائے کو پچیس سال سے زیادہ زندہ نہ رہنا چاہیے اگر کوئی گائے اس عمر کو پہنچ جاتی تھی تو اسے کاہن ایک مقدس چشمے میں ڈبو دیتے تھے اور ایسی ہی کوئی دوسری گائے تلاش کر لیتے تھے۔

اگر آپس پچیس سال سے پہلے مر جاتی تو اس کو حنوط کر کے ایک قبر میں دفن کر دیتے تھے۔ راس دوم کے زمانہ میں ایک سنگین قبرستان تراشا گیا جس میں آپس گائیں دفن کی جاتی تھیں اور مقبرہ کا دروازہ چن دیا جاتا تھا۔ مردہ آپس کو معبود سمجھتے تھے اسے اور آپس ازیریس کہتے تھے اس سے مرادیں مانگتے تھے۔ وہ قبرستان جس میں آپس کی مویسائی شد و نعشیں دفن تھیں دو ہزار سال تک محفوظ رہا مصریوں کے عیسائی ہو جانے کے بعد فترتہ رنگ کے نیچے چھپ گیا۔ ایک فرانسیسی فاضل ماریٹ (*Mariette*) نامی نے اس قبرستان کو ۱۸۵۱ء میں معلوم کر لیا جو بغیر کسی تغیر و تبدل کے اچھی حالت میں تھا یہ رومیوں میں سیراپوم (*Serapume*) کے نام سے موسوم تھا۔

آمن کی پرستش | جس وقت شہر ب مصر کا پایہ تخت ہو گیا تو اس شہر کا معبود یعنی آمن سب خداؤں سے بزرگتر مانا گیا۔ کاہن آمن کو کامل اور ابدی سمجھتے تھے اور اس کو قادر مطلق

اور کل اشیا کا خالق مانتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ وہ تمام باپوں کا باپ اور تمام ماؤں کی ماں ہے۔ نیز کہتے تھے کہ تمام خداؤں کو آمن نے پیدا کیا ہے یا وہ آمن ہی ہے جو مختلف ناموں سے مشہور ہے اسی لئے آمن کا نام کئی ناموں کے مجموعہ سے بنایا گیا مثلاً اُس کو آمن رع ہارماچنس بھی کہتے تھے۔

کاہن اُس کی تعریف میں گیت گاتے تھے اور اُس کی عظمت اور طاقت کی مدح کرتے تھے اُس کی تصویر اس طرح کھینچتے تھے کہ گویا وہ کشتی پر بیٹھا ہوا آسمان کی سیر کرتا ہے اور اُس کشتی کے ملج بزرگوں کی ردیں ہیں۔

جو گیت آمن کی تعریف میں کاہن گاتے تھے اُن کے مضامین اکثر یہ ہوتے تھے۔

تُو بیدار ہو اے نیکو کار۔ اے آمن رع ہارماچنس۔ اے آسمان کے دونوں کناروں کے خداوند نگار۔ اے چمکنے دکنے والے نیکو کار۔ تو بلند آسمانوں کی سیر کرنے والا ہے۔ تیرے دشمن تباہ ہوں۔ بڑے بڑے دیوتا اور عام لوگ تعریف و تحسین کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ اور سُبُوح کے سامنے زمین پر دوڑا نو (ادب سے) بیٹھتے ہیں اس حال میں کہ اُن کا دل خوش ہے کیوں کہ رع نے اپنے دشمنوں کو زیر کر لیا ہے آسمان شوق کی حالت میں ہے اور تمام دیوتا اور ساری مخلوق نے جشن منایا ہے تاکہ رع پر ہارماچنس کی عظمت و بلالت کا اعتراف و اظہار کریں تو گناہگاروں کو نکال دیتا ہے تو نے بیدنیوں کی ساری بہادری کو نیست و نابود کر دیا ہے رع کا دشمن آگ میں ڈالا جاتا ہے رع قوی اور بیدین ضعیف ہے۔ رع بلند اور بیدین پست ہے۔ رع بڑا اور بیدین چھوٹا ہے۔ رع روشن اور بیدین تاریک ہے۔ رع اچھا اور بیدین بُرا ہے رع قادر اور بیدین عاجز ہے۔ اے رع فرعون (ہماری بادشاہ) کی عمر دراز کر اُس کے پیٹ کو روٹی اور اُس کے حلق کو پانی پہنچا۔ اُس کے بالوں کے لئے عطر (خوشبو) عنایت کر۔ اٹھ اے آمن رع ہارماچنس تو خود موجود ہے۔

تمام راہیں تیری روشنی اور نور سے معمور ہیں۔ تو وہ مقدس ہے جس کے پردوں سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ تو وہ ققنس ہے جو مختلف رنگ رکھتا ہے۔ تو وہ شیر برہے جو خود اپنی ذات سے موجود ہے۔ تیری گرج تیرے دشمن کو سزنگوں کر دیتی ہے جس حالت میں کہ تو اپنی بڑی کشتی کو آگے بڑھاتا ہے۔ تو وہ فرزند ہے جو ہر روز پیدا ہوتا ہے تو وہ بوڑھا ہے جو کامیاب ابدیت ہو چکا ہے۔ تو اُس رفعت کا مالک ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ تو اُس مکان کا والی ہے جو راز میں ہے تو وہ وجود مخفی ہے جس کی صورت کوئی نہیں پہچان سکتا۔ تو سال و ماہ کا خداوند ہے جو ہر شخص کو زندگی دیتا ہے۔ تو نے مٹی، سونا، چاندی اور لاجورد کو پیدا کیا ہے تو نے گھانس کو جانوروں کے لئے، ترکاریوں کو انسان کی رفع ضرورت کے لئے بنایا ہے تو پھلیوں کو دریاؤں میں زندہ رکھتا ہے اور پرندوں کو ہوا میں۔ تمام حشرات الارض تیری نظریں یکساں ہیں۔ چوہے کو سوراخ میں اور چڑیا کو درخت کی شاخ پر روزی پہنچاتا ہے۔ تمام آدمی تیری دو آنکھوں سے باہر آئے ہیں۔ ساری انسانی نسلیں اور تمام اولاد آدم کے سب کہتے ہیں اے رَحِ سلام ہو تجھ پر ہم تجھ کو سجدہ کرتے ہیں کیوں کہ تو نے ہم کو پیدا کیا ہے تمام مخلوق اعلیٰ علیین میں زمین پر اور دریاؤں کے اندر تیری تعریف میں مشغول ہے۔ سب خداوند تیرے سامنے جھکتے ہیں اور سب رو میں اپنے پیدا کرنے والے کی ثنا و صفت بیان کرتی ہیں اور تجھے عرض کرتی ہیں۔ آسودہ ہوا ہے تمام خداوندوں کے باپوں کے باپ۔ اے موجودات پیدا کرنے والے۔ اے سب چیزوں کے بنانے والے۔ اے معزز بادشاہ۔ اے مہر دوں کے دروازے۔

مردہ جسموں کو حنوط لگانا | تمام مصریوں کا اعتقاد تھا کہ جس وقت کوئی شخص مرتا ہے اُس میں کی کچھ چیز زندہ رہتی ہے وہ اُس چیز کو مردہ کی مثال کہتے تھے اور اُس

مثال کو سایہ جلیا خیال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ باقی اور زندہ چیز بدن کے مشابہ ہے وہ ظاہری صورت کے لحاظ سے مثل جسم کے اور باطنی حالت کے لحاظ سے مثل خیال کے ہے مگر اُس کا چھونا ممکن نہیں۔ اور اُس باقی رہنے والی چیز کو روح بھی کہتے ہیں وہ اُس کی تصویر کنگ کی صورت میں کھینچتے تھے جس کا سرا انسان کے مانند ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ رُوح مرنے کے وقت مُنہ سے نکلتی ہے۔

قدیم مصریوں کے عقیدے میں وہ مثال یا رُوح اپنے بدن کی پھر محتاج ہوتی ہے وہ سمجھتے تھے کہ اگر جسم کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھا جائے تو رُوح آوارہ و پریشان پھرتی ہے مُردہ کی سب سے اچھی خدمت اور اُس کی رُوح کے ساتھ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ نعش کو سترنے لگنے سے محفوظ رکھا جائے۔ اس کے لئے حنوط کا طریقہ عام طور پر جاری تھا۔ ہیرڈوٹس نے حنوط کرنے کا طریقہ اور اُس کی تفصیل بھی لکھی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مصر کے ہر شہر میں کچھ لوگ ایسے رہتے ہیں جو نعشوں کو حنوط لگانے کا پیشہ کرتے ہیں۔ جس وقت وارث میت نعش کو حنوط لگانے والے کے پاس لیجاتا ہے تو وہ اُس کو لکڑی کے نمونے دکھلاتا ہے یہ نمونے تین قسم کے ہوتے ہیں اعلیٰ اوسط ادنیٰ اور قیمت و اجرت ہر نمونہ کی اُس کی حیثیت مطابق ہوتی ہے۔ اعلیٰ نمونہ جو سب سے زائد قیمت ہے وہ اُزیریس کے شکل کے مانند ہے۔ غرض جب اجرت طے ہو جاتی ہے تو صاحب میت نعش کو حنوط کرنے والے کے سپرد کر کے اپنے گھر چلا جاتا ہے اور حنوط کرنے والا اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے۔ درجہ اول کے حنوط کے لئے پہلے آدمی کے سر کا بھیجا نکالتے تھے اس طرح کہ کوئی عرق سر میں پہنچا کر اُس میں سر کے بھیجے کو حل کرتے تھے پھر ایک آنکڑا ناک کے نتھنوں میں ڈال کر اُسے باہر نکال لیتے تھے پھر نعش کا پہلو چیر کر آلائش باہر نکالتے تھے اور خرما کی شراب سے دھو کر اُس میں خوشبو دار دوائیں بھرتے تھے اور پھر اُس کو سی دیتے تھے اس کے بعد نعش کو ستر دن تک کھاری نمک میں رکھتے تھے پھر اُس کو دھوتے تھے اور

گوند بھرے کپڑے کی پٹیاں اُس پر لپیٹتے تھے۔ جنوٹا کا کام ختم ہو جانے کے بعد نعش وارثوں کے سپرد کر دی جاتی تھی اور وہ ایک خانہ نعش کی شکل کا بنا کر نعش اُس میں رکھتے تھے وہ خانہ ایک کمرہ میں رکھ دیا جاتا تھا اور دیوار کا سہارا لگا دیا جاتا تھا۔



مومیائی شدہ نعش رکھنے کا خانہ

جنوٹا کی دوسری قسم یہ تھی کہ ارزہ کا تھوڑا گوند جو سر کی قسم کا ایک درخت ہوتا ہے سوئیخ دار تلکی سے مردہ کے پیٹ میں داخل کرتے تھے اور پیٹ کو پھاڑے اور آلائش بھالے بغیر سوراخ بند کر دیتے تھے تاکہ وہ گوند باہر نہ نکل سکے۔ پھر بدن کو ستر روز کھاری نمک میں رکھتے تھے پھر اُس سے نکال کر گوند کا پانی باہر نکال دیتے تھے اُس پانی کے ساتھ آلائش بھی حل ہو کر خود خارج ہو جاتی تھی کھاری میں رکھنے کے سبب گوشت گل کر نعش میں سوا پمڑے اور ہڈی کے کچھ باقی نہیں رہتا تھا۔ اس کے بعد جنوٹا کرنے والا بغیر بندش وغیرہ کے میت صاحب میت کو دیتا تھا۔

جنوٹا کی تیسری قسم غربا کے لئے صرف یہ تھی کہ بلع کو بدن کے اندر پہنچا کر نعش کو کھاری نمک میں رکھ دیتے تھے۔

جو نعشیں کہ ان تینوں قسموں میں کسی طرح جنوب کی باقی تھیں مصری اُن کو مومیا کہتے تھے اور ہم مومیائی کی ہونی نعش کہتے ہیں۔

مصر کے قبرستانوں میں سے جو مقبرہ کھودا جاتا ہے اُس میں مومیائی شدہ نعشیں بکثرت ملتی ہیں۔ اکثر سیاح اسی قسم کی ہزاروں نعشیں یورپ لے گئے ہیں اور یورپ کے تمام بڑے بڑے عجائب خانوں میں مومیائی شدہ نعشیں موجود ہیں۔

پیرس کا مشہور عجائب خانہ لوور (Louvre) ان نعشوں کا بہترین ذخیرہ رکھتا ہے اور ان نعشوں کو چو بی خانہ میں لپیٹ کر رکھ دیا ہے جو آئیرس کے مجسموں کے مشابہ ہیں۔

مردوں کی پرستش | قدیم مصریوں کا عقیدہ تھا کہ مُردہ کی مثال یعنی روح بھی ایک زندہ آدمی کے مانند ضروریات رکھتی ہے۔ اور غذا و لباس و مکان کی ضرورت مند

رہتی ہے۔ فقرا مومیائی شدہ جسموں کو ریگ میں دفن کر دینے پر قناعت کرتے تھے لیکن اُمرا اُس کے لئے مکان بنواتے تھے اور اُس کو منزلِ ابدی کہتے تھے۔ یہ مکان ایک

وسیع گھریلم سے کم کمرہ کے مانند ہوتا تھا۔ اول سلسلوں کے بادشاہوں کے زمانہ میں غالباً یہ نعش خانہ ہرم کی صورت کا بنایا جاتا تھا چنانچہ منفیس کے قریب ایک شہر کی صورت

کے برابر ہرم ہیں۔ اُن میں سے بعض ہرم برابر برابر صنف میں بنائے گئے ہیں جیسے گلی میں رہنے کے گھر بنے ہوتے ہیں۔ اور بعض متفرق ہیں۔ بہت بلند ہرام ہیں بادشاہوں

کو اور باقی میں بزرگوں کو دفن کرتے تھے۔ کیوں کہ ایک ہرم کے بنانے میں بہت زیادہ لاگت آتی تھی مقبرہ کے لئے عمارت کے نیچے یا پتھر میں تہ خانہ بناتے تھے اور اُس کے

متقابل میں ایک چھوٹا نماز خانہ جو باہر کی طرف کھلتا تھا۔ جب اس نماز خانہ میں داخل ہونے کو اُس کے آخر میں ایک بڑی سیل نظر آتی تھی جیسے بند دروازہ اکھاڑ کر رکھا ہو۔ اُس کے

نیچے ایک چھوٹی میز ہوتی تھی جس پر نذر نیا ز کے لئے چیزیں رکھتے تھے۔ یہ نماز خانہ مقبرہ کا صرف وہ حصہ ہے جہاں زندہ انسان جاسکتے تھے باقی حصہ مُردہ کے لئے ہوتا تھا اور کسی



قدیم مصری مقبرے

وہاں جا کر مرحوم کے لئے باعثِ زحمت ہونا سزاوار نہیں تھا۔ اسی لئے مقبرہ کا دروازہ نہ بناتے تھے۔ نماز خانہ کی آخری دیوار کی پشت پر ایک والان بہت تنگ و تاریک ہوتا تھا۔ وہاں مردوں کے مجسمے رکھتے تھے۔ اور کبھی ایک مردہ کے لئے بیس سے زیادہ مجسمے ہوتے تھے اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر مومیائی شدہ جسم خراب ہو جائے تو اُس کی جگہ یہ کام دیں۔ مجسمے مردے کی سنگین مورت ہوتے تھے۔ نماز خانہ کے ایک کونے میں ایک کنواں پتھروں کا تراش کر یا پتھر کے تختوں کی چُنائی کا بنایا جاتا تھا جو بارہ پندرہ بلکہ کبھی تیس میٹر تک گہرائی کا ہوتا تھا۔ اور کنویں کی انتہا تک ایک چھوٹا راستہ بنا ہوتا تھا جو اس غارت تک جاتا تھا جو پتھروں کو تراش کر بنایا جاتا تھا۔ وہ مردوں کا اصلی مکان ہوتا تھا اور اُس کے وسط میں ایک بڑا تابوت قرمزی یا سیاہ یا سفید پتھر کا رکھتے تھے اُس میں مردہ ابدی خاموشی کے ساتھ سوتا تھا۔ مقبرہ میں کام کرنے والے میت کو کنویں میں لیجا کر رکھ دیتے تھے اور اُس کے پہلو میں بڑے بڑے برتن پانی سے بھر کر اور خرما اور گیسوں اور گائے کا گوشت رکھ دیتے تھے اُس کے بعد اُس راستہ کو بند کر کے کنویں کو پتھروں کے تختے سے پاٹ کر مٹی سے بند کر دیتے تھے پھر اُس کنویں میں جانا کسی کے لئے ممکن نہ تھا۔ زمانہ حال کے عقلمندوں نے اُن کنویں کو خالی اور صاف کر کے قبروں کو دیکھا ہے

اور انھیں اسی طرح پایا ہے جیسے آج سے چار پانچ ہزار برس پہلے تیار کی گئی تھیں نعشیں اسی طرح محفوظ تھیں یہاں تک کہ بالوں ناخنوں اور دانتوں میں بھی کوئی تغیر نہیں ہوا تھا جیسا کہ پہلے مذکور ہو ا میت کو دفن کرنے کے وقت اُس کے پہلو میں کھانا وغیرہ اس خیال سے رکھ دیتے تھے کہ مردہ کھانے پینے کا محتاج نہ رہے۔ جب نئی غذا میں پہنچانا چاہتے تھے تو چوں کہ مقبرہ میں نہیں جاسکتے تھے اس لئے نیا کھانا نماز خانہ میں رکھتے تھے جس میں میوہ اور چربی بھی ہوتی تھی علاوہ اس کے بخورات بھی جلاتے تھے تاکہ اُن کی خوشبو مردہ تک پہنچ جائے۔ کچھ عرصہ کے بعد مصریوں کا۔ یہ عقیدہ ہو گیا کہ مردوں کے کھانے کے لئے مادی چیزوں کے رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ خداوند سے التجا کرنا چاہیے کہ وہ اُن کو بھوکا نہ رکھے۔ اس لئے اس معاملہ میں یا تو آؤٹس سے جس کا سرگیدڑ کا ہی التجا کرتے تھے یا اُزیریس کی طرف جو اموات کا خداوند ہے رجوع کرتے تھے۔ وہ نماز خانہ کے پتھر کی سل پر یہ عبارت لکھ دیتے تھے :-

”ہم اُزیریس کو سجدہ کرتے ہیں اور التجا کرتے ہیں کہ وہ کھانا مثلاً روٹی عرقیات گائے۔ قاز کا گوشت۔ دودھ۔ شراب۔ لباس۔ عطریات عمدہ اور تمام پاک چیزیں جن کو خداوند خود استعمال کرتا ہے مردہ کی روح کو بھی عطا کرے“

مصریوں کا یہ بھی عقیدہ ہو گیا تھا کہ مردے صرف کھانے کی تصویروں پر قناعت کرتے ہیں مثلاً اگر اُن کے لئے روٹی کی شکل بنا دی جائے تو کافی ہے اس لئے نماز خانہ کی دیواریں نقاشی سے معمور ہو گئیں وہ جس چیز کو مردہ تک پہنچانا چاہتے تھے اُس کو مکان کی دیواروں پر نقش کر دیتے تھے۔ جو تصویریں وہاں بنی ہوئی ہیں اُن میں کسانوں کی تصویریں بھی ہیں جو زمین کو جوت اور بوریس ہیں فصل کاٹ رہے ہیں کھلیانوں سے لہکے اٹھ رہے ہیں۔ درزی کی پڑ اور موچی جوتے سے رہے ہیں اسی طرح اور پیشہ ور بڑھئی مہار اور ناپنے گانے والے اور بازیگروں کی بھی تصویریں ہیں علاوہ اس کے مردہ کی

سب حالتوں کی تصویریں بھی مقبروں میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً وہ اپنی بیوی کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہے یا جنگل میں شکار کر رہا ہے یا ان جھیلوں کے کنارے پھیلوں کے شکار میں مصروف ہے جن میں پاپیرس گھاس اُگی ہوئی ہے۔

مقررہ ایام میں میت کے پس ماندے نمازخانہ میں جمع ہوتے تھے اور کھانا کھاتے تھے ان کا اعتقاد تھا کہ مردہ بھی کھانے میں شریک ہوتا ہے۔ اس موقع پر کسی جانور کی قربانی بھی کرتے تھے اور اس کی چربی جلاتے تھے۔

قدیم مصری مردے کو دیوتا کی طرح تصور کرتے تھے اور وارثوں کا یہ فرض تھا کہ میت کی پرستش منقطع نہونے دیں اور جس طرح اُزیریس کی عبادت کرتے ہیں اسی طرح مردے کی پرستش کریں۔ شاہی مردوں کے لئے مخصوص کاہن رکھے جاتے تھے جو نمازخانہ کی حفاظت اور عرس کے دنوں کا اہتمام کرنے پر مامور ہوتے تھے۔ مثلاً رامسس دوم جس نے اپنے باپ کے لئے آمیدس میں ایک معبد بنایا تھا اس معبد کے کتبہ میں لکھا ہے :-

دُنیا میں سب سے اچھی چیز دیکھنے اور سُننے کے لئے وہ بیٹا ہے جو اپنے سینہ میں احسان مند دل رکھتا ہو۔ میرا دل مجھ کو مجبور کرتا ہے کہ میں دنیا میں جو اچھا کام دیکھوں وہ اپنے باپ کے لئے کروں۔ اسے میرے باپ بیدار ہو اور اپنا سر آسمان کی طرف بلند کر۔ اے میرے باپ تو خداوند کے مانند ہے اور یہ میں ہوں جس نے تیرے نام کو زندہ رکھا ہے میں تیرا محافظ ہوں میں نے تیرے اور تیری روزانہ عبادت کے لئے ایک بڑی رقم مخصوص کر دی ہے۔ میں تیرے لئے کاہنوں کو اجرت دیتا ہوں کہ وہ مقدس پانی تیری خاک پر چھڑکیں۔ میں نے تیرے لئے جنوبی اطلال کو وقف کر دیا ہے تاکہ اس کا محاصل تیرے معبد کی خدمت میں صرف کیا جائے۔

مردوں کا حساب کتاب | مدت تک مصریوں کا یہ عقیدہ رہا کہ مردے کی رُوح

اُسی مقبرے میں رہتی ہے جس میں اُس کا جسم چھوڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن ایک زمانہ میں وہ اس عقیدے سے پھر گئے اور کہنے لگے کہ تمام روہیں زمین کے نیچے اُس مقام پر جمع ہوتی ہیں جہاں آفتاب جاتا ہے اور زمین کے نیچے سلطنت کا نام مملکتِ غرب رکھا تھا۔ وہاں اُزیریں سلطنت کرتا تھا وہ روحوں کو اُن کے اعمال کی پُرسش اور حساب کتاب ہونے کے بعد قبول کرتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ روح جب بدن سے نکلتی ہے تو اندھیرے دالانوں میں داخل ہوتی ہے پھر ایک کشتی پر زمین کے نیچے دریا میں سیر کرتی ہے اور اُس دریا کو عبور کرنے میں میب اور خوفناک شیطانوں کو دیکھتی ہے جو چاہتے ہیں کہ اُسے ٹکڑے کر ڈالیں لیکن اموات کے خداوند مثلاً آنوبیس اور توت اُس کی مدد کرتے ہیں اور اُس کی رہبری کر کے اُس کو حساب کتاب کے مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ وہاں اُزیریں قاضی کی طرح بیٹھا ہوتا ہے اور اُس کے بیابیس نائب ہوتے ہیں۔ جو روہوں کے پہنچنے کے بعد اُس کی تحقیقات کرتے ہیں کہ مر رہے بیابیس کبیرہ گناہوں میں سے کسی کا مرتکب تو نہیں ہوا ہے اور اُس کے اعمال کو عدالت کی ترازو میں تولتے ہیں اور اُس کے وزن کے موافق عذاب یا ثواب پہنچاتے ہیں جو روح عذاب کی مستحق ہوتی ہے اُسے ایک خوفناک جگہ میں پہنچاتے ہیں اُسے کو بڑے لگائے جاتے ہیں اور عذاب میں مبتلا ہوتی ہے ساتھ ہی پتھر اُس کو کاٹتے ہیں یہاں تک کہ آخر کار فنا ہو جاتی ہے۔

لیکن جو روح پاک ہوتی ہے اُس کو امتحان کے بعد کلنگ یافتن وغیرہ کی کوئی شکل اختیار کرنا پڑتی ہے۔ ایسی روح اُن شیاطین سے بچاؤ کر جو گھڑیاں اور سانپ کی شکل اختیار کر لیتے ہوئے ہیں آخر کار خداؤں میں مقبول ہوتی ہے پھر وہ ہمیشہ گولر کے درختوں کے سایہ میں اور اُس ہوا میں جسے شمالی نسیم ٹھنڈا کر دیتی ہے خوشی سے رہتی اور اُزیریں کے دسترخوان پر بیٹھی ہے اور وہ کھانے پینے کی چیزیں اُس خداوند کے لئے تیار کرتی ہے کھاتی ہے اور عمدہ عمدہ عطر منگوتی ہے۔

مصری چاہتے تھے کہ جب روحیں حساب کتاب کے لئے جائیں تو ازیریس کی پیشی میں اپنے کو بری الذمہ ثابت کر سکیں اس لئے ایک چھوٹی سی کتاب موسوم بہ کتاب اموات ثابت کے اندر مومیائی شدہ جسم کے پہلو میں رکھ دیتے تھے اور جو جواب ازیریس اور اس کے نائبوں کو دینا چاہیے اس میں لکھے ہوتے تھے مثلاً ازیریس سے پہلے یوں خطاب کرنا چاہئے۔
سلام ہو تجھ پر اے سچائی اور عدالت کے خداوند اے میرے مختار میں تیرے پاس آیا ہوں تاکہ تیرے کاموں کو دیکھوں تیرا نام اور تیرے بیالیں ہمہ ای خداوندوں کے نام میں جانتا ہوں۔

پھر اس کو اپنی بیگناہی کے ثبوت میں یہ کہنا چاہئے۔

میں کسی مکاری کا مرتکب نہیں ہوا میں نے کسی کو دھوکہ نہیں دیا میں نے کسی بیوہ عورت کو نہیں ستایا۔ کسی محکمہ میں جھوٹ نہیں بولا جو فریض میرے ذمہ تھے میں نے ان کے ادا کرنے میں کاہلی نہیں کی کسی ایسی چیز کے قریب نہیں گیا جس کو خداوندوں نے برا سمجھا ہو۔ کسی آدمی کو قتل نہیں کیا۔ بے ایمانی سے کسی کو قتل نہیں کرایا۔ معبدوں کا کھانا اور خداوندوں کی نذر نیا ز کو نہیں چھوڑا۔ مردوں کے کھانے اور پانی کو نہیں اٹھایا انج وغیرہ تاپنے میں کمی نہیں کی کسی کی زمیں بے ایمانی سے نہیں لی۔ وزن سے کم نہیں بچا۔ شکار گاہ میں وقف شدہ جانوروں کو نہیں ستایا خدا کی پرندوں کو جال میں نہیں پکڑا۔ تبرک مچھلیوں کو شکار نہیں کیا کسی نمر کو خراب نہیں کیا نہ اُسے کا ٹاٹا کسی خداوند کے جلوس کے آگے جانے میں میں مانع نہیں ہوا۔ میں پاک ہوں۔ میں پاک ہوں۔ میں پاک ہوں۔“

روح کو چاہئے کہ بیالیں قاضیوں کے سامنے جو ازیریس کے مددگار ہیں اسی عبارت کی تکرار کرے اس کے بعد اپنے اچھے اعمال گنٹے اور نیک کاموں سے اپنی محبت ظاہر کر کے خداوند کو خوش کرے۔ مثلاً کہ:-

”میں نے بھوکوں کو روٹی دی ہے۔ پیاسوں کو پانی دیا ہے۔ ننگوں کو کپڑے پہنائے ہیں۔ عاجزوں کو سفر میں کشتی عنایت کی ہے خداوندوں کی راہ میں قربانی کی ہے اور مردوں کو مرنے کے بعد خوراک پہنچائی ہے۔ اے قاضیو مجھ کو نجات دو اور خداوند کے سامنے میری بُرائی مُت کر دو۔ کیوں کہ میرا مُنہ پاک ہے اور دلوں ہاتھ بھی پاک ہیں۔“

دسویں سلسلہ کے بادشاہوں کے بعد کوئی قبر اس سلطنت میں ایسی نہیں ہے کہ اس کتاب کا ایک نسخہ اُس میں نہ ہو۔ مصری اس کتاب کی بعض عبارتوں کو مقبرے کی دیواروں پر مجسموں کے مُنہ پر تابوتوں پر بلکہ خود مومیائی شدہ نعشوں کے مُنہ پر بھی لکھ دیتے تھے۔

پانچویں فصل

مصریوں کے قدیم آثار

مصری معماری | مصر کے بادشاہ اپنی یادگار کے لئے عمارتیں زیادہ بناتے تھے بڑی عمارتیں اور خاص کر زیارت گاہیں اور اپنے مقبرے بنانا اپنا فخر سمجھتے تھے اور چوں کہ عمدہ عمدہ ہنروں کے مالک و واقف اور اچھے کاریگر تھے اس لئے اپنے ان مقاصد میں کامیاب ہوتے تھے۔ جب کوئی فرعون کسی عمارت کو بنانا چاہتا تھا تو اپنے معماروں کو پتھر لانے کے لئے پہاڑوں کے اُن سلسلوں میں بھیجتا تھا جو نیل کے کنارے واقع ہیں دیواریں بنانے میں نے کے پتھر زیادہ پتھر جو ریت بننے سے کام میں لاتے تھے کیوں کہ اُن کا اُنسا آسان ہوتا ہے لیکن بڑے بڑے مجسموں اور تابوتوں اور میلوں کے میناروں کے لئے جن کو مصری

مسکے ہیں قرمزی یا نیلے رنگ کے پتھر کی سلیں ان پہاڑوں سے لاتے تھے جو آبشار
 بیان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ بڑے پتھروں کو پہلے دریائے نیل کے
 کنارے لاتے تھے اور جب دریا کا پانی طغیانی سے پہاڑوں تک پہنچتا تھا تو ان پتھروں کو
 کشتی کے ذریعہ سے اُس جگہ تک پہنچاتے تھے جو جائے عمارت کے نزدیک تر ہو۔ وہاں خشکی پر
 وہ پتھر جمع کرتے تھے پھر ان کو ٹھیلوں پر لادتے تھے جن کو آدمیوں کا ایک دستہ رسیوں
 سے باندھ کر کھینچتا تھا۔ اور ان ٹھیلوں کے راستہ میں روغن لے ہوئے (چکنے) تنجے بچھائے
 جاتے تھے۔ ان ٹھیلوں کو عام رعایا کے لوگ یا جنگی قیدی کسی کسی سو کی تعداد میں مل کر کھینچتے
 تھے اور کسی آدمی ڈنڈے لے اُن کے سر پر ہتے تھے تاکہ وہ ٹھیلوں کے کھینچنے میں
 سستی نہ کر سکیں۔

اہرام کی طرح قدیم عمارتوں میں پتھر نہایت صفائی کے ساتھ کاٹے جاتے تھے اور ان کے
 جوڑاں طرح ملائے جاتے تھے کہ بغیر چوڑے یا مٹی کے بہت مضبوط رہتے تھے۔ پتھر کی سطح پر
 اتنا درجہ کی سیٹل کیجاتی تھی۔ برعکس اس کے طب کے تمام عمارتوں کی چھوٹی ایک قسم کی مٹی
 سے کیجاتی تھی۔ اور اُس مٹی میں مختلف رنگوں سے نقش و نگار بنائے جاتے تھے۔ چونکہ پتھر
 اُس مٹی سے بالکل چھپا دئے جاتے تھے اس لئے صیقل کی کوئی ضرورت نہیں رہتی تھی۔
 چونکہ مصری یہ چاہتے تھے کہ ایسی عمارت بنائیں جو ہمیشہ قائم رہے اس لئے عمارت کی مضبوطی
 میں جن چیزوں سے کمی آنے کا احتمال تھا ان سے بچتے تھے۔ مثلاً وہ طاق بنا سکتے تھے
 جیسے پرانی مصری عمارتوں میں پائے جاتے ہیں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ طاقوں پر دو
 طرف سے دباؤ پڑتا ہے اور اس سے عمارت کے استحکام میں خلل پڑتا ہے تو انہوں نے
 طاق بنانا ترک کر دیا بلکہ دیواروں اور ستونوں پر پتھر کے تختے افقی سمت میں رکھنے لگے
 طب کے کھنڈر | تمام مصریہ عمارتوں سے پرتسا۔ اور تمام دیگر شہروں میں بھی اس
 قسم کی عمارتیں تھیں۔ لیکن مصر غلی میں رفتہ رفتہ سب تباہ ہو گئیں اور اہرام کے سوا کوئی چیز

باقی نہ رہی برعکس اس کے طب کی یادگاریں اب تک محفوظ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کی آبادی ایک زمانہ میں بالکل خالی اور ویراں ہو گئی تھی۔ جب عیسائی راہب وہاں پہنچے تو انہوں نے وہیں رہنا اختیار کیا۔ اس کے بعد مصری فلاح آئے اور انہوں نے معبدوں میں چھوٹے چھوٹے مکان بنائے۔

شہر طب کے موقعہ پر دو عمارتیں پائی جاتی ہیں ایک کو کرنک (Karnak) اور دوسری کو الا قصر (Aghosor) کہتے ہیں۔ یہ دونوں نیل کے داسنے ساحل پر ایک دوسرے سے آدھ گھنٹہ کی راہ کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ یہ دونوں ایک باغ کے ذریعہ سے جس کا طول دو ہزار گز کا ہے باہم متصل ہو گئی ہیں۔ باغ مذکورہ میں پتھر کی پیٹوں کا فرش ہے اور دونوں کناروں پر دو صفوں میں بڑے بڑے ابوالہول بنے ہوئے ہیں جن کا سر بارہ سینٹے کا ہے۔

دریائے نیل کے بائیں ساحل پر ایک قبرستان تھا اور یہاں سے کوہ لیبی کو مقبروں تک جانے کا راستہ تھا۔ یہ مقبرے پہاڑ کی چٹانیں کھود کر بنائے گئے تھے کھنڈر ہنوز باقی ہیں ان میں سے ایک سٹی کا معبد ہے جس کو اس بادشاہ نے اپنے باپ کی یادگاریں بنانا شروع کیا تھا۔ اس نے اسے مکمل کیا یہ معبد اب رامسوم (Ramessor) کے نام سے مشہور ہے۔

رامسوم کی دیواریں گلکاریوں اور تصویروں سے پُر ہیں جن سے اس کی فتوحات ظاہر ہوتے ہیں رامسوم کے احاطہ میں اس کا مجسمہ نشست کی حالت میں بنا ہوا تھا اس کی سترہ میٹر کی بلندی تھی۔ اس سے ایک ہزار گز کے فاصلہ پر شہر ابو کے نشانات ہیں جن میں تین بڑے معبدوں کے کھنڈر پائے جاتے ہیں۔

۱۸۹۹ء میں جب فرانسیسی فوج کی لین ڈوڈی شہر طب کے کھنڈر کے قریب پہنچی تو سپاہی تھکن پائیں اور گرمی سے بجاں ہو رہے تھے لیکن جب ان کی نظر ان با عظمت عمارتوں پر پڑی

پر پڑی تو سب تکلیفیں بھول گئے اُس وقت سے ہزاروں ستیاہوں نے ان کھنڈروں کی
سیر کی اور سب پر وہی اثر ہوا جس چیز کا اثر آدمی پر سب سے زیادہ پڑتا ہے وہ موضع کرنک
کاستون دار محل جس کا سو گز طول اور پچاس گز عرض ہے۔

ایک فرانسیسی سیاح لکھتا ہے۔

”مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں کرنک کے شاندار محل کا کچھ وصف بیاں کروں۔ اگرچہ
جو تفصیل میں بیان کروں گا اُس کی وجہ سے لوگ مجھے دیوانہ سمجھیں گے۔ اگر تم



شرط ہیں مسجد کرنک کے کھنڈر

محل کا تصور کرنا چاہتے ہو تو برجوں اور ستونوں کا ایک جنگل فرض کر دستوں تعداد میں ایک سو چونتیس ہیں۔ سب سے زیادہ اونچے ستون کی بلندی ۲۲ گز ہے اور ہر ستون پر چستہ تصویروں اور ہیرا کلینی خطوط سے بھرا ہوا ہے۔ ستونوں کے سرے کا محیط ۲۱ گز ہے بس یہی کزنک کا محل ہے۔ اور وہ اسی حالت پر اب سے تین ہزار سال پہلے تھا۔ زلزلہ سے فقط بار ستون اور ایک بڑا برج مہدم ہو گیا ہے جو ایک گزے ہوئے پہاڑ کی طرح معلوم ہوتا ہے لیکن ایک سو چونتیس ستون ابھی اسی طرح کھڑے ہوئے ہیں۔“

مصر کے معبد کی تعریف | مصری اپنے معبد کو خدا کا گھر سمجھتے تھے۔ اور اُس کے لئے

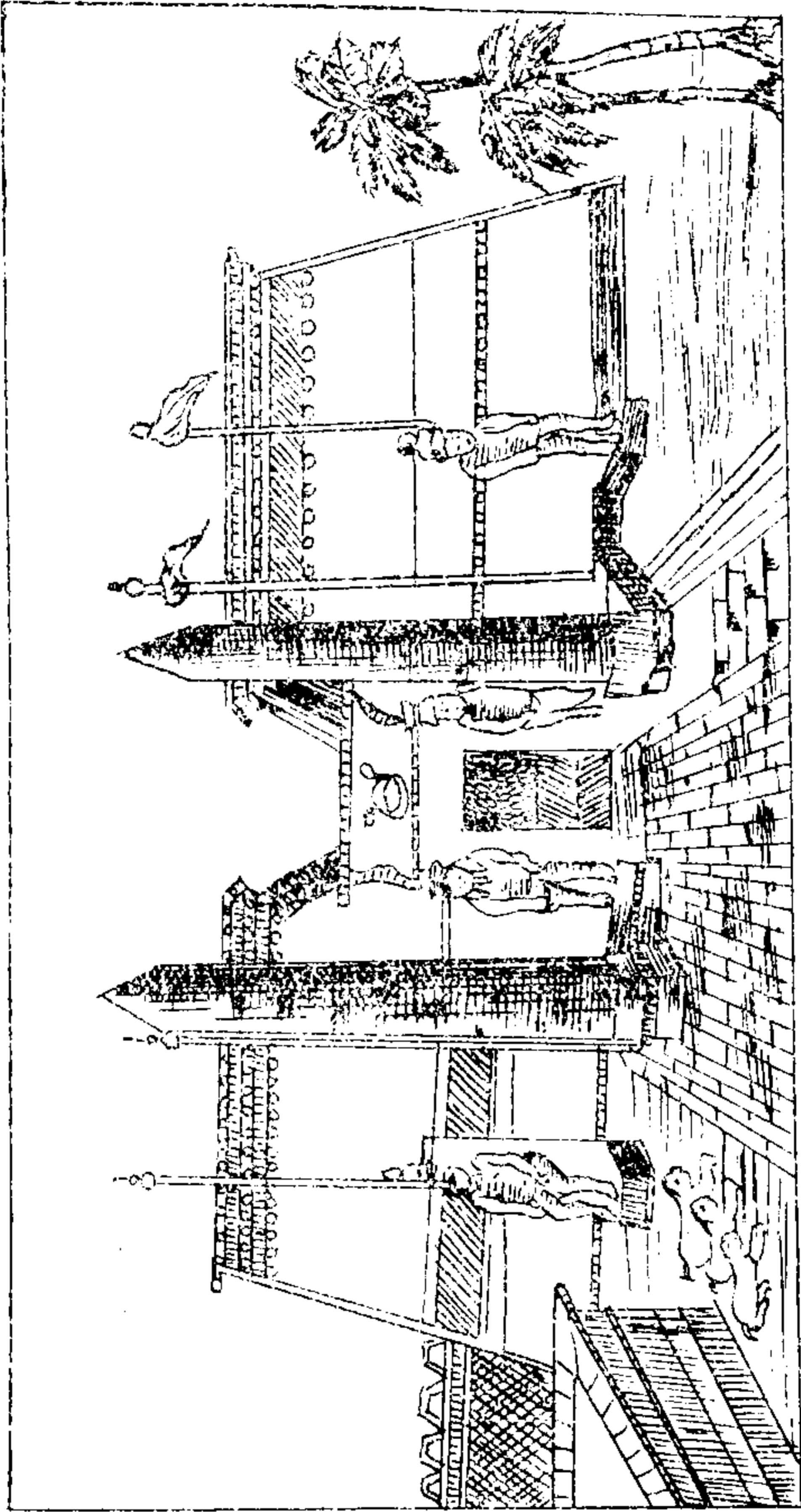
یہ ضروری تھا کہ وہ ناپاک آدمیوں اور چوروں سے محفوظ رہے۔ اس لئے معبد کے گرد ایک مربع احاطہ بناتے تھے جس کی دیواریں بہت اونچی اور چوڑی اینٹوں کی بنائی جاتی تھیں معبد کی دیوار کے پہلو میں غلہ میوہ اور گھی اور پانی رکھنے کے گودا م بناتے تھے۔ دیوتاؤں اور کاہنوں کا کھانا پکانے کے لئے نانبائیوں کی دوکانیں بھی بنائی جاتی تھیں بتوں کے جواہر و لباس اور عطر و خوشبو رکھنے کے لئے حجرے بنے ہوئے تھے۔ اور ان عمارتوں کے پہلو میں کاہنوں خادموں پجاریوں اور ان کے اہل و عیال کے مکانات ہوتے تھے جب ان مکانوں کے جھرمٹ سے جن کا ایک محلہ بنا ہوا تھا گزرتے تھے تو پتھر کے فرش کا ایک باغیچہ ملتا تھا جس کے دونوں طرف ابوالہولوں کی ایک ایک صف نصب ہوتی تھی۔ یہ بڑے بڑے مجسمے ہوتے ہوئے شیروں کی شکل کے ہوتے تھے جن کا سر کبھی انسان کے سر کے مانند اور کبھی مینڈھے کے سر کے مانند ہوتا تھا۔ پھر یہ باغیچہ ایک دوسرے احاطہ پر ختم ہوتا تھا جو دروازے کے سامنے ہوتا تھا اس دروازہ کے کناروں پر ناقص مخروط کی شکل کے دو بڑے برج کبتوں اور تصویروں سے بھرے ہوئے بنے ہوتے تھے (معبد کزنک میں اسی طرح کے دو برج پائے جاتے ہیں جن کی بلندی چولہائیس میٹر اور چوڑائی ایک سو تیرہ میٹر اور قطر پندرہ میٹر ہے) ان برجوں کو یونانی زبان میں پلین (Pylone)

کتے ہیں۔ پیلن کے سامنے دو اونچے منے سنگ سماق کے نظر آتے تھے جو کبتوں سے بھرے ہوئے تھے مسلوں کی اونچائی بیس سے تیس گز تک تھی۔ یہ ایک ڈال پتھر کی چٹان سے تراشے گئے تھے اور ایک ایک پایہ پر قائم کئے گئے تھے اوپر کے حصہ کو تانبہ کے ایک سرپوش سے منڈھ دیا تھا جس پر سونے کا ملمع تھا اور وہ دھوپ میں خوب چمکتا تھا (چند سال قبل معبد الاقصر کے ایک مسلہ کو جو بین گز سے زیادہ اونچا تھا پیرس میں لہجا کر ایک بڑے میدان میں نصب کیا ہی)



مسلة الاقصر

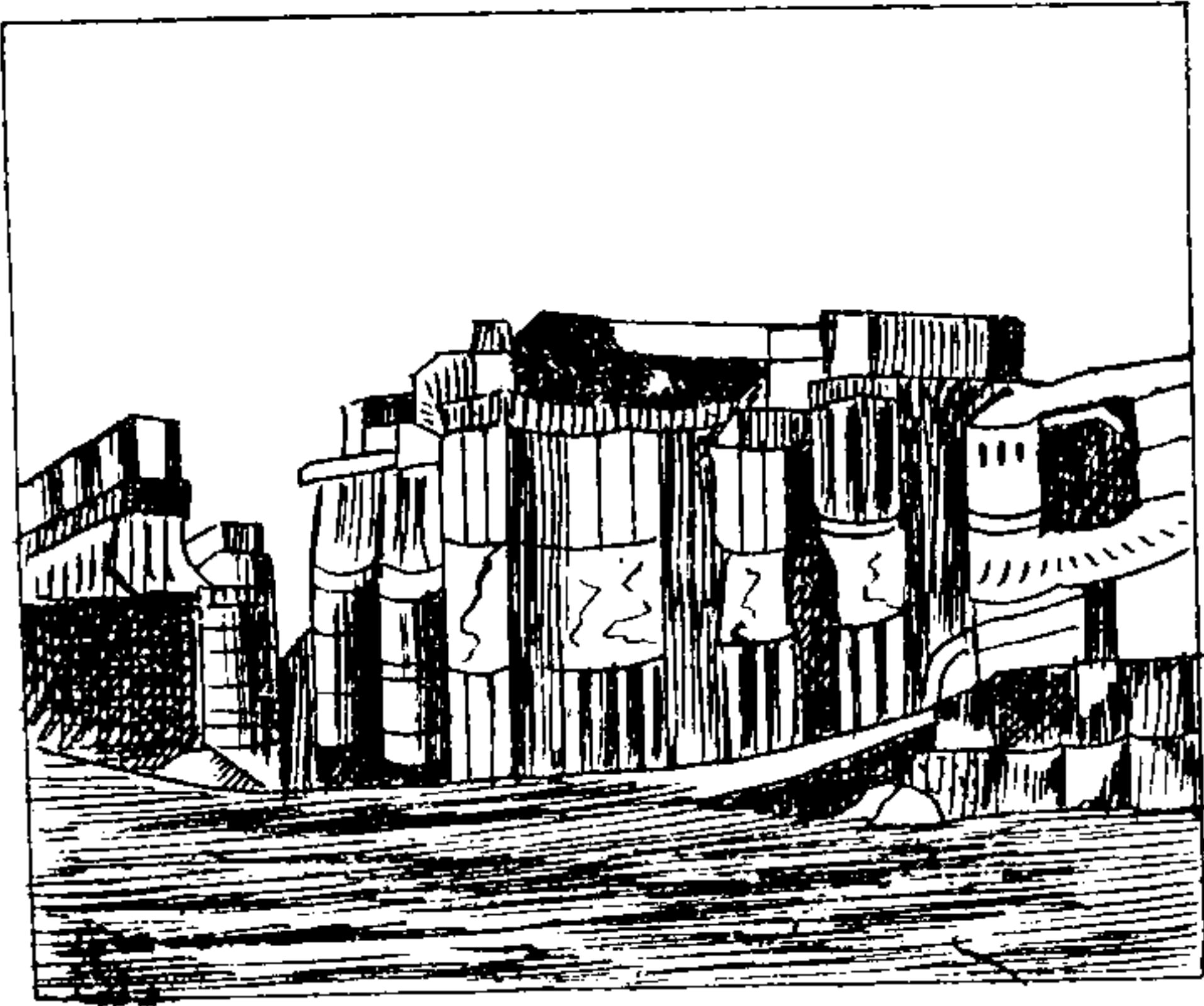
معد کے دروازے کے دونوں طرف دو پتھر کے بیٹھے ہوئے آدمیوں کے بڑے
مجھے دکھائی دیتے تھے یہ مجھے اُس عمارت کے بنائے والے بادشاہ کی شکل ظاہر کرتے تھے



معد الاقصیٰ کا دروازہ

دروازہ سے گزر کر ایک احاطہ ملتا تھا جس میں تھوڑے دن کاہن اور ان کے متعلقین جمع
ہوتے تھے اُس احاطہ کے آخر میں ایک قیمتی لکڑی کا دروازہ ملتا تھا جس پر سونے کا کام تھا

اور یہی معبد کا اصلی دروازہ تھا۔ اس کے اندر جانے سے پہلے ایک کمرہ ملتا تھا جس کی چھت بڑے بڑے ستونوں پر قائم تھی۔ یہ ستون بالکل نقاشی اور مصوری سے چھپے ہوئے تھے اور ان کے سرے لولوس کے پھول یا برگ خرمہ کے مانند تھے جن کے اوپر سے کسی وقت روشنی کرے میں پہنچتی تھی۔



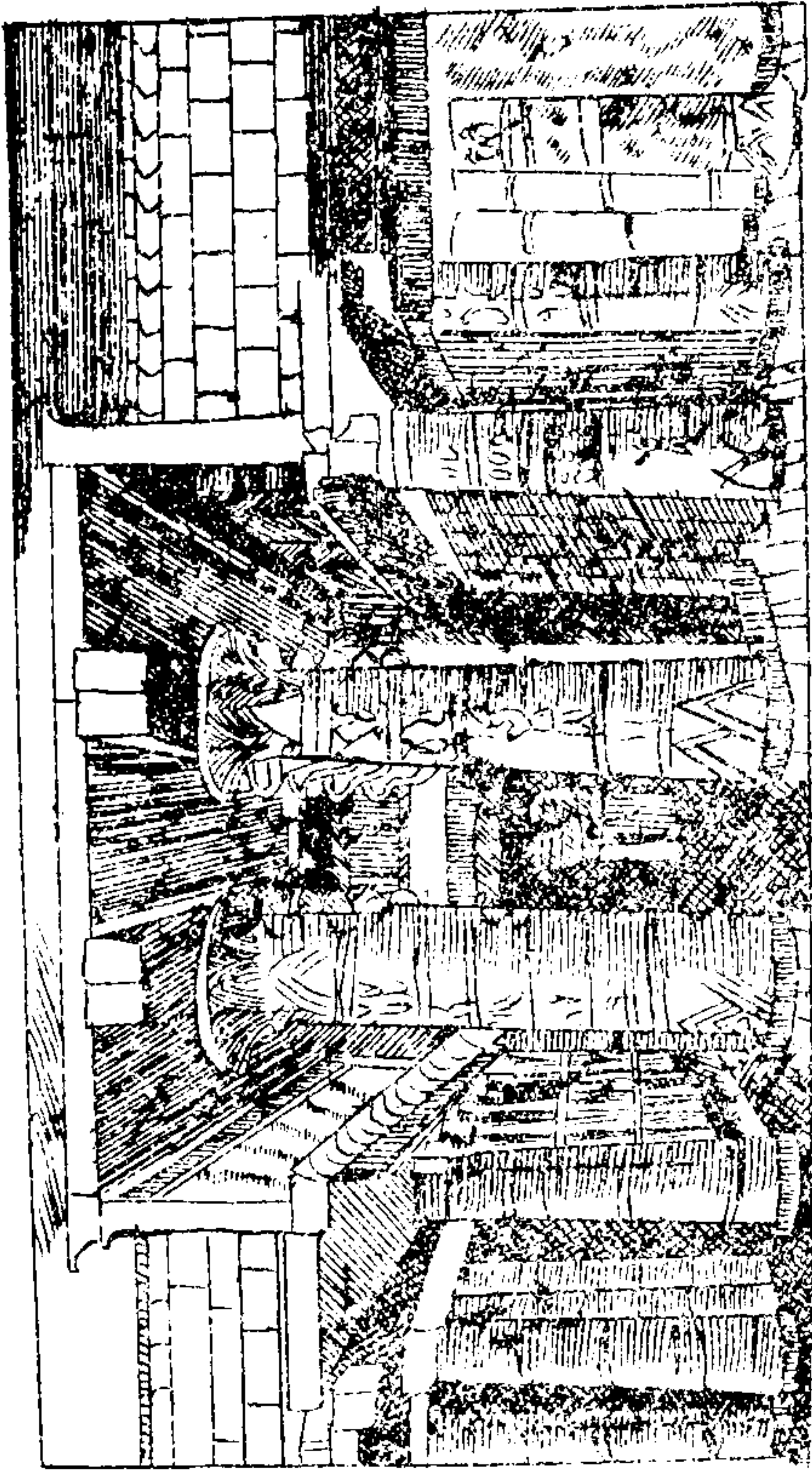
معبد الاقصیٰ میں تختے کے ستون

مصر کے لوگ وہاں چڑھاوے چڑھاتے تھے اور قربانیاں کرتے تھے۔ کاہن اُس مکان میں جمع ہوتے تھے اور بعض معتقدین کو بھی وہاں جانے کی اجازت مل جاتی تھی تاکہ اُس بُت کی نکلنے وقت زیارت کر سکیں جس کو وہ خدا سمجھتے تھے۔ اُس بُت کو ایک صندوق میں رکھتے تھے جو کشتی کے مانند بنایا جاتا تھا۔ اور جسے کاہن اپنے کاندھوں پر اٹھا کر حرم کے باہر لاتے تھے اس ہال کے آخر میں ایک وہلیز تھی جس کے آگے خاص کمرہ یا خلوت گاہ راز تھی اور یہی حقیقی حرم تھا بعض کاہن وہاں جانے کا حق رکھتے تھے اور وہ کمرہ بہت چھوٹا اور بندھی میں بھی بڑے

کمرے سے کم تھا وہاں بالکل اندھیرا رہتا تھا اور ایک لکڑی کی کشتی میں جس پر سلائی کام کیا گیا تھا یا ننگ سماق کے چھوٹے سے نماز خانہ میں دیوتا کا بت استراحت میں مصروف ہوتا تھا۔ آخر میں اس کمرہ کے پہلو یا عقب میں اور چھوٹے چھوٹے تاریک کمرے تھے جن میں معبد کا خزانہ یا عبادت کے متعلق ایشیا رکھی جاتی تھیں۔

معبد میں داخل ہونے سے آخر تک ہر کمرہ کی کرسی گزشتہ کمرہ سے بلند بناتی تھی اس لئے کل معبد کی سیر میں ہمیشہ بلندی پر چڑھنا ہوتا تھا معبد کی چھتیں پٹی ہوئی تھیں بسبب یواریں اور ستون کبتوں نقاشیوں اور نشانات سے بھرے ہوتے تھے۔ جن میں قرمز یا آبی یا طلائی رنگ سے کام لیا گیا تھا۔ بڑے کمرہ میں زمین پر بھی نقاشی کی گئی تھی اس پر گھانسون پھولوں اور حیوانات اور ایسے اشخاص کی شکلیں بنائی گئی تھیں جو چڑھاوے کی چیزیں لیتے ہیں۔ اور دیواروں سے آسمان کی فضا ظاہر ہوتی تھی۔ خداوند کی شکلیں حرکت یا سکون کی حالت میں نظر آتی تھیں۔ چھت میں ستارے بنائے گئے تھے جن کے درمیان بڑے بڑے کرگس کی شکلیں بنی ہوئی تھیں جو اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے تھے۔

زمین کے نیچے معبد اور مقبرے | مصر کے قدیم مقبرے اہرام کی طرح زمین کے اوپر بنائے گئے ہیں لیکن بارہویں سلسلہ شاہی سے زمین کے نیچے مقبرے تیار ہونے کی ابتدا ہوئی جو پتھروں کی چٹانیں کھود کر بنائے جاتے تھے۔ زمین کے نیچے کے قدیم ترین مقبرے موضع نبی حسن کے مقابر ہیں۔ یہ مقبرے گویا غار ہیں جو وسط پہاڑ میں تراشے گئے ہیں ان میں جانے کے لئے ایک چھتہ کے درمیان سے گزرنا پڑتا ہے جو ستونوں پر واقع ہے اور ہر ستون کا سر سفید پتھر سے تراشا گیا ہے ان مقبروں میں صرف ایک کمرہ اور ایک گراٹا چھتہ ہے جس میں مردہ کا جسم رکھا جاتا تھا اس کی دیواریں نقاشی اور تصاویر سے بھری ہوئی ہیں۔ جن سے اس زمانہ کا تمدن اور روزمرہ کے واقعات زندگی معلوم ہوتے ہیں۔ پہلے پہل جب یہ کمرے کھولے گئے تو ان کی نقاشی تازہ تھی لیکن جب



معدن کا دور

سیاحوں سے زمشعل کے کروہاں جاہا شروء کیا تو وہ سوئیں سے کالی ہو گئی بہت سے زیر زمینی
مقابر شہر طلب کے مغربی جانب کے پہاڑوں میں اٹھارہ سو برس پہلے شاہی میں بنائے گئے ہیں
اور تقریباً ایک فوٹنگ پہاڑ میں اوپر سے نیچے تک سو ران کے ہیں۔ کہیں کہیں صرف

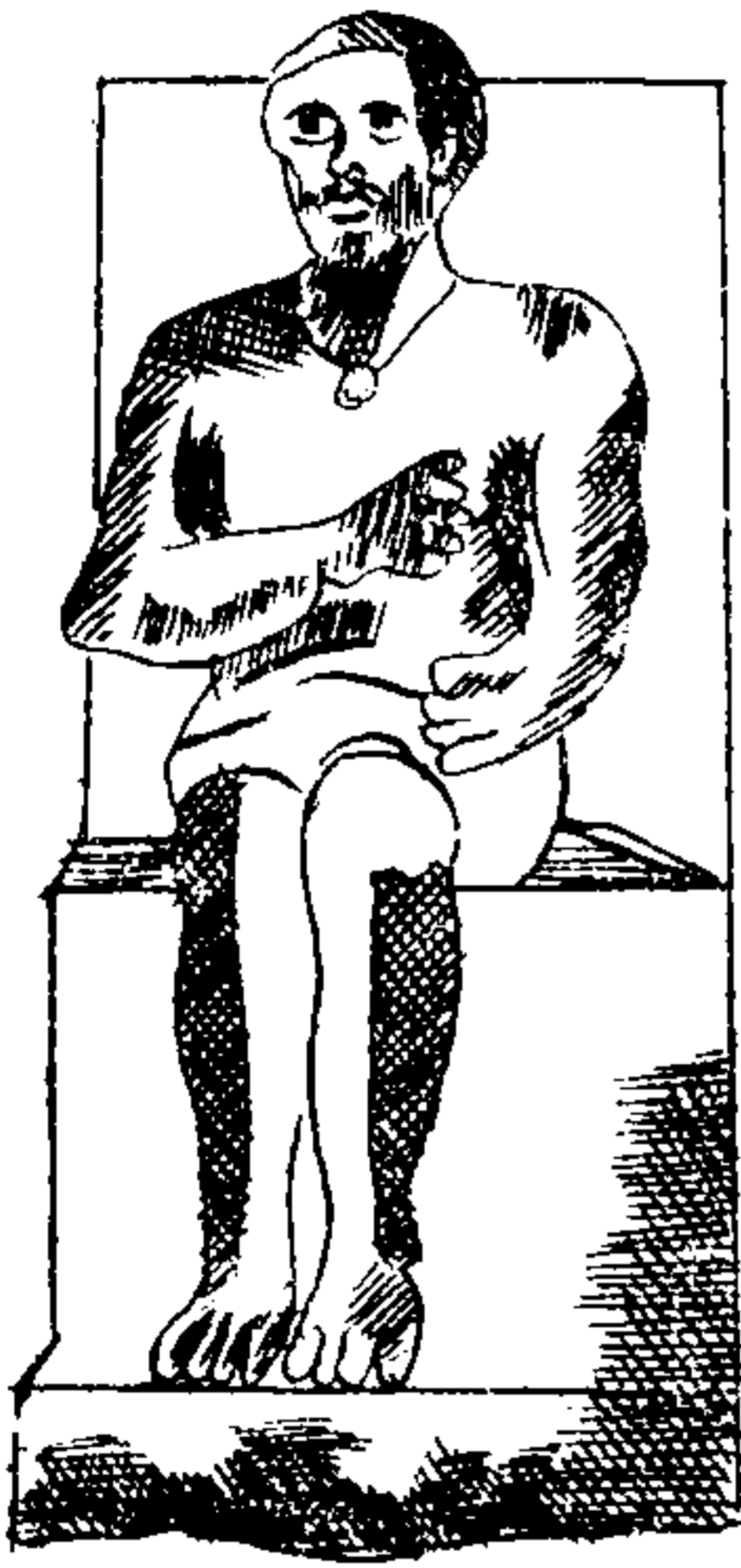
سوگڑ کی بلندی تک پہاڑ کھودا گیا ہے۔ اس موقع پر کمرے اس قدر تنگ اور گہرے بنائے گئے ہیں کہ یونانیوں نے ان کو ٹونٹیوں سے تشبیہ دی ہے۔ اب تک پچیس قبرستان وہاں معلوم کئے گئے ہیں جن میں بادشاہوں کی قبریں ہیں ان کے علاوہ کئی سو فار اور ہیں جن کا راستہ ابھی معلوم نہیں ہوا۔

زیر زمین قبروں کا دروازہ پتھر سے کانٹا گیا ہے جو غالباً پتھروں اور ریت سے بند کیا گیا ہے تاکہ مردہ کو تکلیف دینے کے لئے کوئی آدمی وہاں نہ جاسکے۔ اصل دالان ڈھالواں ہے جو ۶۰ یا ۸۰ گز تک پہاڑ کے نیچے چلا جاتا ہے (اس سو م کے قبرستان کے دالان کا طول ایک سو پچیس میٹر ہے) اور اس کمرہ میں جا کر مل جاتا ہے جہاں مردہ کا تابوت رکھا گیا ہے اس کمرہ کی دیواریں اور چھت نقاشی اور تصویروں سے مزین ہیں اور یہ تمام کام مشعلوں کی روشنی میں کیا گیا ہے تاکہ سوائے مردہ کی روح کے کوئی دوسرا نہ دیکھ سکے۔

قبر اور تابوت کو آدمیوں اور چوروں سے محفوظ رکھنے کے لئے تمام تدبیریں صرف کر دیتے تھے جس سیاح نے سستی اول کی قبر کو معلوم کیا ہے اس نے پہلے ایک اور دالان پایا جہاں سے وہ دوسرے زیستہ اور دالان میں وہاں سے ایک چھوٹے سے کمرہ میں پہنچا جو ایک چوڑے اور گہرے کنویں سے جا ملا تھا جب سیاح کنویں میں داخل ہو کر نیچے گیا تو وہاں کوئی راستہ نہ ملا۔ لیکن کنویں کے اوپر ایک تیر بنا ہوا تھا اور کنویں کے اس طرف دیواریں جو نقاشی سے بھرپڑی ہوئی تھی ایک سوراخ نظر آیا۔ بعض لوگوں نے اس راز کو کھولا کہ سستی اول کی قبر اسی جگہ ہے۔ وہ اس تیر کے رخ پر چل کر اس سوراخ سے گزرے اس سوراخ سے دوسرے چھوٹے بڑے گروں میں پہنچے کہ ان میں سے بعض بندے تھے۔ آخر کار ایک کمرہ میں پہنچے وہاں سفید سنگ مرمر کا تابوت رکھا تھا۔ شاہ یہ تابوت بھی بادشاہ کا نہ تھا اس کمرہ کی زمین نیچے سے خالی معلوم ہوتی تھی جب اس میں سوراخ کیا تو ایک زینہ ملا جو ایک دالان میں جاتا تھا اور وہ دالان بہت گہرا تھا۔ اس

راستہ سے چالیں گزائے نہ جاسکے کیوں کہ راستہ کسی خرابی کی وجہ سے مسدود ہو گیا تھا۔
 طب کے بادشاہوں نے زمین کے نیچے معابد بھی بنائے ہیں اور وہ عمارتیں کھنڈ
 نیل کے کنارے ہیں۔ آبشاروں کے بالائی حصہ ملک میں جس کو ایٹوپنی یعنی توبہ کہتے ہیں سب سے
 بڑا معبد ۸ گز بلند ہے اس میں دو معبد بہت زیادہ مشہور ہیں جو موضع ایسا مبول
 (Psambol) (ابوسمبل) میں راس دوم کے زمانہ سلطنت میں تیار ہوئے
 ہیں۔ ان کی تعمیر زمین کے اوپر کے معابد سے مشابہ ہے لیکن بجائے اس کے کہ وہ پتھر سے
 بنائے جائیں پتھر تراش کر تیار کئے گئے ہیں اور ان کا جلوخانہ بھی پتھر کا تراشا گیا ہے
 اس کا دروازہ دریائے نیل کے اوپر کھلتا ہے۔ چھوٹے معبد کا جلوخانہ چھ استادہ مجسموں
 مرکب ہے جن کی بلندی دس گز ہے۔ ان میں سے چار مجسمے راس کے اور دو اس کی
 بیوی کے ہیں۔ اور بڑے معبد کا جلوخانہ چار مجسمے ہوئے مجسموں سے مرکب ہے اور یہ چاروں
 مجسمے راس کے ہیں جن کی بلندی بیس گز ہے ان کے اوپر بائیں بیٹھے ہوئے بندرہا
 کی ایک صف ہے جن کی بلندی ۲۱ گز ہے بڑے معبد کا اندرونی حصہ دروازہ سے
 لگا کے کمرہ کے آخری سرے تک پچاس گز ہے۔ سب سے پہلا کمرہ جو سب سے بڑا ہے سترہ گز
 لمبا اور پندرہ گز چوڑا ہے اور دونوں طرف کی دیواروں میں آٹھ مجسمے دس دس گز اونچے
 ترشے ہوئے ہیں۔ اور کمرہ کا تمام اندرونی حصہ کبتوں اور تصویروں سے چھپا ہوا ہے۔
قدیم سلطنت کے مجسمے | مصر میں سنگ تراش اور مجسمہ تراشنے والے اپنے
 فن میں بڑے ماہر گزرے ہیں۔ ہم ان کے نام نہیں جانتے لیکن ان کی بنائی ہوئی چیزوں
 سے ان کے کام کی اہمیت معلوم کر سکتے ہیں۔ شہر نفیس کے گرد بہت سے مجسمے مقبروں
 میں پتھر اور لکڑی کے پائے جاتے ہیں جن کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ وہ تصویروں اور
 مور میں ان مردوں کی ہیں جو ان قبروں میں دفن ہیں سب سے قدیم پتھر کا بت سیائی
 (Sepa) کاہن اور اس کی بیوی نزا (Neza) کاہن ان مجسموں کے متعلق

خیال ہوتا ہے کہ تیسرے سلسلہ کی سلطنت کے آغاز میں بنائے گئے ہیں کیوں کہ وہ کسی قدر بھتے ترشے ہوئے ہیں لیکن راہوٹپ (*Rahotep*) سردار فوج اور نفرت (*Nefert*) جو اس سردار کی بیوی یا بہن تھی ان کے مجسمے تیسرے سلسلہ کے



مجسمہ راہوٹپ



مجسمہ نفرت

آخری عہد سلطنت میں تیار ہوئے ہیں ان کے بدن کا سٹول پن اور صورت کی زیبائی خاص طور پر قابل ملاحظہ ہے مصر کے تمام مجسموں میں جو اب تک پائے گئے ہیں دو مجسمے سب سے بہتر ہیں جو پانچویں یا چھٹے شاہی سلسلہ کے زمانہ میں تیار ہوئے ہیں ایک مجسمہ لکڑی کا ہے وہ ایک مرد کی صورت ہے جو ایک لکڑی اسپنہ ہاتھ میں لئے ہوئے کھڑا ہے اس کا چہرہ بڑا اور ہنستا ہوا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی کو دیکھ رہا ہے اس کا نام شیخ البلد مشور ہے یہ مجسمہ قاہرہ کے عجائب خانہ میں ہے دوسرا مجسمہ لودور کے

عجائب خانہ میں ہے یہ ایک منشی کا بت ہے جس کے زانو پر کاغذ رکھا ہے اور وہ ایک قلم ہاتھ میں لے ہوئے ہے گویا لکھنے کو تیار ہے اس کے پھرہ سے ضعف اور بدن سے لاغری ظاہر ہوتی ہے مگر دیکھنے میں بالکل زندہ معلوم ہوتا ہے اس کی آنکھیں حقیقاً سفید کی پتلیاں سنگ بلور کی ہیں جن کے بیچ میں دھات کی ایک گول بندی بنائی گئی ہے اور پتلیں پوسٹے برنجی بنائے گئے ہیں۔



ایک منشی (انشاپرواز) کا مجسمہ

ان کے علاوہ اور مجسمے بھی پائے گئے ہیں جن کی صورتیں عورتوں کی ہیں جو اٹا گوند اور روٹی پکانے میں مصروف ہیں۔

بڑے بڑے مجسمے | مصر کے لوگ بہت پرانے زمانہ سے اپنے دیوتاؤں اور بادشاہوں کے مجسمے بناتے چلے آئے ہیں۔ اور اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کہ ان کی شبانہ معمولی آدمیوں کی سی نہ تھی اس قسم کے مجسمے بہت بڑے بڑے بنائے جاتے تھے اور ان کی بزرگی و برتری مجسموں کی بلندی سے نمایاں کی جاتی تھی۔ ان بڑے مجسموں کا پہلا یورپ گلس (Colosses) یعنی دیو پیکر مجسمے کہتے ہیں۔ ابوالہول بھی ایسے گلسوں اور بڑے دیوتاؤں کے مجسموں میں سے ہے۔ اکثر بہت پرانے گلس مجسمے

منن کی طرح شکستہ ہیں۔

اہل طب خصوصاً اٹھارھویں سلسلہ کے بادشاہوں کے زمانہ سے گلن بنانے کا شوق رکھتے تھے انہوں نے دروازوں کے دونوں طرف اور معبدوں کے احاطوں کے اندر اس قسم کے اکثر مجسمے بنائے ہیں۔ الاقصیٰ قریباً دس ٹوٹے ہوئے مجسمے اسی طرح کے پائے جاتے ہیں۔ وہ مسیح بادشاہوں کی تصویریں ہیں جو ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھتے ہوئے بیٹھے ہیں۔ بہت پرانے ہیں۔ یہ سب بہت سخت اور صاف پتھر کے بناؤ گئے ہیں۔ چونکہ ان کے تراشنے کے لئے سنگ تراشوں کے پاس سوائے آلات برنجی اور سسٹلی کے کوئی اور چیز نہ تھی اس لئے یہ کچھ بہت مشکل اور طولانی ہوتا تھا اور وہ لوگ مجبور ہوتے تھے کہ ان مجسموں کو بندوق اور سنگین ٹکڑوں میں بنائیں۔

نقوشِ مصریہ مصر کے معبدوں اور مقبروں کی دیواروں میں ایسے خطوط اور نقوش سے مستور ہیں جو کراوی نقوش سے کھودے گئے ہیں۔ یہ نقوش یا تو پہاڑوں کے وسط میں کھودے گئے ہیں یا پتھر کی سلوں پر کھود کر دیواروں میں نصب کر دیا گیا ہے۔ یہ کندہ اور اُبھرے ہوئے نقوش اکثر انسانی اور حیوانی کے ہیں جو شیرخ ہیں اور جمع کی شکل میں بنائے گئے ہیں۔ ان سے جدید مصریوں کے واقعات زندگی مثلاً جنگی معرکے، میلے اور تہوار اور مختلف کاروبار ظاہر ہوتے ہیں۔

شاہانِ سلسلہ اول کے وقت کی اکثر تصویریں بہت اچھی بنی ہیں مصر کی گایوں اور پتھروں کی سطحیں بنائی ہیں۔ لیکن اٹھارویں سلسلہ کے بعد سے اکثر صورتیں بگیاں اور بھرتی ہیں۔ گوبڑے گویا لکڑی کے ہیں انسان بھی خشک اور بیجان اور ایک دوسرے کے مشابہ نظر آتے ہیں۔ سنگ تراش جس وقت چاہتے تھے کہ ایک صف سپاہیوں یا کارگروں کی بنایاؤں کو ایک شکل پر بنا دیتے تھے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے صناعتوں نے دوسرے کے کاموں کی نقل مشاع کر دی ہے اور وہ دنیا کی حالت اور طبیعت کا اندازہ بھول گئے ہیں۔

نقشاشی | مصر کے لوگ اپنی عمارتوں اور مومیائی شدہ نعشوں کو نقشاشی سے بھر دیتے تھے لیکن اُس زمانہ کی نقاشی اور زمانہ حال کے پردوں کی نقاشی میں کوئی مناسبت نہیں ہے اُن کی نقاشی فقط رنگین خطوط ہیں جن میں روشنی اور سایہ کا پتہ نہیں (تقریباً ہمارے زمانہ کے حماموں کی تصاویر کے مانند) نقاش ایک تختہ پر بال کی قلم سے کام کرتے تھے اور رنگ میں پانی اور ایک قسم کی گوند حل کرتے تھے اُن کے رنگ عام طور پر اکثر آبی، قرمز، زرد، سبز، سیاہ، مشکلی اور سفید ہوتے تھے مگر وہ بہت چمکدار بناتے تھے کیوں کہ تین ہزار سال زیادہ گزر جانے کے بعد بھی اب تک تازہ ہیں۔

مصری خط | معلوم نہیں کہ مصریوں نے لکھنا کب سے شروع کیا لیکن اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بہت پرانے زمانہ سے لکھنا جانتے تھے۔ پہلے پہل ان کی تحریر یہ تھی کہ جس چیز کا نام لکھنا چاہتے تھے اُس کی صورت بنا دیتے تھے۔ مثلاً اگر آدمی لکھنا چاہتے تو ایک آدمی کی تصویر اور مرغ لکھنے کے لئے ایک مرغ کی صورت بناتے تھے۔ اس بنا پر مصریوں کے اکثر اشارے چھوٹی چھوٹی تصویروں کی شکل میں ہوتے تھے۔ مثلاً آدمی، آلات، اوزار، بیمار چشم، کرگس، قاز اور حیوانات کے سر وغیرہ۔ انہیں شکلوں میں عمارتوں کے کتبے لکھے جاتے تھے۔ ان شکلوں کے بنانے میں وہ سخت محنت برداشت کرتے تھے۔ یعنی انہیں پتھر میں کھودتے تھے اہل یورپ اس خط کو ہیر گلیف *Hieroglyph* یعنی خط ہیر گلیف کہتے ہیں لیکن ایک ماہر ان شکلوں کے معنی میں تغیر ہو گیا اور ایک شکل سے فقط لغت کا پہلا حرف ظاہر ہونے لگا۔ مثلاً مرغ کی شکل سے میم اور شیر کی صورت سے شین اور کبوتر سے کاف مراد لینے لگے لیکن اس خط میں اکثر مکرر نشان بھی بہت پائے جاتے ہیں یعنی چند علامتوں کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں اور بعض علامتیں ایسی ہیں جو بجائے ایک حرف کے پورے ایک کلمے کے معنی دیتے ہیں خلاصہ یہ کہ مصری خط کئی سو علامتوں سے مرکب ہے اور اُس کا پڑھنا بہت مشکل ہے۔ چونکہ اس خط میں ہر علامت اپنی پہلی علامت سے ممتاز لکھی جاتی تھی اس لئے یہ کسی طرف سے الٹی طرف

یائے جانب سے سیدھی جانب لکھنے میں کوئی فرق نہیں تھا جب ہیر گلیف خط کے لکھنے میں وقت معلوم ہوئی اور مصریوں کو جلد لکھنے کی ضرورت پڑی تو انہوں نے اپنے عمل کے دفتر اور کتابوں کے لئے علامتوں کو آسان شکلوں میں بدل دیا اس طرح ایک اور خط پیدا ہوا جس کو اہل یورپ ہیراتیق (Hieratique) یعنی مقدس کہتے ہیں۔

یہ خط نے کے قلم سے سیدھی جانب سے اولیٰ طرف کاغذ پر لکھا جاتا تھا۔ اکیسویں سلسلے کے بعد ایک اور قسم کا خط ایجاد ہوا جس کو دیمتیق (Demetique) یعنی عتیق کہتے ہیں اس کا لکھنا تو بہت آسان تھا لیکن پڑھنا بہت مشکل تھا۔

چھٹی فصل

قدیم مصریوں کے آداب اور صنعت و حرفت

فرعون | مصری زبان میں مصر کے بادشاہ کو فرعون کہتے اور اُسے سورج کا لڑکا جانتے تھے اور سورج کو اپنا خداوند تصور کرتے تھے بلکہ خود فرعون کو بھی خداوندوں میں گنتے تھے اور اُس کو خدا کے مہربان اور ہروس مقتدر کہتے تھے اور اُس کو برابر سجدہ کرتے تھے۔ بلکہ اُس کے واسطے معبد بناتے تھے۔ یہ خصوصیت کسی خاص بادشاہ کے ساتھ نہ تھی بلکہ تمام فرعون مصریوں کے نزدیک ہی درجہ رکھتے تھے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ فرعون نے خدائی کا ڈھنگ کیا وہ اسی وجہ سے ہیراسس دوم کی مورت ایک جگہ قد آدم بنائی ہے گویا وہ کھڑا ہوا ہے اور اُس کے مقابل ایک اور تصویر ہے جس میں ہیراسس دو خداؤں کے درمیان بیٹھا ہوا ہے کھڑا ہوا۔ اس بیٹھے ہیراسس کی پرستش کر رہا ہے اور اُس کے سامنے نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بادشاہ خود اپنی عبادت کرتا ہے۔

فرعون کی الوہیت کا نشان وہ تاج ہوتا تھا جسے وہ زیب سر کرتا تھا وہ پتھر کے ایک ایسے منقوش تخت پر جلوس کرتا تھا جس پر نفیس اور قیمتی پارچے کے تکیے لگائے جاتے تھے اس وقت مصریوں کا فرض ہوتا تھا کہ خداوندوں کی طرح اُس کے آگے سب اطاعت خم کریں اسی لئے فرعون کو تمام ملک میں پورا اختیار حاصل تھا کہ اگر وہ چاہے تو سب لوگوں سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے اور یہی وجہ ہے کہ مصر کے فرعون اس قدر بڑی عمارتیں بنانے بھانے نام کے لئے بنوائے گئے۔

عمارت شاہی میں فرعون کے لئے ایک وسیع محل بنایا جاتا تھا اُس کے گرد فرعون کی بیویاں رہتی تھیں۔ خدام اور ملازم اکثر اوقات فرعون کے ساتھ رہتے تھے۔ چند نوابان میں زیادہ معزز تھے۔ اُن میں سے دو آدمی دہکتے جو کھیاں جھلا کرتے تھے۔ وہ فرعون کے وائس بائیں رہتے تھے۔ اور محافظ پتر (چتر نگا ہدار) و محافظ اسلی (کماندار شاہی) و کمانڈنگ افسر باڈی گارڈ (رئیس محافظین بادشاہ) و خواجہ سرا (سرمدار باشی) و کھنیر (مدیر انبیہ) و داروغہ صطل (میر آخور) و محرر شاہی (کتاب دار) مہتمم برائے موسیقی و مناظر ذخیرہ (ناظر انبار ہائے سلطنتی) و داروغہ مویشیان شاہی (صاحب جمع گلہ ہائے شاہ) و خزانچی (خزانہ دار) فرعون کے یہ نوکر جن کا اوپر ذکر ہوا سب سے زیادہ معزز تھے۔

فرعون کی کشتیاں طلائی اور اُس کے بادبان زرد و زری پارچے کے تھے اُس کے گھوڑوں کا ساز و سامان بہت زرق برق تھا۔

فرعون جس روز سرکاری طور سے باہر نکلتا اور آدمیوں کو اپنی صورت دکھاتا تھا اُس روز عام اجازت ہوتی کہ جو چاہے بادشاہ کی زیارت کرے۔ اُس وقت بادشاہ کے ہمراہ بڑا جلوس اور شکر ہوتا تھا۔ چنانچہ اُس کے جلو میں ۲۲ کاہن آمین کے مجسمے کا ندھوں پر اٹھائے ہوئے چلتے تھے اُن کے پیچھے ایک کاہن انگیٹھی لے چلتا تھا۔ اُس کے بعد ایک نشی نظر آتا تھا جس کے ہاتھ میں شاہی تقریر ہوتی تھی پھر فرعون ایک تخت پر بیٹھا دکھائی

دیتا تھا۔ اُس کے سر پر ایک پتھر ہوتا تھا بارہ آدمی نہایت قیمتی لباس پہنے ہوئے اُس تخت کے اٹھائے رہتے تھے۔ بادشاہ کے دونوں طرف معزز لوگ ہوتے تھے جو بادشاہ پر نکھا جھلے جاتے تھے۔ اور بعض بادشاہ کے ہتیار اور نشان لے رہتے تھے۔ بادشاہ کی سواری کے پیچھے شاہزادے اور شاہی محافظ ہوا کرتے تھے۔

کاہن | عبادت گاہوں کی حفاظت اور امور قربانی کے لئے کاہن مقرر کیے جاتے تھے جن کا ذریعہ معاش اُس جاہلاد کی آمدنی تھی جو فرعون نے معابد کے لئے وقف کر دی تھی۔ اُن کی تعداد زیادہ تھی۔ کیوں کہ ہر معبد میں حسب تفصیل ذیل کی کاہن ہوا کرتے تھے۔ ایک بڑا کاہن یعنی سب کاہنوں کا سردار۔ ایک معبد کا پاسبان ایک محرر جو سب مال و اسباب کی فہرستیں لکھتا اور اپنے پاس رکھتا تھا ایک کاہن لباس کی حفاظت اور امور قربانی کے لئے۔ ایک بنجہ چند طبیب۔ چند آدمی حنوط کرنے والے۔ چند معبد کے ملازم اور چند آدمی مقدس حیوانات کو خوراک دینے کے لئے۔

کاہنوں کے لئے معبد ہی میں مکان بنے ہوتے تھے۔ اور اُن کا یہ کام تھا کہ عبادت و ریاضت میں عمر بسر کریں ہر ایک کو رات دن میں دو مرتبہ غسل کرنا ضروری تھا۔ وہ بدن کے تمام بال حتیٰ کہ ابرو تک روزانہ ترشواتے تھے۔ کتانی لباس اور کاغذ کے جوتے پہنتے تھے۔ بکری۔ سور اور مچھلی کا گوشت اور لوبیا نہیں کھاتے۔ تھے کیوں کہ اُن کو دیوتاؤں کے حضور میں باریاب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ پاک و صاف رہنے کی ضرورت تھی۔ نیز وہ روزانہ روزے رکھتے تھے اور ایک سے زیادہ شادی نہیں کر سکتے تھے۔

فرعون | فرعون اپنی خدمت میں بڑا لشکر رکھتے تھے اس لحاظ سے اُس کے لشکر کی تعداد چار لاکھ تک پہنچتی ہے۔ اوقات صنع میں اُن کا گزارہ اُس مختصر جاہلاد کی آمدنی سے ہوتا تھا جو بادشاہ نے اُن کو دے رکھی تھی۔ لیکن جب سرحد کے شہروں کی حفاظت سرکاری عمارتوں کی نگہبانی میں مصروف ہوتے تھے تو ہجرت یا مخصوص تنخواہ لیتے

تھے۔ لشکر کے لوگ زمانہ جنگ میں شاہی اسلحہ خانہ میں جا کر مسلح ہوتے تھے ان کے ہتھیار خود ڈھال، کمان اور نیزہ تھے۔ پہلے شاہی سلسلوں کے زمانہ میں تمام فوج پیادہ چلتی لیکن سلاطین ہیکس کے زمانہ میں فوج کا ایک دستہ بنایا گیا جو گاڑیوں پر سوار ہوتے تھے۔ فوج کے افسر سپاہیوں میں سے منتخب کئے جاتے تھے۔

ایک اہل قلم نے اپنے شاگرد کے لئے اہل فوج کے مصائب کی تشریح کی ہے منجملہ اُس کے کتاہی۔

تُو سمجھتا ہے کہ سرداران فوج اہل قلم سے خوش قسمت ہیں۔ آدھم فوجی افسروں کا کچھ حال بیان کریں۔ بچپن کے زمانہ میں ان کو پکڑ کر لے جاتے ہیں اور ان کو فوجی بارک میں قید کرتے ہیں ان کے پیٹ پر زخم پڑ جاتا ہے آنکھوں اور دلوں ابروؤں کا بالائی حصہ بھی زخمی ہو جاتا ہے (ان سے وہ زخم مڑا ہے جو زرہ اور خود پسینی سے پڑ جاتا ہے) ان کا سر جابجا سے پھٹا اور میلا ہوتا ہے اور کاغذی گھاس کے منٹھے کی طرح جو کاغذ بنانے کے لئے گُوٹا جاتا ہے۔ پٹا کٹتا رہتا ہے۔ آؤ اب ہم ان کے شام اور دوسرے دُور و دراز ممالک کے سفر کی مصیبتیں بیان کریں۔ بیچارہ فوجی افسر خچر کی طرح اپنی روٹی پانی کا بوجھ اپنے کانٹے پر اٹھاتا ہے درو سے اُس کی کمر ٹوٹی جاتی ہے ناگوار اور خراب پانی پیتا ہوا اپنے مقررہ مقام پر پہنچتا ہے۔ پھر جس وقت دشمن کے سامنے پہنچتا ہے تو کانپتا تھرتھرتا ہے اور اُس کے اعضا میں قوت باقی نہیں رہتی جب وہ مصر میں پلٹ کر آتا ہے تو وہ اُس لکڑی کے مانند ہوتا ہے جسے کیرے نے کھا لیا ہو۔

اس کے بعد مذکورہ بالا انشا پر دواز جنگی سواروں کے افسروں کی طرف اپنی

کو پھیر کر کتاہی۔

آؤ اب تم سے فوجی گاڑی والے افسروں کی پر مشقت و تکلیف زندگی کا حال بیان

کریں۔ اور اُن کی حالتِ زار کا نظارہ کرائیں۔ اس پیشہ میں انسان شاگردی کرنے اور اُس کو سیکھنے کے بعد سب سے پہلے اصطبل میں جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے حضور میں کوئی گھوڑا اُس گاڑی کے لئے جو اُسے سپرد کی گئی ہے انتخاب و تجویز کرے اور اچھی سے اچھی مادہ انتخاب کرے۔ پھر اس خیال سے کہ اپنی جوڑی کو لے کر اپنے مرکز و قیام گاہ پر پہنچے اپنی گاڑی کو کتتا ہے اور اُس پر سوار ہوتا ہے اور چاروں گھوڑوں کو ہاتھتا ہے مگر یہ کام اُس کے بس کا نہیں ہے۔ مال و اسباب کے علاوہ گاڑی خود بھاری ہے پھر اُس کو سامان سمیت لے جانا بہت دشوار ہے مجبوراً اُس کو بید چلنا اور خود اس کو کھینچنا پڑتا ہے۔ رہستہ میں درختوں کے درمیان سے گزرتے وقت سانپ پاپوں پڑ جاتا ہے یہ خونخوار گزند اُس کے پاؤں میں کاٹ لیتا ہے اُس کی اڑی میں سانپ کے کاٹنے سے سُوراخ ہو جاتے ہیں۔ قواعد و حاضری کے وقت بھی وہ آسودہ نہیں ہونے پاتا اور ذرا آرام نہیں کر سکتا بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ذرا قصور سرزد ہونے پر اُس کو زمین پر لٹاتے اور تلو ضرب بید لگاتے ہیں۔“

اہل تسلیم بادشاہ کچھ ایسے لوگ بھی ضرور دیکھتا تھا جو ملک کا انتظام کریں کا شکر ارباب کے حقوق مقرر کریں اور پہنچائیں۔ اُن سے محاصل وصول کریں اور تمام معاملات غور اور نگرانی سے انجام دیں ان اشخاص میں لکھنے پڑھنے اور حساب کی قابلیت ہونا ضروری تھا اس قسم کے لوگوں کو دبیر کہتے تھے ایک حساب جاننے والا معزز دبیر۔ انجینئر معمار حاکم اور کاہن بلکہ سردار ہو سکتا تھا۔ حاصل یہ کہ لایق آدمی ہر جگہ اور ہر عہد پر پہنچ سکتا تھا دبیر مذکورہ بالا اپنے لڑکے کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

”یہ فن یعنی دبیری سب فنون سے بہتر ہے میں نے جو تجھ کو مدرسہ میں بھیجا ہے تو اُس دلی محبت کی وجہ سے ہے جو میں فطرتاً تجھے رکھتا ہوں کیوں کہ جو کام مدرسہ میں کئے جاتے ہیں وہ ہمیشہ رہنے والے اور پہاڑ کی طرح سے مضبوط ہوتے ہیں۔“

رعایا | مصر کی رعایا کا شتکار تھی جو بادشاہ اور گھمنوں اور مصری بزرگوں کے لئے کھیتی کرتی تھی۔ اُن کی کوئی ذاتی ملکیت اور زمین نہ تھی اُس ملک کی گرم و خشک آب ہوا کسی زندگی میں زیادہ مصارف نہیں ہوتے تھے۔ مصری تقریباً اپنا تمام وقت جنگل میں گزارتے تھے اور جنگلی غذا کھاتے تھے بلکہ جنگل ہی میں سوتے تھے اسی لئے اُن کے گھر چھوٹے چھوٹے اور سامان سے خالی ہوتے تھے۔ وہ لوگ لباس کے بھی زیادہ محتاج نہ تھے۔ کام کرنے والے نقطہ لنگی باندھتے تھے وہ بھی اتنی نہ ہوتی تھی جو راتوں تک پہنچ سکے۔ عورتیں ایک قسم کا پیرہن پہنتی تھیں جو کتان کا بنایا جاتا اور لٹکے بالکل برہنہ رہتے تھے۔ خوراک بھی بالکل سادہ تھی وہ اکثر سبزی اور کاغذی گھاس کی جڑیں کھاتے تھے ایک بچہ کے کل مصارف پندرہ سال کی عمر تک ہمارے زمانہ کے ساٹھ سٹائیس روپیہ سے زیادہ نہیں ہوتے تھے۔

کاشتکاروں کے لئے ضروری تھا کہ اپنے پیداوار کا ایک حصہ بادشاہ کے یہاں داخل کریں۔ ویران کا حال یوں دکھاتا ہے۔

شاید تم نے دہقانوں کی حالت پر غور نہیں کیا ہے جو زمین کو جوتے اور بونے میں مشغول رہتے ہیں جب تک محصول فراہم نہ ہو حصہ شہی کی تشخیص کرنے والے اُن کے سر پر موجود رہتے ہیں۔ تحصیلدار لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے اور سپاہی حرمے کی چھڑیاں لئے ہوئے اُن کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ اور اُن پر دباؤ ڈال کر زبردستی



عمالِ منسک را رعایا سے تحصیل وصول

غلہ طلب کرنے ہیں اگر چہ پارہ وہمقان غلہ نہیں رکھتا تو اسے زمین پر لٹا کر باندھتے ہیں اور نہر کے کنارے تک کھینچ کر لے جاتے ہیں اور سر کی طرف سے پانی میں ڈالتے ہیں۔“

جس وقت بادشاہ کوئی عمارت بنوانا یا نہر کھدوانا یا سڑک بنوانا چاہتا تھا تو تمام اہالیان سلطنت بیکار کے لئے مجبور کئے جاتے تھے۔ پہلے حاکم کے نام ایک حکم صادر ہوتا تھا وہ آبادی میں اس کا اعلان کرتا تھا اور مزدوروں کو خبردار کرتا تھا حکم کتنے ہونے کے بعد سب آدمیوں کا فرض تھا کہ کام پر پہلے جائیں اور پندرہ دن یا ایک مہینے کی حورا اپنے ہمراہ لے لیں کسی قدر مٹی روٹیاں پیاز اور باقلا سے قبلی بھی اپنے ساتھ لے جائیں کام کی جگہ پہنچ کر معماروں اور کام کے ماہروں کے ماتحتی میں مزدوری کریں۔ مزدوروں سے کام لینے والے مارپیٹ میں بالکل دریغ نہیں کرتے تھے۔ پندرہ یا تیس دن گزرنے کے بعد دوسری جماعت کام پر آ جاتی تھی اور یہ لوگ واپس پہلے جاتے تھے مگر اکثر آدمی واپس نہ جاسکتے تھے۔

حکومت | سلطنت کے کارکن اور لوگ رعایا کے باب میں بالکل مختار تھے کہ وہ جس طرح چاہیں اس سے کام لیں اور ان کو اپنا مطیع رکھیں بہت سے لوگ فراشوں کی طرح جو لکڑی سے فرش کو بھارتے ہیں، ہاتھوں میں لکڑیاں لئے رہتے تھے اور جب وصول تحصیل کے لئے جاتے تھے تو ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ اگر وصول مالگذاری میں توقف ہوتا تھا



مصری عمال کی بنائے

تو ان کے پیٹھ اور پاؤں پر لکڑیاں لگواتے تھے۔ مصر کے لوگ لکڑی کو آلہ حکمرانی اور سزا
 تربیت سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جو ان آدمی کی پیٹھ لکڑیاں کھانے کے لئے ہر جب کہ
 شخص کی لکڑی سے خبر لی جاتی ہے تو حکم پر اچھی طرح کان لگاتا ہے۔ مصر کے آدمی نرم
 فرماں بردار بچوں کی طرح خوش خلق تھے اور اب بھی اسی طرح ہیں۔ لکڑی سے پیٹھ
 وقت نہ کبھی مارنے والے کا مقابلہ کرتے اور نہ کبھی حکومت سے بغاوت کرتے تھے
یتو ہارا مصر کے لوگ میلوں اور تقریحوں کے عاشق تھے۔ وہ یتو ہاروں کے
 میں اپنے دیوتاؤں کے معبدوں کے قریب گانے اور ناچنے کے لئے جمع ہوتے۔
 ہیرڈوٹس یونانی سیاح نے ان کے بوباست کی عید کی بعض چیزیں دیکھی ہیں
 ان کو روایت کیا ہے وہ کہتا ہے :-

مُصری عورت و مرد کشتیوں میں مٹھکر دریائے نیل کو طے کرتے ہیں کشتی چلانے میں
 ان کی عورتیں چٹکیاں بجاتی ہیں اور مرد نے بجاتے ہیں۔ بعض عورتیں اور مرد آواز
 ملا کر گاتے ہیں اور نالیاں بجاتے ہیں۔ جس وقت کسی شہر کے نزدیک سے گزرتے
 ہیں تو کشتی کو کنارے کے قریب لاتے ہیں۔ اس وقت کشتی کی بعض عورتیں گانے
 اور چٹکیاں بجانے میں مشغول ہوتی ہیں اور بعض بلند آواز سے شہر کی عورتوں کو
 گالیاں دیتی اور محسوس کرتی ہیں وہ ان کی طرف دیکھتی اور ناچتی ہیں۔ جب بوباست
 میں پہنچ جاتے ہیں تو عید کی رسم اول ہوتی ہے۔ اس دن سال کے باقی دنوں
 کے برابر شراب پیتے ہیں۔ عید کے دنوں میں اُمراء دعوتیں کرتے ہیں میسنریاں
 مہانوں کو ایک بڑے کمرے میں لیجاتے ہیں۔ غلام ان لوگوں کے سر پر چھوٹوں
 کے تاج رکھتے اور شراب پلاتے ہیں اس کے بعد چھوٹی چھوٹی میزیں لائی جاتی
 ہیں جن پر سبزی پرندوں کا گوشت شراب روئی انجیر اور انگور کے خوشکے رکھے
 ہوتے ہیں۔ مہمان چھوٹی چھوٹی صندلیوں پر یا خالی زمین پر بیٹھ کر میوسے اور

گوشت کو ہاتھ سے اور پتلی چیزوں کو چمچے سے کھاتے ہیں۔ اسی دوران میں گانے
ولے آتے اور چنگ بانسری اور ڈھول بجاتے ہیں، عورتیں ناچتی اور گاتی اور
گیسند بازی کرتی ہیں۔

صنعت و تجارت | مصر کے لوگ سونا چاندی تانبہ اور لوہے کا سامان بنانے
سب سے خبر نہ تھے۔ ہماری بہت سی صنعتیں انہیں معلوم تھیں۔ جب ہم چار ہزار برس پہلے
کے مقبرے کھولتے ہیں تو ہم کو ایسی چیزیں ملتی ہیں جن کی نسبت ہم خیال نہیں کر سکتے
وہ اس قدر پرانی ہوں گی۔ لوہے کے عجائب خانہ میں مصر کی بہت سی قدیم مصنوعات
نی جاتی ہیں جیسے کتاں اور اون کے کپڑے جو قرمزی اور آبی رنگ کے ہیں۔ کانچ کی
یزیں۔ گلے میں باندھنے کے کانچ کے ٹکڑے جو کبھی کبھی رنگ دار ہوتے تھے روغنی
زے اور برنجی تقرنی اور تیلانی برتن سنگ مرمر کے ٹکڑے جن پر سبز اور آبی رنگ کا
دار روغن کیا گیا ہے۔ چوب اقا قیاس کے ترشے ہوئے آئے۔ اور صینی کے تختے جو دیواروں
نصب کئے جاتے تھے انگوٹھیاں اور آرائش کا سامان جو قیمتی پتھروں سے یا زمرہ اور
ت سرنج سے تیار کیا گیا ہے حتیٰ کہ مصنوعی پھول اور ہونٹوں اور بھوڑوں کے لہو رنگ
بصنوعی بال بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں کے کھلونے مثلاً گڈے جن کو ریم
، ڈورے سے حرکت دیتے تھے اور چھوٹے چھوٹے جانوروں کے کھلونے۔ طرح طرح
برتن اور باغبانی کے اوزار بھی پائے جاتے ہیں۔

اہل مصر نے دنیا میں سب سے پہلے کاغذ ایجاد کیا۔ ان کے کاغذ بنانے کا طریقہ یہ تھا
پیرس کی شاخوں سے جو غالباً تین میٹر چوڑی ہوتی تھیں پتلی پتلی پٹیاں کاٹتے
، اور ان کو پہلو پہلو رکھتے تھے۔ جس سے ایک تختہ سا بن جاتا تھا۔ پھر اس پر گوند
رکتے تھے اور ایک تختے کو دوسرے تختے پر اس طرح رکھتے تھے کہ ایک تختے کی پٹیاں
سے تختے کی پیوں پر زاویہ قائم بنائیں۔ پھر ان کو اس قدر سخت دباتے تھے کہ

وہ باہم وصل ہو جاتے تھے اس طریقے سے اُس زمانہ کا کاغذ بن جاتا تھا جسے لکھنے سے پہلے
 خوب صاف کر لیتے تھے۔ یہ گویا وصلی کا کاغذ تھا جس کا رنگ میللا ہوتا تھا۔ پھرنے کے قلم
 کو سیاہی میں ڈبو کر اُس کاغذ کو لکھتے تھے۔

جو چند چیزیں مصر میں پیدا نہیں ہوتی تھیں ان کے لئے مصر کے لوگ دوسروں کے
 محتاج تھے۔ اور وہ چیزیں یہ ہیں۔ عمارتی اور کشتی بنانے کی لکڑی۔ تانبہ ہاتھی دانت اور خوب
 کی چیزیں اگر تہی وغیرہ ان چیزوں کو باہر کے لوگ کشتی پر دریا کی راہ سے یا اونٹوں پر خشکی
 کے راستے سے مصر کے ان مقامات میں لاتے تھے جہاں تجارت کرنے کی اجازت تھی لاکھ
 تھے خود مصر کے لوگ اپنے ملک سے باہر جانا پسند نہ کرتے تھے۔ وہ دریا سے مدت تک
 ڈرتے اور بحری سفر سے نفرت کرتے رہے۔

ایک مصری کی سرگزشت | مصر کے بہادروں میں ایک شخص موسوم بہ بیہوشیت
 جو مصر سے باہر گیا تھا | بارہویں سلسلہ کے بادشاہوں کے زمانہ میں محسب
 ہوا کہ مصر سے باہر جائے۔ یہ شخص اپنی سرگزشت یوں بیان کرتا ہے۔

میں پہلے پہل اُس بڑی دیوار کے باہر ہوا جو مصر کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور جنگل
 میں قدم رکھا۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ پیاس نے مجھے غلبہ کیا اور ضعف طاری ہو گیا
 میرا گلا اس قدر خشک ہو رہا تھا کہ معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ
 یہ موت کا ذائقہ ہے جو میں کچھ رہا ہوں یا ایک ایک ایسی حالت پیدا ہوئی جس نے
 میرے ضعیف دل کو قوی کر دیا اور میرے اعضا میں طاقت آگئی۔ وہ جا نوروں کی
 دل پذیر آواز تھی۔ میں امیدوار ہوا کہ دیکھوں کیا ہے اس حالت میں میں نے ایک
 جنگلی آدمی کو دیکھا اور اُس سے خواہش کی کہ وہ کسی جگہ پنچا نے کے لئے میری پرہیز
 کھے۔ اُس نے مجھے پانی دیا اور اپنے قبیلہ تک لے گیا۔ میں اُس قبیلہ سے دوسرے
 قبیلہ میں پنچا اسی طرح ولایت ادم تک چلا گیا وہاں میں نے دوسرے مصریوں

کو دیکھا اُس ملک کے سردار نے مجھے اپنے پاس ٹھیرایا اور کہا کہ میرے پاس ٹھہر
 اور میرے ساتھ بسر کر پھر مصری زبان سیکھا (یعنی تو ابھی اپنے وطن سے باہر
 نہیں گیا ہے) میں نے اُس کی دعوت کو قبول کیا اور وہاں رہنے کا ارادہ کر لیا
 اُس شہر کے بادشاہ نے اپنی لڑکی کی میرے ساتھ شادی کر دی اور خالہ کی بہت
 اچھی زمین مجھے دیدی۔ وہ ملک دنیا کی بہترین جگہ ہے وہاں انجیر اور انگور بہت
 شراب پانی کی طرح بکثرت ہے اور شہد بھی بہت پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح زیتون
 کے درخت اور ہر قسم کے میوہ دار درخت وہاں کثرت سے ہیں اس سرزمین کے
 غلہ اور مویشی کا کسی طرح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ بادشاہ نے مجھ کو اُس ملک کے
 قبیلوں کا معزز رئیس کر دیا اور ہر روز مجھے روٹی شراب پیر پکا ہوا گوشت اور
 قاز کے کباب بھیجتا تھا یہ علاوہ اُس شکار کے ہے جو میرے شکاری کتے میرے
 لئے شکار کر کے لاتے تھے۔ کئی برس تک میں نے اسی طرح بسر کی چون کہ میرے
 لڑکے دلیر تھے اس لئے سب قبیلہ کے سردار ہو گئے۔ جو مسافر میرے وطن کو جاتے
 تھے یا وہاں سے آتے تھے وہ میرے پاس ضرور آتے تھے کیوں کہ میں سب
 محبت کرتا تھا۔

سلطنت تنو کے بادشاہ نے مجھ کو اپنی فوج کا سردار کر دیا۔ جس ملک کو میں نے
 فتح کیا وہاں کے لوگوں کو مجبور کیا کہ اپنی زمین کے محاصل میں سے خراج ادا
 کریں۔ میں نے اُن کے مویشی لے لئے اور اُن کے مال کا مالک ہو گیا۔ جسنگو
 آدمیوں کو مار ڈالا جب بادشاہ نے میری یہ بہادری دیکھی تو مجھ کو دوست رکھنے لگا۔
 ایک روز تنو کا ایک بہادر میرے خیمہ میں آیا اور مجھ کو لڑائی کی دعوت دی میرا
 یہ حریف بہادری میں مشہور رہے (ظہیر تھا۔ اور اپنے تمام برابر والوں کو زیر کر چکا
 تھا) سے کہنے لگا کہ تجھ کو مجھے مقابلہ کرنا چاہیے کیوں کہ ابھی تو مجھ کوئی غالب

نہیں ہوا ہے۔ وہ ہاؤس اُمید میں تھا کہ میرا مال و مویشی اپنے قبیلہ میں لیجا لینگا۔ بادشاہ نے اس کے متعلق مجھے دریافت کیا۔ میں نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اُس کو پہچانتا ہوں اور نہ میں نے اُس کا مکان دیکھا ہے۔ نہ میں کبھی اُس کے دروازہ پر گیا ہوں اور نہ اُس کی ڈیوٹی پر چڑھا ہوں۔ وہ ایک بیوقوف آدمی ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ میرے بچھیرے گھوڑے بچھڑے گائیں اور بکریاں لیجا لینگا اور اُن پر قبضہ کر لے گا۔ یہ کہہ کر میں نے اپنی کمان کو درست کیا اور تیر جمع کئے۔ حربے صاف کئے اور خنجر تیز کیا۔ علی الصباح بادشاہ تمام قبیلے کے آدمیوں اور سب ملازموں کو لے کر میرے پاس آیا کیوں کہ وہ اس لڑائی کا تماشہ دیکھنا چاہتا تھا۔ تمام دل میرے لئے تڑپتے تھے اور سب مرد و عورت فریاد کرتے تھے میرے دوستوں کے دل میرے لئے غمگین تھے اور وہ کہتے تھے۔ کہ کیا یہ بھی ایسا ہی بہادر ہے جو اُس سے لڑتا ہے کیا یہ اُس شخص کا حریف ہے جو سپر نیرہ و تیر رکھتا ہے جس وقت میں میدان میں نکلا اور اُس کے سامنے کھڑے ہو کر اُس تیر کو رد کیا تو اُس جنگجو نے میرے اوپر حملہ کیا۔ میں نے ایک ایسا تیر مارا جو اُس کے گردن کے پار ہو گیا۔ وہ اکتینج مار کر زمین پر گر پڑا۔

سینوہیت نے اپنی حکایت اس جگہ ختم کر دی ہے۔

شاہمپولون اور فرانس کے فاضل جنہوں نے تاریخ مصر میں مہارت پیدا کی ہے

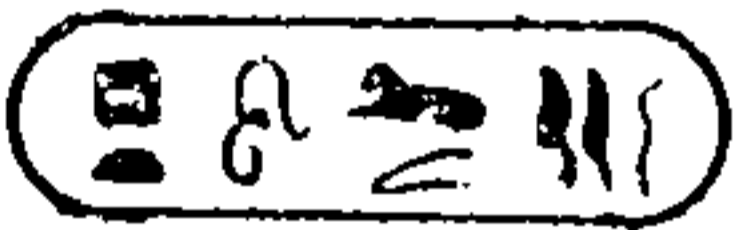
اٹھارھویں صدی کے آخر تک مصر قدیم کے کچھ حالات معلوم نہ تھے صرف یونانیوں کی تحریریں تھیں۔

چوں کہ یونانیوں نے مصر کو قبضہ ایران کے زمانہ میں دیکھا اور وہ اُن کے پُرانے کتبوں اور تحریروں کو نہ پڑھ سکے اس لئے اُن کے بیان میں بہت سی غلطیاں ہیں۔

۱۷۹۸ء و ۱۷۹۹ء میں فرانس کی فوجوں نے زیر حکم نپولین بونا پارٹ تمام مصر کو فتح کیا اُس فرانسسی فوج کے ہمراہ کچھ فرانس کے علما بھی تھے۔ اُنھوں نے مصر کے کھنڈروں کو دیکھ کر اُن کی تعریف کی اور بعض تصویریں اور پتھرواں سے فرانس لے گئے بعض پتھروں پر کچھ عبارت بھی کندہ تھی لیکن اُس عبارت کا پڑھنا ممکن نہ تھا۔ (جس کو خط ہیر و گلیف یعنی تحریر مقدس کہتے ہیں)

ایک فرانسیسی نوجوان کو جس کا نام شامپولون (Shampollion) تھا اور جو
 ۱۷۹۱ء میں بمقام فیزاک (Figeac) پیدا ہوا تھا خط رفری کی داستان سن کر
 اُس کے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اُس نے چودہ برس کی عمر میں جب کہ وہ مدرسہ میں پڑھتا
 تھا قبلی زبان کی صرف و نحو جو پرانی مصری زبان سے نکلی تھی اور اُس زمانہ میں رائج تھی
 حاصل کر کے ۱۷۹۱ء میں مدرسہ سے باہر آنے سے پہلے انجمن علوم و صنائع میں جو فرانس
 کے ایک شہر میں قائم تھی مصر کے متعلق اپنی تحقیقات کا اظہار کیا۔ اُس کے بعد پیرس میں
 آکر مصر کے آثار قدیمہ دیکھنے کے لئے گیا (جو لوور کے عجائب خانہ میں تھے)

۱۷۹۹ء میں فرانسیسی توپخانہ کے ایک افسر کو مصر کے شہر رشید میں ایک پتھر ملا تھا
 اور وہ اُسے فرانس میں لے آیا تھا۔ اُس پتھر پر ایک عبارت تین خط میں لکھی تھی۔ ان تین
 خطوں میں سے ایک یونانی اور دو مصری خط تھے فضلائے فرانس نے یونانی خط کی مدد
 سے دوسرے خط یعنی دیتیک کو پڑھ لیا۔ لیکن پہلے خط یعنی ہیروگلیف (خط مقدس) کے
 سمجھنے سے عاجز رہی۔



مصری تحریر

۱۸۲۱ء میں شامپولون نے رشید والے پتھر کے کتبہ میں اُن الفاظ پر اپنا خیال ڈرایا
 جن کے گرد جدول کھینچی ہوئی تھی فضلائے فرانس کا گمان تھا کہ یہ بادشاہوں کے نام
 ہیں شامپولون نے اُن کو پڑھا اور اُس کے ذریعے سے اُس خط کی الف بے معلوم کر لی
 اُس نے خیال کیا کہ خط ہیروگلیف کی زبان قبلی زبان سے بہت مشابہ ہے۔ اس خیال کی بنا پر

اُس نے کوشش کر کے اُس کتبہ کی کچھ کچھ عبارت پڑھ لی لیکن یہیں کے اور فضلا نے جو قبطی زبان جانتے تھے اس کی تحقیقات کی تردید کی شامپولون نے خود مصری سفر کیا اور مصری زبان کی صرف و نحو لکھی لیکن اس سمت نخت اور زحمت کے وہ بائرنٹوسکا اور اُس نے ۱۸۳۲ء تک کتابیں برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

شامپولون نے ثابت کر دیا تھا کہ خط ہیردگلیف پڑھا جا سکتا ہے۔ اُس کے علاوہ بعض دیگر علماء بھی مصر کے آثار اور عمارتوں کے ملاحظہ میں مصروف ہوئے۔ اس کوشش سے ایک نیا علم پیدا ہوا جس کو فرانس میں ایتھنولوجی (Egyptologie) انگلستان میں ایپٹالوجی (مصریات) کہتے ہیں۔ مصریات کے عالم صرف فرانس ہی میں نہیں بلکہ انگلستان اٹلی اور جرمن میں بھی ہیں۔ ان کا کام صرف کتبے پڑھنا ہی نہیں بلکہ وہ مصر میں جاسکے ہیں اور نئے کتبے پیدا کرتے ہیں۔ وہ عمارتیں اور مفاہیر کھودتے ہیں اور ہزاروں تختے مصر سے لاتے ہیں یا اسی جگہ ان ہیکلوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ نقاشی جو اہر اور زینت کی چیزیں تھیں کہ مصر کی کتابیں بھی جو پاپیرس پر لکھی ہوئی ہیں انہوں نے حاصل کر لی ہیں۔ مصری زبان کے لئے صرف و نحو اور لغت بھی مرتب کر لی ہے۔ وہ مصری نوشتوں کو کمال صحت کے ساتھ پڑھتے ہیں خلاصہ یہ کہ قدیم مصر کی صنعت اور تاریخ اور دیگر حالات کے متعلق ہم جو کچھ جانتے ہیں وہ انھیں کی تحقیقات کا نتیجہ ہے مصریات کا آغاز فرانس سے ہوا بن لوگون نے قدیم مصر کے متعلق نئی نئی باتیں دریافت کیں وہ بھی زیادہ تر فرانس ہی کے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں ڈے سلی (Desaulcy) ڈے رورڈ (De-Rouge) ماریت (Mariette) ماسپرو (Maspero) ماریت ۱۸۲۹ء میں پیدا ہوا اور اپنے وطن میں لڑکوں کا معلم تھا۔ اُس نے ایک ہومیائی شدہ نقش دیکھی اور اسے مصر کے عجائبات کا اشتیاق پیدا ہوا۔ چنانچہ وہ مصر کے آثار قدیمہ دیکھنے کے لئے پیرس میں لوڈر کے عجائب خانہ میں آیا۔ اُس کے بعد سلطنت فرانس کی طرف سے مصر کی تحقیقات پر متعین ہوا۔

ماریت نے مصر میں سرایم منقش کو معلوم کیا۔ سرایم منقش ایک مقبرہ ہے جس میں مصری
 آپس گایوں کی مومیائی شدہ نعشیں رکھتے تھے۔ ان اکتشافات کی بدولت ماریت مشہور
 ہو گیا اور سلطنت مصر کی طرف سے اُس کو بکی کا لقب عطا کیا گیا اور اجازت دی گئی کہ
 وہ تمام مصر میں جہاں چاہے کھدائی کا کام جاری کرے اور آثارِ قدیمہ کی تحقیقات کرے۔
 چنانچہ وہ ۳۰ سال تک سرزمین ملک مصر کی چچان بن کرتا رہا۔ معبد ابوالہول۔ قبرِ امان
 اور سلاطین ہیکس کی عمارتیں معلوم کیں اور شہرِ طب کی عمارتوں کی تلاش کو اُس نے
 حدِ کمال تک پہنچایا اور جو چیزیں اُن کو ششوں میں ہاتھ آئیں اُن کو بولاق کے عجائب خانہ
 میں قاہرہ کے نزدیک جمع کیا۔ اب وہ جگہ مصری آثار کا بہترین مرکز ہو گئی ہے۔
 مٹرماریت بیک نے ۱۸۸۱ء میں وفات پائی وہ قدیم مصریوں کی طرح سنگِ سماق
 کے تابوت میں رکھ کر بولاق کے عجائب خانہ میں دفن کیا گیا اور دو ابوالہول اُس کی
 قبر کے موکل قرار دیے گئے۔ تاکہ اُس کی قدر و جلالت ظاہر ہو۔ بولاق کا عجائب خانہ
 ہمیشہ فرانسیسیوں کی نگرانی میں رہا ہے، انہوں نے اپنی کوششیں برابر جاری رکھی ہیں۔
 نئی نئی یادگاریں اور پاپروس کے نوشتے معلوم کیے ہیں جس سے مصریات یعنی قدیم
 مصریوں کی تاریخ اور اُن کے حالات و واقعات کا علم برابر ترقی کر رہا ہے۔

دوسرا حصہ

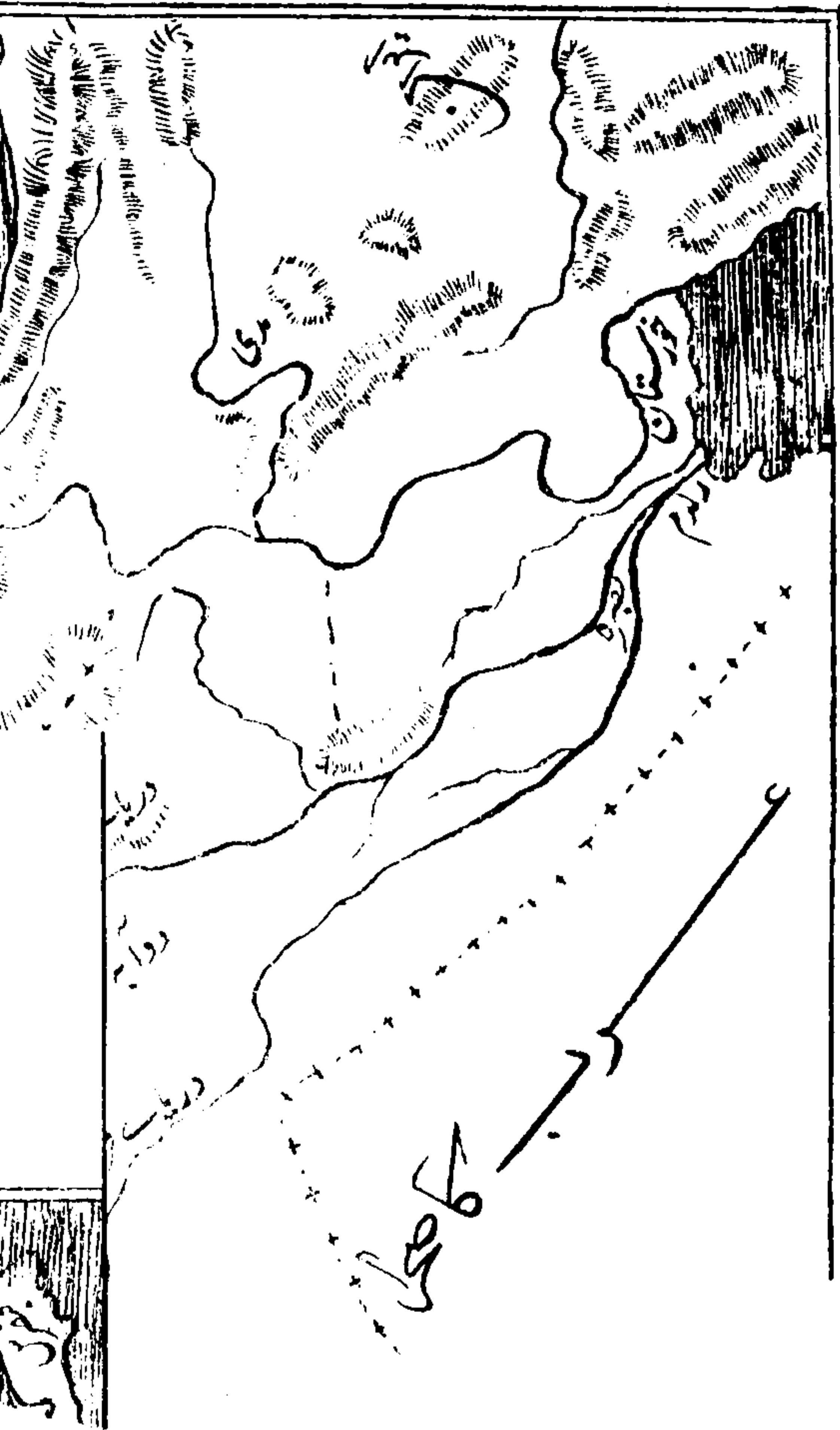
قدیم کلدانی اور آشوری سلطنت کی تاریخ

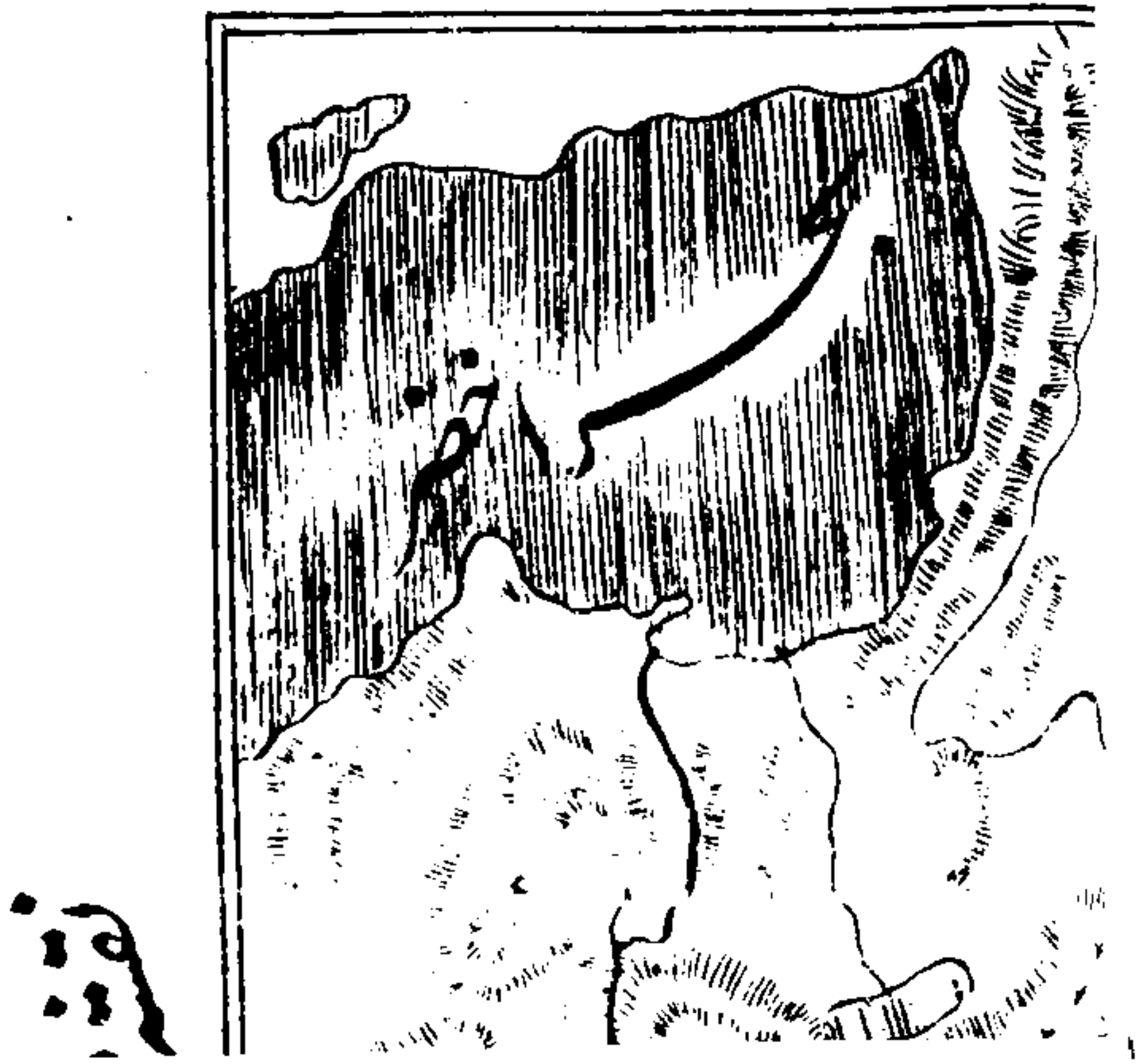
کلدہ اور آشور کی تعریف

دجلہ اور فرات آرینا کے بلند اور برفانی پہاڑوں سے دو بڑے دریا (۱) دجلہ (۲) فرات جاری ہوتے ہیں۔ یہ دونوں دریا دو مخالف سمتوں میں بہ کر آخر میں ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔

فرات ابتدا میں بہت تیز اور سیلاب کی طرح ایک آبشار سے دوسرے پہاڑ پر ایک گہرے نگنائے سے چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کے درمیان منہ جنوب کی طرف چلا جاتا ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دریا سے تدیراً نہریں گرنیگیں۔ یہاں پہاڑوں کی رفتار اس قدر تیز ہو جاتی ہے کہ اس میں کشتی چلانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ آدمی جس وقت اسے عبور کرنا چاہتے ہیں تو بکری کی کھال کی مشکوں پر سوار ہو کر (جن کے ایک جانب لکڑیوں کے ٹکڑے باندھ دیے جاتے ہیں) گزرتے ہیں۔

کوہستان سے باہر نکل کر فرات کی رفتار میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی چوڑائی ایک سو سے ایک سو بیس میٹر تک ہو جاتی ہے اور وہ نہایت سکون کے ساتھ خراماں خراماں بڑے بڑے غیر آباد اور دیران جنگلوں میں بہتا ہوا کسی قدر مشرق کی طرف مائل ہو کر صحرائے





بے برگ و گیاہ سے گذرتا ہوا خلیج فارس میں جا گرتا ہے فقط چند چھوٹی چھوٹی ندیاں جو گرمیوں میں خشک ہو جاتی ہیں اس میں گرتی ہیں۔ ان چھوٹی ندیوں میں ایک خابور بھی ہے۔ فرات کا پانی کسی قدر صحرا میں ضائع ہو کر کچھ اور زرد رنگ کے پانی کی ایک نہری رہ جاتی ہے جو بد شوارہ ریگستان کو طے کرتی ہے۔

دجلہ کی لبانی فرات سے قریباً ایک ثلث کم ہی لیکن اس کی گہرائی، تیز رفتاری اور پانی کی مقدار زیادہ ہے۔ یہ دریا تین چشموں سے مل کر پہاڑوں سے باہر نکلتا ہے ان تینوں چشموں کو تین ندیاں کہتے ہیں۔ پھر فرات کی ایک شاخ سے قریب ہو جاتا ہے اور دونوں دریاؤں کے درمیان میں صرف ایک پہاڑ چال ہوتا ہے۔ دجلہ شروع میں ایک ہلکے سیلاب کے مانند پہاڑی تنگناؤں سے اُبتا ہے۔ اس کے بعد نہر کی صورت ہو جاتا ہے اور سو میٹر کی چوڑائی میں تیر کی طرح پہاڑیوں پر سے اُچھلتا کودتا گذر جاتا ہے پھر ایک جنگل میں جنوب کی طرف پھیل جاتا ہے وہاں ایک بڑی ندی اس میں گرتی ہے وہ مدی بھی پہاڑ کی بلند چوٹیوں سے آتی ہے اس میں ہمیشہ پانی رہتا ہے اسی وجہ سے ہر فصل میں دجلہ کی رفتار تیز اور سخت ہوتی ہے۔ بعض جگہ اس کا عرض دو سو میٹر تک پہنچ جاتا ہے چنانچہ موصل سے بڑی بڑی کشتیاں اس میں آجاتی ہیں اور بغداد سے ہزار وغیرہ بھی پھر دجلہ جنوب و مشرق کی طرف کر ایک پست اور سطح جنگل میں پہنچتا ہے جہاں فرات بھی بہتا ہے۔

بغداد میں دو نوں دریاؤں کے درمیان صرف چند فرسنگ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ اور نہر کے ذریعہ سے ان دونوں کو ملایا جاسکتا ہے۔ اس زمین پر قریباً چھ فرسنگ تک دونوں دریا برابر چلے جاتے ہیں اس کے بعد الگ ہو جاتے ہیں ساتھ فرسنگ طے کرنے کے بعد بس میں بالکل مل جاتے ہیں۔ دونوں سے مل کر جو دریا بنتا ہے اس کا عرض پان سو میٹر کا ہے اس کو شط العرب (دریائے عرب) کہتے ہیں اور یہ آخر کار فاؤ کے قریب خلیج فارس میں گرتا ہے۔

پہلے دجلہ اور فرات کا مدخل اس جگہ نہ تھا۔ لیکن چونکہ دریا کے ساتھ بہت سی مٹی بکھری آتی ہے جس سے خلیج بھرتی جاتی ہے۔ اس لیے دریا کا ساحل ہر چالیس برس کے بعد ایک ہزار گز کے قریب پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

دجلہ اور فرات ایک پست اور وسیع میدان میں باہم ملتے ہیں جس کی سطح سمندر سے زیادہ بلند نہیں ہے۔ اس کو اب عراق عرب کہتے ہیں۔ اس کے زمانہ میں اُسے کلدہ کہتے

کلدہ اور دونوں دریاؤں کے درمیان کا حصہ

تھے۔ زمین کا وہ تنگ حصہ جو دونوں دریاؤں کے درمیان گھرا ہوا ہے اور جہاں دجلہ و فرات برابر بہتے ہیں اُس کو انگریزی میں میسوپوٹامیہ (Mesopotamia) یعنی بین النہرین اور اہل عرب جزیرہ کہتے ہیں۔

کلدہ اور بین النہرین زرد رنگ کی مٹی کا ایک مسطح جھل ہے جس کو یہ دونوں دریا لائے ہیں۔ اُس میں نہ کہیں پہاڑ واقع ہے اور نہ وہ کہیں ناہموار ہے۔ وہ ایک خشک ملک ہے جس میں صرف جاڑوں میں چند دن کثرت سے بارش ہوتی ہے باقی سال بھر بالکل پانی نہیں برستا البتہ کچھ گہر پڑتا ہے وہ بھی بہت کم۔

وہاں سخت ہوا میں چلتی ہے اور کوئی چیز ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی۔ جاڑوں میں شمالی پہاڑوں کی طرف سے ٹھنڈی ہوا چلتی ہے اور جب آسمان بالکل صاف ہوتا ہے تو ہوا ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ ماہ جنوری میں صبح کے وقت پانی کی سطح برف کی ہلکی تہ جم جاتی ہے مگر دوپہر کو وہ بالکل گھل جاتی ہے اور اُس کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔

اونٹ سردی کی وجہ سے بغل حرکت کر سکتے ہیں اور اہل عرب جس موکشت زمین سے زمین بگڑتے ہیں ماہ اپریل دسمبر کے بعد سخت گرمی پڑنے لگتی ہے گرمیوں کے موسم میں ہاں کی شدت تیز ہو کر حرارت چالیس بلکہ پچاس درجہ بڑھ جاتی ہے۔ دوپہر کو باہر آنا ممکن نہیں ہوتا وہاں کے لوگ دن کو اندھیرے کمروں یا تہ خانوں میں پناہ لیتے ہیں۔ اور شام کو باہر

نخلتے ہیں۔ بہت لوگ رات کو کوٹھوں پر سوتے ہیں مگر رات کو بھی ہوا خراب ہوتی ہے۔ ان چند ماہ کی مدت میں پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرتا۔ جنوب مشرقی ہوا جو سمندر کی طرف سے آتی ہے جب وہ جنگل سے گذرتی ہے تو خشک ہو جاتی ہے اور پانی اپنے ساتھ نہیں لے لاتی بلکہ بخلاف اس کے ہوا میں گرد و غبار بہت شامل ہوتا ہے جو حلق اور ناک میں داخل ہو جاتا ہے کلدہ کی چاروں طرف مصر کی طرح ایک بڑا ریگستان ہے۔ اگر یہ دریا نہوتے تو خود یہ سرزمین بھی ریگستان ہو جاتی۔

اس سرزمین کی آبادی انھیں دو دریاؤں پر موقوف ہے جو پہلے مٹی بہا کر لاتے تھے اور اب پانی لاتے ہیں۔ اور اس کی سرزمین کو زرخیز بناتے ہیں۔ ہر سال موسم بہا میں برف گھلنے کی وجہ سے ان دریاؤں میں طغیانی ہوتی ہے اور ہر طرف پانی ہی پانی پھیل جاتا ہے مگر اس طغیانی کی مدت کم ہوتی ہے۔ دو تین ہفتہ کے بعد دریا اپنی اصلی جگہ پر واپس آجاتے ہیں۔ جن جھیلوں میں پانی رہ جاتا ہے اسے بھی آفتاب جلد خشک کر دیتا ہے۔ چونکہ آج کل سلطنت نادائف لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس لیے طغیانی نقصان پہنچاتی ہے۔ وجہ کا پانی بہت تیز رفتار ہے اس لیے بہت سی مٹی بہا لے جاتا ہے۔ فرات کا دایاں کنارہ بہت نیچا ہے اس لیے مغرب کی طرف وسیع میدان کو پانی کی تہ میں چھپا لیتا ہے اور بڑے بڑے گڈھے پڑ جاتے ہیں جہاں نرکل بکثرت لگا ہوا ہے۔ وہاں سے تپ شروع ہو کر تمام ملک میں پھیل جاتی ہے۔ جو نہی پانی خشک ہوتا ہے سیاہ اور بدبودار کیچڑ بانی رہ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے وہاں آبادی نہیں ہے۔ اور بابل کے کھنڈروں کے قریب سوائے بدوی اور جنگلی ڈاکوؤں کے کوئی نہیں رہتا۔ یا کسی قدر مجہول لوگ ہیں جو کسی کام کے قابل نہیں ہو سکتے۔

ان پست جزیروں میں جنھیں فرات نے پیدا کیا ہے بعض عربوں نے مٹی اور نرکل کے مکان بنائے ہیں اگر یہ وہاں سے باہر جانا چاہتے ہیں تو چھوٹی کشتیوں کے ذریعہ سے تنگ راستوں میں ہوتے ہوئے نے زار کو عبور کرتے ہیں۔

کدہ کی زمین دنیاہ کے ممالک میں سب سے زیادہ زرخیز تھی اور اگر وہاں پانی ممکن ہو تو اب بھی ہن برس سے لگے چنانچہ موسم بہار میں گھاس اور طرح طرح کے پھولوں سے زمین چھپ جاتی ہے اور ان کی کثرت سے زمین پر ایک فرش گل معلوم ہوتا ہے۔ ایک انگریزی سیاح موسوم بہ لایارڈ (Layard) کہتا ہے۔

”کدہ کی زمین میں میرے تازی کتے بالکل گھاس میں چھپ جاتے تھے اور جب

وہاں سے باہر آتے تھے تو پھولوں کی وجہ سے ان کا رنگ زرد یا سرخی مائل یا

آبی ہو جاتا تھا“

آخر بہار میں آفتاب کی حرارت سے صرف خشک زمین اور گرد باقی رہ جاتی ہے اور گھاس اور پھول سب ناپید ہو جاتے ہیں۔ اگر وہاں کے لوگ آبپاشی کی طرف توجہ کریں تو بہت زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

قدیم کلدانی دریاؤں کی طغیانی روکنے اور پانی کی حفاظت کرنے کے لیے بند بناتے تھے انہوں نے پانی کو جمع رکھنے کے لیے بڑے بڑے تالاب کو درکھے تھے نیز اس پانی کو لے جانے کے لیے وہ مصنوعی نہریں کھودتے تھے اس لیے بہت زیادہ فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور اسی سبب سے زمین کدہ میں خود رو گیہوں بکثرت ہوتے تھے کلدانیوں کے زمانہ میں گیہوں کی پیداوار دو سو گنے سے تین سو گنے تک ہوتی تھی۔ اور اس کے پتے چار اگل چوڑے ہوتے تھے۔ فصل اس قدر جلد تیار ہوتی تھی کہ وقت سے پہلے اس کے کاٹنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ یا جانوروں کو اس میں چرنے کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔ چینی اور تلی کے درخت متوسط درختوں کی برابر ہوتے تھے۔ یونانی سیاح ہیرڈوٹس نے کدہ کو دیکھا ہے وہ کہتا ہے۔

”میں بیان نہیں کر سکتا کہ سرچینی اور تلی کے درخت کس قدر بلند ہوتے ہیں کیونکہ

میں جانتا ہوں کہ جنہوں نے کدہ کو نہیں دیکھا وہ یقین نہیں کریں گے“

کلدہ کے درختوں کی تفصیل یہ ہے کہ دریاؤں کے کنارے پر تو کھجور کے درخت تھے اور باغوں میں میوہ دار درخت کھجور کے درخت وہاں کے باشندوں کی تمام ضرورتوں کو کافی ہو جاتے تھے۔ اُس سے وہ ایک قسم کی ردنی شربت سرکہ اور کپڑا بننے کے لیے سُوت تیار کرتے تھے۔ کھجور کے تنے کے تیر بناتے تھے گتھلیاں تنور میں جلانی جاتی یا جانوروں کو لٹھرائی جاتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ ایک فارسی کی نظم میں اُس کے تین سوساٹھتہ فائدے بیان کیے گئے ہیں۔

باغوں اور میدانوں میں گائے اور بکریوں کے گلے چرتے تھے دریاؤں کے کنارے قاز اور مرغابیاں بہت پانی جاتی تھیں اُن کی پانی کی سطح مچھلیوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس ملک کی سرسبزی تین ہزار برس تک رہی اُس زمانہ میں یہ ملک تمام دنیا کے ممالک سے زیادہ زرخیز اور سرسبز و شاداب تھا۔

آشور زمین کلدہ کے شمال میں شمالی و مشرقی پہاڑوں تک جو زمین واقع ہے اُسے آشور کہتے تھے۔ وہ ایک جنگل ہی جو بعض جگہ ناہوا بھی ہے۔ اُس سرزمین میں ریت اور پتھر زیادہ ہیں۔

یہ زمین طبعاً خشک اور بے حاصل ہے۔ لیکن دریاؤں کے کنارے اس میں بھی خوب پیداوار ہوتی ہے بلکہ اگر ریت میں پانی دیا جائے تو وہ بھی زرخیز ہو سکتا ہے۔ آشوری بھی کلدانیوں کی طرح دریاؤں کے پانی کو جنگلوں تک لاکر کھیتوں اور باغوں میں پانی دیا کرتے تھے۔

آشور کے نشیبی مقامات میں بھی کلدہ کی طرح خشک اور جلانے والی ہوا چلا کرتی ہے وہاں طرح طرح کے جوہات اور غلہ کی پیداوار ہوتی ہے لیکن رخت کم ہوتے ہیں۔ بلند مقامات میں خصوصاً جبلہ کی گھاٹیوں میں جن کا سلسلہ پہاڑوں کے دامن تک چلا گیا ہے اُن پہاڑوں کی چوٹیاں ہمیشہ برف میں ڈھکی رہتی ہیں۔ یہاں سردی کلدہ سے زیادہ سخت ہوتی

ہی۔ تین مہینے تک برابر کبھی پانی اور کبھی برف گرتی ہے۔ موسم بہار میں شبنم بھی بہت پڑتی ہے کبھی رعد و برق کا طوفان بھی آجاتا ہے۔

گرمی کا موسم آشوریوں میں کلدہ کی طرح سخت نہیں ہوتا۔ اگرچہ دن میں گرمی ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے مگر رات اچھی ہوتی ہے اس میں خشکی بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ اس زمین میں چنار شاہ بلوٹا اور گولر کے درخت بہت ہوتے ہیں آشوریوں میں نرم ریت اور سفید مرمَر وغیرہ پتھروں کی کانیں بہت ہیں جن کا ورق اُتارنا آسان ہے مگر کلدہ میں ایسی کانیں نہیں ہیں شمالی مشرقی پہاڑوں میں لوہہ تانبہ سیسہ اور چاندی کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں۔ جنگل میں درندے اور چرندے مثلاً شیر، تمندوا، بہرن، شتر مرغ، چکورا، بھینس، گورخرا، خرگوش اور خفاشا بہت پھرتے رہتے تھے۔ کوہستان میں ریچھ اور جنگلی بکریاں بھی تھیں لیکن اب یہ جانور کمیاب ہیں۔

قدیم کلدانی اور آشوری سلطنتیں

کلدہ کے قدیم لوگ مختلف نسلوں کے تھے ان کی اصل صحیح معلوم نہیں نہ یہ معلوم ہے کہ وہ

اس ملک میں کہاں سے آئے تھے۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اکثر سامی قوم کے تھے کلدانی کا ہن مدعی تھے کہ ان کے ملک میں تیس ہزار برس بلکہ اس سے بھی پہلے ہی بادشاہ ہوتے آئے ہیں منجملہ ان کے ایک بادشاہ نے دو ہزار سات سو برس سلطنت کی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ قصہ ایک پرانا افسانہ ہے لیکن یہ یقینی ہے کہ فرات کے جنگل میں ایک بہت قدیم سلطنت ضرور تھی اور شاید وہ مصر سے بھی قدیم تر ہے۔ میلادِ مسیح سے چار ہزار برس پہلے سے کلدہ کے لوگ گہوں بونا مٹی کے پختہ ہتھیے بنا کر دھاتوں کا استعمال میں لانا اور لکھنا بھی جانتے تھے۔ نقاشی بھی کرتے تھے اور شہر اور عمارتیں بھی بنا دیتے تھے کلدہ کے اکثر شہر کچی ہوئی اینٹوں سے بنائے گئے ہیں۔ ان کے گھنڈر ٹیلوں کی صورت میں ہیں۔ فرات کے جنگل میں اس قسم کے ٹیلے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ سیاہوں

بعض ٹیلوں میں محنت کر کے ان کا پتہ لگا کر دس شہر سے زیادہ معلوم کیے ہیں جو بالکل مٹ گئے تھے۔ فرات کے نشیبی اطراف میں شہر اور (Our) اریدو (Eridou) اوروک (Ourouk) لارسام (Larsam) لگش (Lag) اش (ash) کہ ان سب کو اطرافِ شومیر (Shoumir) کہتے ہیں اور اس سے اوپر دجلہ و فرات کے درمیان شہر نیور (Nipure) سیپار (Sippar) اگادہ (Agade) بابلو (Bubilou) یعنی بابل کہ ان سب کو ناصیہ اکد (Acad) کہتے ہیں۔ اب تک دریافت ہو چکے ہیں۔ یہ سب کلدہ کے شہر تھے جو سخت محنت سے معلوم کیے گئے ہیں۔ اور ان شہروں کی تاریخ وغیرہ کے متعلق جو کچھ ہمارے علم میں ہو وہ انہیں تحقیقات کا نتیجہ ہے۔

کلدہ کے ہر شہر میں ایک خاص خداوند کی پرستش کی جاتی تھی اور اس کے لئے ایک معبد بنا ہوا تھا۔ اس معبد کا کاہن اس شہر میں سلطنت کرتا تھا۔ بعض کاہن بادشاہوں نے گرد و نواح کے شہروں پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور اس طرح کلدہ کے ایک حصہ کو ایک سلطنت بنا کر اپنے قبضہ میں کر کے خود کو شومیر و اکد کا بادشاہ کہتے تھے اگرچہ ابھی تک ہم کو ان بادشاہوں کے حالات کا پورا علم نہیں ہو سکا لیکن چھ ہزار سال پیش تک کی تاریخ محسلاً معلوم ہو گئی ہے۔

الام دجلہ کے پار کلدہ کی مشرقی جانب ایک ملک ہے جو ایران کا ایک حصہ ہے۔ آج کل اس کو خوزستان کہتے ہیں۔ پرانے زمانہ میں اس کے کئی نام تھے انہیں میں سے ایک نام الام (Elam) بھی ہے۔ دجلہ کے قریب اس ملک کی زمین لپٹ گرم و مرطوب اور کلدہ ہی کے برابر زرخیز ہے۔ جتنا شمال و مشرق کی طرف بڑھتے جائے اتنے ہی سرد مقامات ملتے جائینگے جو اکثر کوہستان ہیں۔ کرخہ اور کارون کے ایسے نئے دریا بھی بستے ہیں اگلے زمانہ میں الام میں جو آدمی رہتے تھے وہ سامی وغیرہ قوموں کی مخلوط نسل سے تھے۔ ان کا تمدن

بہت پرانا اور اکثر باتوں میں کلدانیوں کے تمدن و آداب سے مشابہ تھا۔ انہوں نے ایک بڑی سلطنت قائم کر لی تھی جس کا دارالسلطنت شہر شوش تھا۔ یہ سلطنت اکثر کلدہ کے ساتھ لڑائی میں مصروف رہتی کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہو جاتی تھی۔ ہم چند سال پیشتر تک اُس ملک کی حالات سے واقف نہ تھے۔ لیکن آخری سالوں میں بڑی کوشش کے بعد شہر شوش اور کلدہ کے کھنڈر ظاہر ہوئے جن سے وہاں کے بہت سے بادشاہوں کے نام اور سلطنت کے حالات ہم کو معلوم ہوئے اور اب ہم واقف ہوئے ہیں کہ الام کے تمدن اور سلطنت کی قدامت اور ان کے بعض بادشاہوں کی شوکت و قدرت اگر کلدہ سے زیادہ نہ تھی تو کسی طرح کم بھی نہ تھی۔

کلدہ کے قدیم بادشاہ کلدہ کے بہت پرانے بادشاہوں میں سے جن کے حالات ہم کو معلوم ہوئے ہیں وہ مصر کے پہلے سلسلوں کے بادشاہوں کے سمعرتھے اور ۳۰۰ ق م مسیح کے قریب گذرے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور سارگن تھا۔ جو ۳۸۰ ق م میں مقام اگا وہ تخت نشین ہوا۔ اُس نے کلدہ کے اکثر شہر فتح کیے اور سلطنت کلدہ کو انتہائی قوت و شوکت پر پہنچا دیا۔

ہمسایہ قوموں اور سلطنتوں بھی اکثر لڑائیاں ہوئیں۔ الام کو کئی مرتبہ مغلوب کر کے خراج دینے پر مجبور کیا سورہ (شام) اور جزیرہ نمائے سینا تک تاخت و تاراج کیا۔ سارگن نے بعض عمارتیں بھی بنائیں اور شکستہ معبدوں کی مرمت کی۔ شہر اورک میں ایک کتب خانہ ترتیب دیا جس میں پرانی کتابیں اور اوراق جمع کیے۔ نجوم و سحر اور صرف دکنجو وغیرہ جو کچھ علوم اُس زمانہ میں معلوم تھے ان سب کا ذخیرہ فراہم کیا اسی لئے شہر اوروک بلدۃ الکتاب (کتابوں کا شہر) کے نام سے موسوم ہو گیا۔

سارگن کے متعلق بھی اکثر بزرگ آدمیوں اور بادشاہوں کی طرح افسانے بنائے گئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اُس کے پیدا ہونے کے بعد اُس کی ماں نے اس خوف سے کہ اُس کا چچا

اُسے مار ڈالے گا ایک ٹوکری میں رکھ کر دیائے فرات میں بہا دیا۔ ایک شخص نے جو پانی بھر رہا تھا بچہ کو دیکھ کر ٹوکری باہر نکالی۔ اور اُس کو اپنے بچوں کی طرح پالا آخر کار سارگن خدا کی مدد سے بادشاہی تک پہنچا۔

سارگن کے بعد اُس کا بیٹا نارسن بادشاہ ہوا۔ یہ بھی ایک طاقتور بادشاہ تھا اور اُس نے بھی اکثر فتوحات حاصل کیں جو عمارتیں اُس کی باقی ہیں اُن سے خوبی اور کمال ظاہر ہوتا ہے۔

کلدہ کے نامور بادشاہوں میں سے ایک لگش کا بادشاہ گودیا (Gudea) نامی ہوا ہے۔ اگرچہ اس نے فتوحات زیادہ حاصل کی ہیں مگر اُس کی عمارتیں لڑائیوں سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ شہر لگش کے کندروں میں اُس کی عمارت کے آثار ملتے ہیں۔ ان عمارتوں کی اینٹوں پر اُس کا نام لکھا ہوا ہے اور جسے بھی پائے گئے ہیں جن کے سر کٹے ہوئے ہیں۔ غالباً یہ ایک ایسے شخص کی شکل ہیں جو ہاتھ سینہ پر رکھے ہوئے ہے اور اُس کے اعمال اُس کے کپڑوں پر لکھے ہوئے ہیں۔



گودیا کا

شہر اور کے بادشاہوں کے آثار بھی ہاتھ آئے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوا ہے کہ ایک مدت تک شالان مذکور شو میرداکد کی بادشاہی کا دعویٰ کرتے رہے اور تمام شالان کلدان کے

تابع رہے۔

کلدہ کے بادشاہوں کی یہ حالت تھی کہ ہر شہر کا بادشاہ الگ ہوتا تھا ایک مدت تک کوئی بادشاہ سب پر فوقیت حاصل کر کے ان کو اپنا ماتحت بنا لیتا تھا۔ اور اپنا لقب سلطان شو میر رکھ لیتا تھا۔ اور اپنے ہمسایوں سے لڑتا رہتا تھا اکثر غالب آجاتا تھا۔ چنانچہ ایک مدت تک انھوں نے الام کو بھی اپنا ماتحت رکھا۔ یہاں تک کہ تیسویں صدی قبل مسیح کے آغاز میں شوش کے بادشاہ کو تو رنجوتہ (Kuturanakhunta) نامی نے کلدہ پر دست اندازی کی اور اس ملک کے بادشاہوں پر غلبہ حاصل کر کے ان کی دیوی نانا را کے مجسمہ کو معبد اور دک سے اپنے ملک میں اٹھائے گیا اس وقت سے چند شاہان کلدہ سلطنت الام کے ماتحت رہے۔ لیکن اکیسویں صدی قبل مسیح میں ہامورانی (Hammurabi) شاہ بابل نے اس حالت کو بدل دیا۔ ہامورانی جو ملک بابل کا حکمراں تھا پہلے شاہان شوش کا ماتحت تھا بعد کو ان سے بغاوت کر کے ان پر فتح پائی تو بابل اور تمام کلدہ کے شہروں کو ان کی اطاعت سے آزاد کر کے اپنا ماتحت کرایا۔ بابل کو سلطنت شو میر واکر کا پادشاہت و مرکز قرار دیا۔ پھر ملک کی آبادی اور معابد کی مرمت و غور پر دانت میں مشغول ہوا۔ نئے معبد بنائے گئے زمین کو سیراب کرنے کے لیے نہریں بنوائیں۔ اور دجلہ و فرات کی طغیانی روکنے کے لیے بند بندھولٹے۔ وہ اپنے ایک کتبہ میں اپنی نسبت لکھا ہے:-

”میرے خداوندوں نے مجھ کو ملک شو میر واکر کا فرماں روا کیا ان کے خراجوں کا

مجھ کو مالک بنایا میں نے ان کی بہودی کے لیے نہرا ہامورانی کھدوائی۔ اور اس کی

شاخیں غیر مرز و عمدہ جنگلوں میں لے گیا تاکہ شو میر واکر کے آدمی خشک سالی میں مبتلا

نہوں۔ غیر مرز و عمدہ جنگل میری کوشش سے زرخیز ہو گئے۔ اور بے حاصل زمینوں میں

پیداوار ہونے لگی۔“

ان امور سے ہامورانی ایک عقلمند بادشاہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا سب سے بڑا کارنامہ جو ہاتھ آیا

وہ قانون نامہ ہی جو اُس نے ترتیب دے کر پھر رکھ دیا ہے۔ یہ قانون نامہ شوش کی تحقیقات میں ملا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہامورابی کے زمانہ میں کلدانیوں کی زندگی ایک مضبوط قانون کی ماتحت تھی۔ اور اُس سے انحراف سزا کا باعث ہوتا۔ نیز یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اُو لوگوں نے بھی اکثر اسی قانون سے اخذ و اقتباس کیا ہے۔

ہامورابی کے جانشین بھی اُسی کے نقش قدم پر چلے لیکن آہستہ آہستہ ضعف پیدا ہوتا گیا یہاں تک کہ سترہویں صدی میں ایک جنگ جو قوم شمالی کوہستان سے نکل کر جہاں آج کل کر د آباد ہیں اور کلدہ پر مسلط ہو کر اصلی باشندوں میں مخلوط ہو گئی۔ سلطنت کلدہ کی اہمیت بالکل جاتی رہی روز بروز ضعف بڑھتا گیا یہاں تک کہ ان کی طاقت و شوکت آشور کی طرف منتقل ہو گئی۔

سلطنت آشور کلدہ کے شمالی جانب دریائے دجلہ کے درے میں ایک قوم تھی تھی جو اگرچہ نسلاً کلدانیوں کے ہم قوم تھی مگر نسبتاً ان سے زیادہ مفلس اور جنگجو تھی۔ ان کا مشہور شہر دریائے دجلہ کے کنارے مبعدا آشور کے قریب اسی دیوتا آشور کے نام پر آشور *Elassar* کے نام سے موسوم تھا۔

آشوری مبعدا آشور کے بڑے کاہن کے زمانہ واد رہتے تھے۔ وہ کاہنی اور بادشاہی دونوں سب سے رکھتا تھا ان کا سب سے پرانا بادشاہ جس کا نام ہم کو معلوم ہوا ہے مصر کے اٹھارہویں سلسلہ شاہی کا ہم عصر تھا اور اٹھارہویں یا انیسویں صدی قبل مسیح میں گذرا ہے۔ یہ کاہن بادشاہ مدت تک شاہان بابل کو خراج دیتے رہے اُس کے بعد پندرہویں اور چودھویں صدی میں انہوں نے تھوری تھوری قوت پکڑی اور اطراف کے ممالک پر قبضہ کر کے اپنے کو بادشاہ کہنے لگے۔ اور اپنا لقب سلطان افواج رکھا۔ کیونکہ انہوں نے پیدل فوجوں کے دستے مرتب کیے تھے۔ اور ہمہایہ سلطنتوں سے لڑائی شروع کی بلکہ تیرہویں صدی میں بابل پر بھی قبضہ کر کے شاہان بابل کو سخرج ادا کرنے

پر مجبور کیا۔

آشوری بادشاہوں میں سب سے زیادہ مشہور نکلےت فالازار (*Neglatihk*)
alazar ہو اسی جو بارہویں صدی میں سلطنت کرتا تھا۔ اُس نے اپنے فتوحات کو ایک
 طویل کتبہ میں (جس میں سات سو سطریں ہیں) تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ یہ کتبہ اُس کے
 دارالسلطنت کے کھنڈروں میں پایا گیا ہے۔ بادشاہ مذکور لکھتا ہے:-

”میں نکلتے فالازار مقتدر بادشاہ اور مغلوب ہونے والی فوجوں کا سلطان

ہوں۔ دنیا کے چاروں گوشوں کا مالک۔ بادشاہوں کا بادشاہ۔ اور تمام آدمیوں

کا خداوند۔ اور سلطانوں کا سلطان۔ بڑی عظمت والا بادشاہ اور بہت بڑا فاتح ہوں

میں ہوں جس نے سیلاب کی طرح دشمنوں کے ملکوں کو لے لیا۔ اور خداوند آشور کی ہر بانی

سے اپنا کوئی دشمن دہسہر باقی نہ چھوڑا۔ اور آشور کے تمام دشمنوں کو اپنا مطیع کیا۔“

اُس کے بعد اپنی لڑائیوں کی تفصیل شروع کر کے لکھتا ہے:-

”میں ابھی تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ منشی (*Moshi*) لوگوں کو جن کی

جماعت بیس ہزار کی تھی شکست فاش دی۔ اور اُن کے پانچ بادشاہوں کو مغلوب

کر کے نابود کیا۔ شاہان مذکور پانچ سال سے ہمارے خداوند آشور کا خران خود لیجاتے

تھے اور ادا نہ کرتے تھے۔ کسی بادشاہ میں جرات نہ تھی جو اُن سے باز پرس کرتا۔

ہون نے کماژن (*Commagene*) کو فتح کر لیا تھا۔ میں نے

اپنے خداوند آشور کی عبادت کر کے جنگی گاڑیوں اور سپاہیوں کو جمع کیا۔ اور انکی

فوج کے دستوں کو شکست فاش دی اُن کی نعشوں سے پہاڑوں کے درے اچھینا

بھر گئیں۔ اُن کے معتزلوں کے سر میں نے کٹوا کر اُن کے شہروں کی دیواروں میں

چنوائیئے۔ بڑی غنیمت میرے ہاتھ آئی۔ دشمن کے چھ ہزار آدمی جو میرے سپاہیوں

کے ہتھیاروں سے بچ گئے تھے وہ میرے پاؤں کو بوسہ دیتے ہیں۔ میں اُن کو

گرفتار کر کے آشور لے آیا ہوں۔

تکلات فالازار نے اسی طرح اپنی سب لڑائیوں کو لکھا ہے۔ اس بادشاہ نے (جیسا کہ وہ خود کہتا ہے) مغرب کی طرف کماژن کو جو شمالی و مشرقی شام میں ایک ملک تھا فتح کیا۔ اور شہروں میں آگ لگا دی یا وہاں کے لوگوں کو جلد کے اُس طرف قلعوں میں بھگا دیا۔ اور جو بادشاہ اُن کی مدد کے لیے آیا تھا اُس کو بیوی بچوں سمیت گرفتار کر لیا نیز اُس کے معبود کے مجسمے اور اُس معبود کے طلائی و نقرئی سامان پر قبضہ کر کے اُس بادشاہ کے دارالسلطنت اور اُس کی عمارتوں کو جلا دیا۔ ان فتوحات کے تذکرانہ میں تکلات فالازار نے ایک برنجی (Bronze) برتن اپنے خداوند آشور پر چھپڑھایا۔

دوسری لڑائیوں میں تکلات فالازار نے جلد کے بننے تک کل زمین لے لی۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے:-

”خداوند آشور کے حکم سے میں نے جنگی گاڑیوں اور سپاہیوں کو جمع کیا اور ایک سخت ملک میں داخل ہوا۔ یہ ملک ایسے پہاڑوں کے درمیان واقع تھا جن کی چوٹیاں کدو اور خجور کی طرح تیز تھیں۔ وہاں گاڑیوں کو راستہ نہ ملا۔ میں نے جب یہ دیکھا تو گاڑیوں کو جنگل میں چھوڑ دیا۔ اور پہاڑوں پر چڑھ گیا۔ اُس ملک کو دیران کیا اور دشمن کی فوج کی گوشالی کی اُن کے شہروں پر قبضہ کیا۔ اُن کے خداوندوں کو موخرانہ کے لے لیا۔ اور خود انھیں بھی قید کر لیا اُن کے شہروں کو آگ لگا کر دیران کر دیا۔ پھر اپنے خداوند آشور کا شکر یہ ادا کیا“

پھر آرمینیا کی نسبت کہتا ہے:-

”ناقابل گذر اور بند پہاڑوں کو درجن میں کسی بادشاہ نے قدم نہیں رکھا تھا) اور دشوار گزار راستوں اور بڑے گھنے جنگلوں کو میں نے عبور کیا تیس بادشاہتیں ہو کر میرے مقابلہ کے لیے آئے مگر شکست کھا کر بھاگ گئے اور ایک سو بیس جنگی گاڑیاں

میرے لئے چھوڑ گئے۔

اسی طرح تھکات فالازار نے اپنے کارنامے لکھے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ آشوریوں نے قلعوں کا محاصرہ کیا۔ ان قلعوں کے جنگجو آدمیوں کو ہلاک کیا۔ بادشاہوں کو زندہ گرفتار کیا پھر تھکات فالازار نے ان کو رہا کر دیا مگر ایک ہزار دو سو گھوڑے اور دو ہزار گائیں مفتوح بادشاہوں سے بطور تاداب ان جنگ وصول کیں۔ اور مغلوب بادشاہوں کے لڑکوں کو بطور اول اپنے پاس رکھا۔

تھکات فالازار شام والوں سے بھی لڑا ہی اور اس نے شمالی کلدہ کو بھی فتح کیا ہے اس کے بعد اپنی سلطنت کے پانچویں برس ہ کتبہ کھدوایا جس میں ان لڑائیوں کے واقعات تحریر ہیں۔ اس کتبہ میں اپنے شکار کی نسبت وہ لکھتا ہے :-

” میں نے خداوندوں کی توفیق سے جنگ میں چار جنگی جینسیں اپنی قوت اور طاقت سے شکار کیں جو میری کمان تلوار اور نیزہ سے ماری گئیں ان کی کھال اور سینگ میں اپنے شہر آشور میں لایا۔ دوسری مرتبہ میں نے جانور کے منبع کے قریب دو بڑے ہاتھی قتل کیے ان کے دانت اور کھال شہر آشور میں لایا۔ ایک زندہ ہاتھی بھی میں گرفتار کیا۔ ایک مرتبہ ایک سو بیس شیر میری تلوار سے مارے گئے۔ آخر کار میں معبدوں کی دست اور مجسموں کی اصلاح میں مصروف ہوا۔ ان کی چھتیں نہیں بنوا اور ممالک مغتوحہ کے درختوں کی لکڑی سے ان کے سنے دردازے بنوائے اور پرانے دردازے نکلوا دیئے۔ اسی طرح میں مفتوح شدہ ممالک سے درخت

کھدوا کر لایا ہوں اور انہیں اپنے مالک میں لگوایا ہے۔“

اس وقت سلطنت آشور ارمینیا کے مغرب سے فرات کے اس پار پھیلی ہوئی تھی۔ شمال و مشرق میں ارمینیا کے پہاڑوں اور بحیرہ اسود تک اور جنوب میں خلیج فارس تک اس کی وسعت تھی۔

لیکن مطیع قبائل نے پھر جلد بغاوت کی اور سلطنت کی یہ وسعت تھکات فالانزار کی وفات تک بھی قائم نہ رہی اس بادشاہ کی اولاد نے اس کی فتوحات کو ہاتھ سے کھو دیا۔

یونانیوں نے بجائے اس صحیح قدیم تاریخ کے جس کا ذکر ہم نے کیا ہی اور جس سے پہلے کوئی مطلع نہیں تھا۔ نینوس بادشاہ کی داستان

آشور (Ninus) اور سمیرا میں (Semiramis) اور ملکہ بابل کا افسانہ نقل کیا ہی وہ کہتے ہیں کہ نینوس آشور کے پہلے بادشاہ بلوس (Belus) کا بیٹا تھا۔ چونکہ اسے فتوحات کا بہت شوق تھا اس لئے پہلے اس نے کلدہ پر حملہ کیا اور وہاں کے بادشاہ کو معہ خاندان کے قید کر کے قتل کر ڈالا۔

پھر آرمینیا کی نوبت آئی وہاں بھی قتل و غارت کا سیلاب بہایا اور آرمینیا کے بادشاہ نے نینوس کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر بادشاہ مدی (Medi) کو مغلوب و گرفتار کر کے سولی دی ان لڑائیوں میں سترہ برس صرف ہوئے۔ نینوس نے تمام ایشیا کو

ہندوستان تک لے لیا۔ اور ارادہ کیا کہ دارالسلطنت ایسا بنایا جائے جو تمام مفتوحہ اور موروثی مقامات سے بہتر ہو۔ اس لئے شہر نینوا (Nineve) کی بنا ڈالی

چونکہ باختر کے لوگوں نے مغربی ہندوستان میں نینوس سے مقابلہ کیا تھا اس لئے تین کروڑ

دول لاکھ پیدل اور دو لاکھ سوار اور دس ہزار فوجی گاڑیاں لے کر باختر کی طرف روانہ ہوا۔ اسی لڑائی میں نینوس اور سمیرا میں سے ملاقات ہوئی۔

سمیرا میں ان لوگوں کے قول کے بموجب سمیرا میں اس دیوی کی لڑکی تھی جس کی عسقلان (Ascalon) شام میں پیش کی جاتی تھی۔ کہتے ہیں کہ

اس لڑکی کا سر انسان کا اور بدن مچھلی کا تھا۔ اس کی ماں نے اس کے پیدا ہونے کے بعد اسے جگل میں پتھر کی چٹانوں کے درمیان چھوڑ دیا۔ جو کبوتر ان اطراف میں رہتے تھے

انہوں نے اسے اپنے پروں سے پھپھایا اور گرمی پونچائی۔ یہ کبوتر چرواہوں کے مکالوں

میں جا جا کر اپنی چیخ میں دودھ لاتے اور قطرہ قطرہ اُس کے مُتھ میں ٹپکاتے تھے۔ نیز نیر حرا کر
 اُس کے لئے لاتے تھے۔ چرواہوں نے ایک دفعہ اُن کبوتروں کا تعاقب کیا اور اُس مقام
 پر پہنچے جہاں یہ حسین لڑکی پڑی تھی۔ وہ اُسے اٹھا لائے اور مینوس کے ایک سٹیکے پاس لے
 گئے۔ اُس نے اپنی لڑکی بنا کر اُسے پرورش کیا اور سمیرا میں نام رکھا جس کے معنی شامی زبان
 میں کبوتر کے ہیں۔ سمیرا میں جب جوان ہوئی تو اُس نے ایک حاکم کے ساتھ شادی کر لی۔ اور
 اُس کے ہمراہ مینوس کی فوج میں باختر گئی مینوس کے لشکر نے اُس شہر کا محاصرہ کیا جس میں
 باختر کا بادشاہ محصور تھا اُس شہر کے آدمی مینوس کی فوج کا مقابلہ کرنے لگے اور شہر کا فتح کرنا
 مشکل ہو گیا۔ اُس وقت سمیرا میں باس خنک پہن کر قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئی اور اُس نے قلعہ
 کے لشکر کو قلعہ میں داخل کر دیا۔ مینوس اُس کی شجاعت اور حُسن صورت دیکھ کر اُس پر عاشق ہو گیا
 اُس کے شوہر سے لیکر اپنے نکاح میں لے لیا۔ اُس کے شوہر نے بیچ و بچہ میرا خود کشتی کر لی۔
 تھوڑے عرصہ کے بعد مینوس ہو گیا اور اُس کی نعش مینوا میں ایک ہرم کے نیچے دفن کی گئی
 جو ہزار گز سے زیادہ بلند تھا۔ سمیرا میں اُس کی جانشین ہوئی۔ اُس نے فرات کے کنارے ایک
 دارالسلطنت مینوا سے بھی بڑا تعمیر کیا اور اُس کا نام بابل رکھا سمیرا میں نے بابل کے گرد ایک
 شہر بنا ہا بنوئی جس کا دور شہر ہزار میٹر تھا۔ اور دیوار کی چوڑائی اتنی تھی جس پر چھ گاڑیاں برابر
 برابر چل سکیں۔ فرات کے کنارے ایک بند بندھوا کر بہت بڑا معبد بنوایا۔ پھر اپنی تمام سلطنت
 میں ڈرہ کیا اور کئی شہر آباد کئے۔ نئے رستے نکالے۔ پہاڑوں میں سڑکیں کھدوائیں اور اپنے
 مردہ سرداروں کے مقبرے بنوائے۔ پھر مصر میں گئی اور آمن سے اپنی قسمت اور زندگی کے
 آئندہ حالات پوچھے۔ اُس پر خداوند کی طرف سے الہام ہوا کہ تو ایک غیر معمولی طریقہ پر غائب
 ہو جائے گی اور دیوی کا مرتبہ حاصل کریگی۔ ان کاموں کے بعد سمیرا میں نے ایٹوپلی پر قبضہ کر لیا
 اور جب اُس نے یہ چاہا کہ بڑے فاتحین کا درجہ حاصل کرے تو ہندوستان پر لشکر کشی کی اور سندھ
 سے ادھر اتر گئی۔ لیکن بادشاہ ہند نے جنگی ہاتھیوں سے اُس کو شکست دی۔ آخر سمیرا میں مجبور

اپس ہوئی پھر اپنے ملک کے باہر نہیں نکلی بلکہ عمارتیں بنانے میں مصروف ہو گئی۔ اُس وقت سے
 یونانی تمام بڑی بڑی عمارتوں کو سمیرا میں کی طرف منسوب کرنے لگے۔ جو عمارتیں اُس ملک نے بنوائی
 اُن میں بابل کے متعلق باغات بھی ہیں جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کئی باغ اور مصنوعی
 بچل بند مقامات پر بنوائے گئے تھے۔ جو اپنی خوبی کے لحاظ سے عجیب و غریب تھے۔ اگلے لوگ
 ن کو اہرام مصر کی طرح دنیا کے ساتھ عجائبات میں گنتے تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سمیرا میں نے
 دنیا کی انتہائی آبادی یعنی دریائے یورال کے جنگل میں ایک کتبہ لگا کر اُس پر یہ عبارت کھدوائی
 تھی :- ” اگرچہ خدا نے مجھے عورت کے پیکر میں پیدا کیا ہے لیکن میرے کام دنیا کے بڑے
 بڑے معزز مردوں کے برابر ہیں“

ب سمیرا میں کو یہ معلوم ہوا کہ اُس کا لڑکا اُسے معزول کر کے خود تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے تو
 سے سزا دینے کے بجائے خود سلطنت سے دست کش ہو گئی اور ملک اپنے لڑکے کے لئے چھوڑ
 کر کبوتری کی صورت میں تبدیل ہو کر اڑ گئی۔ آشور کے آدمیوں نے کبوتر کی شکل میں دیوی کی حقیقت
 سے اُس کی پرستش شروع کی۔

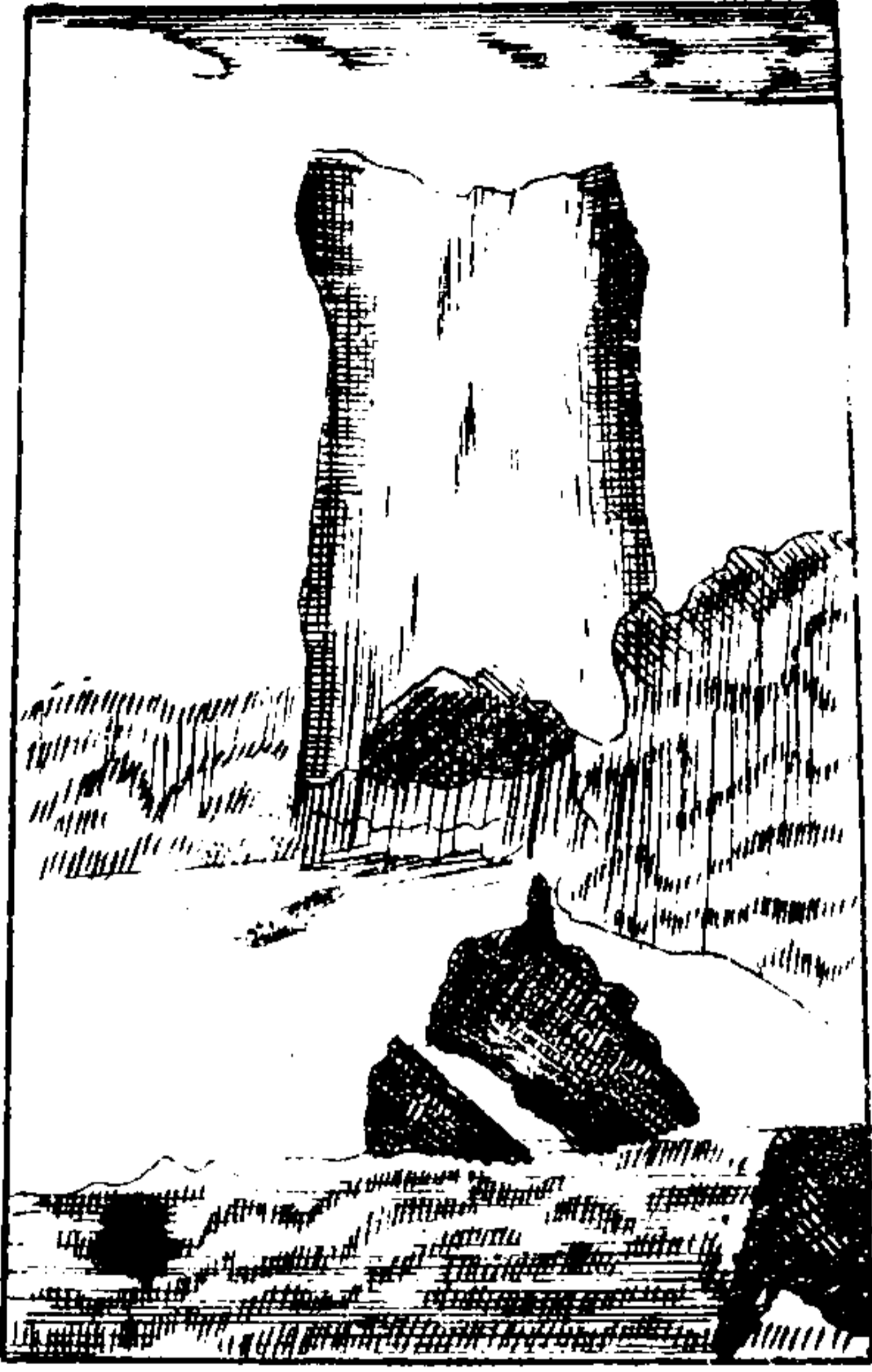
کلدانی واقعات یونانیوں نے نینوس اور سمیرا میں کے قصبے کو تو نقل کیا ہے لیکن کلدانیوں
 کی روایات اس کے مخالف ہیں۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے زمانہ کے طوفان سے مشابہ
 ایک وایت نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ بل (Bel) نامی دیوتا کو آدمیوں کے گناہوں
 پر غصہ آیا اور اُس نے ارادہ کیا کہ اُن کو ہلاک کر دے اس لئے اُس نے بادشاہ کیزوترس
 Misouthros کو حکم دیا کہ ایک بہت بڑی کشتی اپنے اپنے متعلقین کے لئے بنا
 کر ہر جنس کے جانور کا ایک ایک جوڑا اُس میں رکھے تاکہ جنس ضائع نہ ہو۔ کیونکہ میں ہر جاندار کو
 پاک کرنے والا ہوں۔ کیزوترس نے اپنے لئے کشتی بنائی اور روغن تیر سے اُس پر پالش کیا پھر
 کچھ سونا چاندی وغیرہ اُس کے پاس تھا سب اُس میں رکھ لیا اور اپنے خاندان والوں اور ملازمین
 کو بھی اُس میں بٹھالیا۔ اور حیوانات شہری و جنگلی کا ایک ایک جوڑا بھی اُس میں رکھ کر کشتی کا دروازہ

بند کر دیا اُس وقت بارش سیلاب کی طرح نمودار ہوئی اور آسمان پر اندھیرا چھا گیا چھ شبانہ روز یہی حالت رہی جو کچھ زمین پر تھا سب پر پانی پھر گیا اور تمام جاندار غرق ہو گئے۔ ساتویں دن پانی کم ہونا شروع ہوا اور طوفان موقوف ہوا۔ کیزو ترس نے کشتی کا دروازہ کھولا۔ اُس نے کشتی کے ارد گرد پانی پر لاشیں ہتھی دیکھیں۔ آخر کار کشتی آرمینیا کے ایک بند پہاڑ کی چوٹی پر ٹھہر گئی۔ کیزو ترس چھ دن کشتی میں ٹھہرا رہا پھر اُس نے کبوتر کو ہوا میں چھوڑا وہ کوئی جگہ اپنے ٹھہرنے کے قابل نہ پا کر پٹ آیا۔ پھر جاسے کبوتر کے کوسے کو چھوڑا وہ مردار نعشوں کو پانی پر دیکھ کر اُن کے کھانے میں مصروف ہو گیا۔ اور پٹ کر نہ آیا۔ آخر کار پانی خشک ہو گیا اور کیزو ترس اور اُس کے ساتھیوں نے کشتی سے اتر کر سر زمین کلدہ پر قدم رکھا۔ اور شہر بابل بنا لیا۔ یہاں اُن کی اولاد پیدا شروع ہوئی۔ جب اُن کی تعداد اور طاقت و شوکت بہت بڑھ گئی تو اُن میں غرور پیدا ہو گیا۔ اُنہوں نے چاہا کہ ایک ایسا براج بنائیں جس کی چوٹی آسمان تک پہنچ جائے۔ چنانچہ براج بابل تعمیر کیا۔

زبان میں تفریق خداوندوں کو اُن کی اس جبارت پر غصہ آیا۔ اُس وقت تک سب لوگ ایک زبان بولتے تھے۔ مگر ایک دن اُنہوں نے دیکھا کہ کوئی ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتا۔ خداوندوں نے اُن کی بولیوں میں اختلاف پیدا کر دیا۔ اور براج کا کام نہ تمام ہو گیا۔ چونکہ وہ لوگ ایک دوسرے کے زبان نہیں سمجھتے تھے اس لیے تمام دنیا میں متفرق ہو گئے اور اور زمین کے مختلف حصوں میں سکونت اختیار کی۔

کلدہ کی روایات میں اسی طرح اور بھی قصے ہیں جن میں سے بعض حضرت خضر اور اُن کی داستان آب حیات اور بعض فرود کی حکایت کے مشابہ ہیں جس کا ذکر تورات میں آیا ہے اور وہ اُن میں بھی دوسری طرح سے مذکور ہے۔

اب بھی کلدہ میں ایک ٹیلے پر جہاں پہلے شہر اور آباد تھا ایک براج کے کھنڈر موجود ہیں جن کو براج فرود کہتے ہیں۔



بُج بابل کے کھنڈ

دوسری فصل

سلطنتِ نینوا

نینوا جب سلطنتِ آشوری کا پایہ تخت شہر آشور میں تھا اُس زمانہ میں وجہ کے کنا سے ایک اور شہر آباد پایا جاتا تھا جس کو نینوا کہتے تھے۔ نینوا اُس جگہ واقع تھا جہاں وجہ کشتی رانی کے قابل ہو جاتا تھا۔ کوہستان سے اُس کا فاصلہ پندرہ فرسنگ ہے۔ وہ قطعہ زمین جس پر نینوا آباد تھا

کسی زمانہ میں نہایت زرخیز اور وسیع تھا۔ آشور کے قدیم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے نینوا میں ایتار (*Istar*) نامی دیوتا کے لیے ایک معبد بنایا تھا دوسرے بادشاہ نے تیرھویں صدی میں اپنے لیے ایک شاندار عمارت بنائی رفتہ رفتہ نینوا ملک کا بہتر شہر اور آشوری قوم کا پایہ تخت ہو گیا بادشاہوں نے آشور کو چھوڑ کر وہیں رہنا اختیار کیا۔ اُس شہر یا اُس کے حوالی میں اپنی عمارتیں بنائیں۔ ابھی تک ایسے نشانات باقی ہیں جنہیں نینوا کی عمارتوں کے گفتار کہہ سکتے ہیں۔ ساتویں صدی قبل مسیح میں سناخریب نامی ایک بادشاہ ہوا اُس نے اس شہر کو اور رونق و وسعت دی۔ ایک جدید شہر بناہ بنوائی اور اُس کے گرد و خیز کھدوائی۔ کہتے ہیں کہ اس شہر بناہ کا دور میں فرنگ تھا جس کے اندر آبادی اور مزرو و عذیر تھی اُس کا آثار ۱۶ میٹر اور اونچائی ۵۰ میٹر تھی۔ قدیم بادشاہ کا محل دریا کے کنارے بنا ہوا تھا جو اُس کی طبعانی سے شکستہ ہو گیا تھا اور پانی نے اُس کی دیوار میں سوراخ کر دیئے تھے۔ اس لیے سناخریب نے جبلہ کا پانی وہاں سے ہٹا کر دیوار کی درست کرائی اور عمارت کو گرا کر اُس کی جگہ ایک اور بہت بڑا محل بنوایا۔ جس کی چھتوں میں درخت صندل آبنوس و پستہ کی گزیاں چڑھائی گئیں تھیں اور اُس کی دیواریں نقوش اور خطوط سے پر تھیں۔ اُس کے گرد و کنگورہ دار چار دیواری تھی جس کے دروازے نہایت مستحکم تھے۔ اور تمام محل کے صحن کی وسعت ۲۰ ہزار مربع گز تھی۔ اس عمارت کے قریب ایک اور بہت بڑا مکان سنگ مرمر اور چوبارز سے بنایا گیا تھا جس کے دروازوں پر گائے اور شیر کے بڑے بڑے مجسمے نصب تھے۔ یہ عمارت خراج خانہ کے نام سے موسوم تھی۔ کیونکہ سونا چاندی اور تمام قیمتی سامان جو فتوحات میں بطور خراج حاصل ہوا تھا اس میں جمع کیا جاتا تھا۔

چونکہ جبلہ کی طبعانی وسط شہر تک اپنا اثر کرتی تھی اس لیے سناخریب نے بند بندہ سوا کر پھر کی دیواروں سے اُسے روکا۔ شہر میں بہت سے مکانات بنوائے۔ گلیوں اور کوچوں کو سیدھا کیا۔ شہر میں آب سانی اور اُس کی حوالی زمین کی آب پاشی کے لیے پہاڑ سے نہر کھدوا کر دو

دریاؤں کا پانی شہر تک لایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نینوا کے مضافات میں گہوں اور جو کے ہرے بھرے کھیت اور انگوروں کے باغ نظر آنے لگے۔ علاوہ اس کے نینوا تجارت کا مرکز ہو گیا۔ مقصد ملکوں کی پیداوار کشتیوں پر، اور پٹاری علاقوں کی پیداوار قافلوں کے ذریعے سے وہاں پہنچنے لگی۔ مختصر یہ کہ دو صدی کے اندر نینوا دنیا کے عظیم الشان شہروں میں سے ہو گیا۔

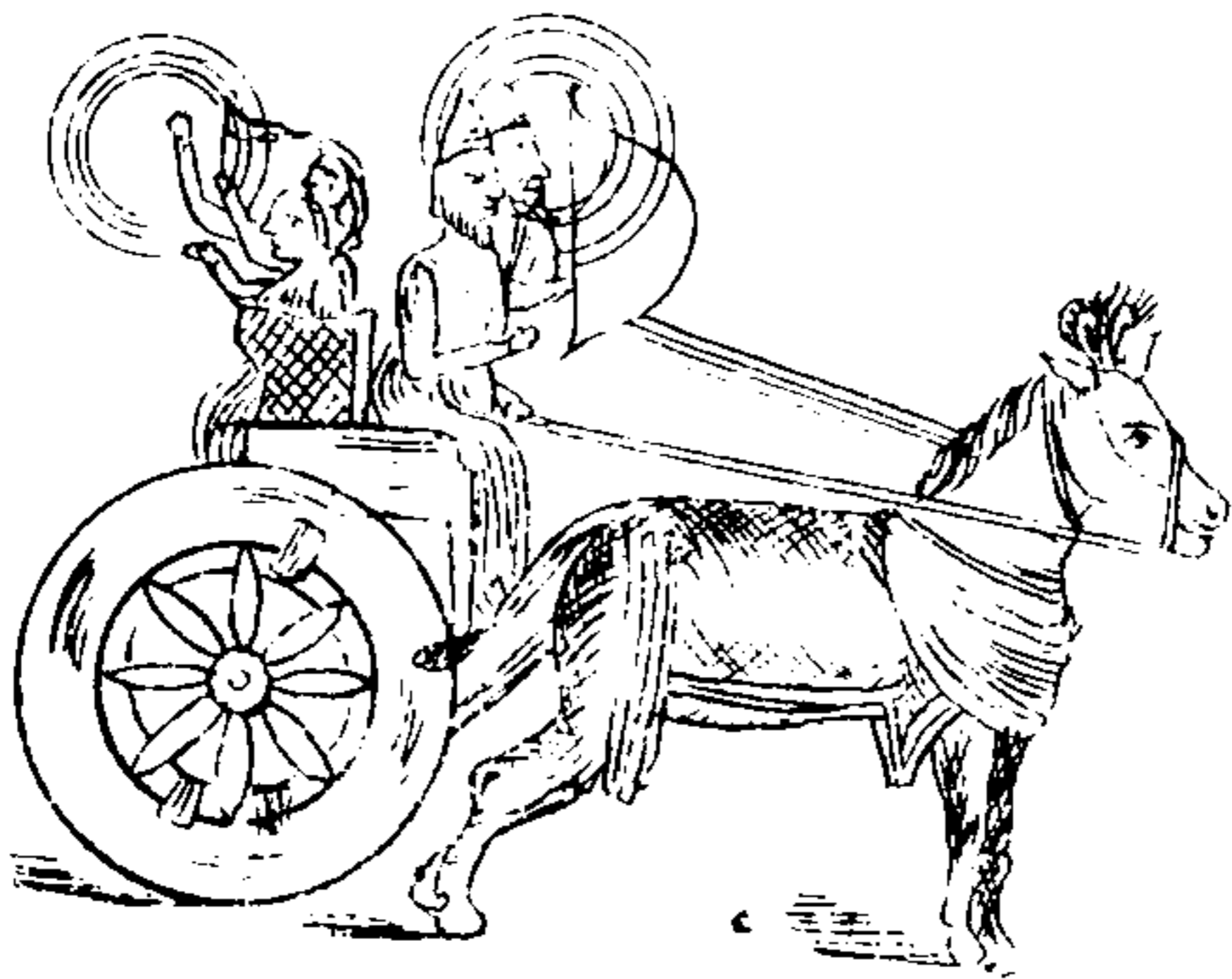
آشوری ایک مدت تک جلیہ کے کنارے سے کلہہ تک ایک ہی سلطنت قائم رہی۔ آشوری اس زمانہ میں نہایت جنگجو اور شجاع بلکہ خونخوار و زندے تھے۔ انہوں نے پیدل فوج اور سواروں کے رسالے مرتب کیے تھے۔ پیادے تانبہ کے جوشن اور ایک قسم حاتی خوب پہنتے تھے جس پر ایک طرہ لگا ہوتا تھا۔ لڑائی کے وقت وہ ایک گول ڈھال سے اپنی حفاظت کرتے تھے۔



آشوری سپاہ فوج

اسلحہ میں ان کے پاس ایک نہایت خمدار کمان ہوتی تھی جس سے چھوٹے چھوٹے تیر پھینکتے تھے اور ایک نیزہ استعمال کرتے تھے اور ایک چھوٹی سی تلوار بھی رکھتے تھے، جو کبھی کبھی استعمال میں آتی تھی۔ سوار چھوٹے چھوٹے گھوڑوں پر جن کی دو میں بہت لمبی ہوتی تھیں بلازین اور زکا کے سوار ہوتے تھے۔ ایک چادر یا کبل گھوڑے کی پشت پر ڈال لیتے تھے۔ پیدلوں کی

طرح سوار بھی کمان اور نیزہ استعمال کرتے تھے۔ بادشاہ اڑائی کے وقت دو پہیوں کی گاڑی پر جو بہت ہلکی ہوتی تھی بیٹھتا تھا۔ اور دو تین گھوڑے جن پر نفس ساز ہوتا تھا اس گاڑی کو کھینچتے تھے۔ اور بہت متمول اشخاص کا بھی یہ طریقہ تھا۔



آشوری جنگی گاڑیاں

اڑائی کے وقت آشوری اپنی فوج کے گرد ایک مٹی کی دیوار بنالیتے تھے سپاہی خیموں میں مقیم ہوتے تھے۔ ہر خیمہ ایک ستون پر کھڑا کیا جاتا تھا۔ ایک پتھر جس پر آشوری فوج کی تصویر کھدی ہوئی ہیں دستیاب ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سپاہی خیمہ میں اپنا بستر کر رہا ہے دوسرا کھانا پکا رہا ہے ایک اور سپاہی ایک چھوٹی سی میز پر اپنا سامان رکھ رہا ہے۔ محاصرہ کے وقت آشوری مدافعت کرنے والوں پر صرف تیرا اور پتھر پھینکنے اور ٹھوکر سے دیواروں پر چڑھنے ہی پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ اور آلات بھی مثلاً گرز اور بیج تھریا وغیرہ استعمال کرتے تھے۔ گرز ایک بڑی لکڑی کا بنایا جاتا تھا جس کے سرے پر کسی جانور کا سر بنا ہوتا تھا۔ اور اس کو آگے پیچھے مارتے تھے اس طرح سے دیوار میں رخنہ پڑ جاتا تھا۔

برج متحرک لکڑی کا ایک مربع برج ہوتا تھا جو پتہ دار چکرے پر قائم کیا جاتا تھا۔ اس کی بندی قلعہ کی دیواروں کی بندی سے زیادہ ہوتی تھی۔ اس میں بہادر اور جنگجو آدمی بیٹھ جاتے تھے چند اور لوگ اس کو محصور شہر تک ڈھکیں کر لے جاتے تھے یہ لوگ برج سے مدافعت کرنے والوں پر تیر اور پتھر پھینکتے تھے۔

ہر سال فصل بہار میں آشور کا بادشاہ اپنی فوج کو جمع کرنے کا حکم دیتا اور اسے اپنے ہمراہ لے کر کسی ملک پر حملہ کر کے اُسے غارت کرتا تھا۔ اگرچہ اُن ممالک کے لوگ بھی اپنی حفاظت اور اپنے نعیم کا مقابلہ خوب کرتے تھے لیکن چونکہ آشوریوں کی فوج نہایت تیز اور باقاعدہ تھی اس لیے وہ اکثر فتح پا جاتے تھے۔ لڑائی تمام ہونے کے بعد مقتولوں کے کمر بدن سے الگ کرینے اور قیدیوں کو زنجیروں میں باندھ لیتے بلکہ اکثر کو قتل کر دیتے تھے۔



آشوریوں کا مقتولوں کے سر شمار کرنا

اُس کے بعد دار السلطنت کا محاصرہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیتے تھے اور وہاں معبدوں کے مجسمے اور ظروف اور محلوں کے لباس اور فرش وغیرہ کے اقسام سے جو کچھ مناسب غارت کر کے شہر میں آگ لگا دیتے تھے اس طے اُس ملک کو ویران و خراب کرینے کے بعد واپس

ہوتے تھے۔

آشور کا بادشاہ اور اُس کا لشکر مرقوہ ممالک کے حملہ کے آدمیوں، جنگی قیدیوں، عورتوں، مردوں، جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ آشور میں لے آتا تھا۔ گائے بکریوں کے گلے گاڑیاں اونٹ اسباب لباس کپڑے اور غلہ اور میوے تھیلے بھی لوٹ کے مال میں شمار ہوتے تھے۔ جب آشوری اپنے ملک میں پہنچتے تھے تو مالِ غنیمت اور قیدیوں کو بادشاہ اور لشکر کی سب آپس میں تقسیم کر لیتے تھے۔

فوج کا سردار اکثر بادشاہ ہوتا تھا جو لڑائی اور شکار میں بہت مہارت رکھتا تھا۔ لڑائی کے وقت گاڑی پر سوار ہو کر تیر اندازی کرتا تھا۔ اور امن کا زمانہ اپنے قصرِ سلطنت میں بسر کرتا تھا۔ بادشاہ کا لباس بہت قیمتی اور سنہرے کام کا ہوتا تھا۔ وہ ایک چھوٹا سا کوٹ پہنتا تھا۔ اُس کی ٹوپی اکیلی یا نوک دار تاج تھی۔ بازو بند گلوبند اور گوشوارے بھی پہنتا تھا۔ دو خادم اُس کے ساتھ رہتے تھے۔ ایک چتر بردار اور دوسرا پکنا جھلنے والا۔

بادشاہ مطلق خود مختار ہوتا تھا اور اُسے رعایا کا چرواہا کہتے تھے۔ وہ اسی طرح اپنے بادشاہ کی اطاعت کرتے تھے جیسے بکری چرواہے کی۔ آشوریوں کے خیال میں خداوند آشور نے اُسے بادشاہ کر کے اور سلطنت کا حکمراں قرار دے کر یہ خواہش کی ہے کہ وہ دوسرے ممالک کے بادشاہوں پر اپنا اقتدار جمائے۔ لہذا ہمسایہ بادشاہ مجبور تھے کہ نینوا میں آکر آشوری بادشاہ کے پانوں پر گریں اُسے سجدہ کریں اور اپنے کو اُس کی رعایا سمجھیں اور سونا چاندی قیمتی کپڑے اُس کے لئے تحفہ لائیں۔ جو بادشاہ یہ نہ کرتا تھا وہ باغی سمجھا جاتا تھا۔ اُسے گرفتار کر کے اُس کی زندہ کھال کھینچتے تھے یا سولی پر چڑھا دیتے تھے یا لکڑی اُس کے بدن میں داخل کرتے تھے۔

آشور نامہ میرپال میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ تورات فالازار کے جانشینوں نے

اُس کے فتوحات کو ہاتھ سے کھو دیا تھا اور آشوری سلطنت کی وہ دعوت باقی نہیں رہی تھی۔ چنانچہ ایک مدت تک ہی تنزل پذیر حالت رہی۔ یہاں تک کہ کچھ کچھ اُس ملک کے پادشاہوں کو پھر اپنے مقبوضات کی وسعت کا خیال پیدا ہوا اور انہوں نے قرب و جوار کے ممالک میں دست اندازی شروع کی۔ نویں صدی قبل مسیح کے آغاز میں آسورنازیربال (Assurnasirpal) نامی بادشاہ ہوا اور ۲۵۰ قبل مسیح میں اُس نے فتوحات شروع کیں۔ جو تحریر اُس نے خود لکھی ہے اُس سے پایا جاتا ہے کہ وہ اپنی فوج اور گاڑیاں لیکر وجہ سے اوپر کی طرف گیا اور آرمینیا کے پہاڑوں تک جا پہنچا وہاں کے باشندوں نے پہاڑوں کی ان چوٹیوں پر پناہ لی جو خنجر کی طرح تیز تھیں۔ اور فقط پرند ان تک پہنچ سکتے تھے۔ آشوریوں نے وہیں پہنچ کر ان کے دو سو آدمیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور ان کے گلے اپنے ساتھ لے لے۔ ان کی نعشیں رختوں کے پتوں کے مانند پہاڑ پر جا بجا پھیلی پڑی تھیں۔ ان اطراف کے رہنے والوں نے اس واقعہ سے خوف زدہ ہو کر بادشاہ کے حضور میں آئے اور سجدہ کیا اور بہت سے گھوڑے گائیں بکریاں اُس کی نذر میں پیش کیں۔ اس کے بعد آشوری فوجوں نے تقریباً دس شہر ادھر فتح کر کے غارت کر دیئے۔ ایک قلعہ کے لوگوں نے البتہ ان کا مقابلہ کیا مگر آشوریوں نے اُسے بھی فتح کر لیا بادشاہ نے اُس قلعہ کے تمام جنگجو آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور ان کے سر کٹوا کر نعشوں کو سولی پر لٹکا دیا اور اُس قوم کے سردار کو قید کر کے آربل (Arbeles) میں لایا۔ آربل میں اُس کی کھال کھچا کر دیوار پر لٹکوائی۔

آسورنازیربال نے ان مفتوحہ ممالک میں سے ایک شہر اپنے نام پر آباد کیا اور اُس کے دروازہ پر اپنا ایک مجسمہ اور کتبہ نصب کرایا۔

مگر اُس نے انہیں فتوحات پر قناعت نہ کی بلکہ موسم گرما میں وہ پھر حملہ آور ہوا اور بین النہرین فتح کر کے جلا دیئے اُس کے بعد اُسے اطلاع ملی کہ بین النہرین میں ایک جماعت باغی ہو گئی ہے اور اپنے حاکم کو قتل کر کے اسیا باب کو اپنا بادشاہ مقرر کر لیا ہے۔ آسورنازیربال نے فوراً لشکر لیکر ادھر کا

کچھ کیا وہ لوگ نہایت خوف زدہ ہو کر اس کے پانوں پر آکر گر پڑے اور رحم کی استدعا کی۔



آسور نازیر بال کا مجسمہ

بادشاہ آشور نے خود اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:-

”میں نے ان آدمیوں میں سے نصف کو قتل کر ڈالا۔ اور نصف کو غلاموں کی طرح اپنے ساتھ لے گیا۔ شہر کے باہر ایک ہرم بنوایا اور بعض باغی سرداروں کی کھالیں کچھوا کر اس ہرم پر لٹکوائیں۔ بہت سے لوگوں کو دیوار میں چنوا یا اور بہت سے لوگوں کے بدن میں لکڑی داخل کرائی۔ بہت سے باغیوں کو اپنے سامنے بلوا کر ان کی کھالیں کچھوا دیں اور دیواروں پر لٹکوائیں۔ اچھا باب کو بھی نینوا میں لے آیا۔ اور وہاں اس کی کھال کچھوا کر شہر بنیا“

پر لنگوائی۔“

زس کے بعد آشوری فوجیں واپس آئیں۔ غلاموں اور جانوروں کے گلے اور بے شمار مال نہایت سے بھری ہوئی گاڑیاں اپنے ساتھ لائیں۔ بادشاہ نے اپنے مکان میں اپنا ایک بہت بڑا جسم نصب کرایا۔

ایک بادشاہ نے آسور نازیرباں کے دربار میں اگر اظہارِ طاعت کیا اور بہت بڑی سونے پاندی کی پیش کی اور اپنے لڑکے کو دربار شاہی میں بطور اول کے چھوڑ گیا۔

اسی زمانہ میں جب وہ لڑائیوں سے فارغ ہو کر آرام میں مصروف تھا اس نے سنا کہ آشوری حکام میں سے ایک شخص نے دجلہ کے کوہستان میں خود مختاری کا دعویٰ کیا ہے اس لئے وہاں حملہ کیا اور باغی کا قلعہ فتح کر کے ایک گروہ کو قید کیا اس میں سے اکثروں کو قتل کر ڈالا اور بہت سے لوگوں کی آنکھیں نکلوالیں اور ناک کان کٹوا ڈالے۔ حاکم کی زندہ کھال کھجوائی اور اس کے شہر کو برباد کر دیا۔ پھر وہاں ایک ہرم بنا کر اس پر اپنا مجسمہ نصب کرایا۔

آسور نازیرباں نے اپنی سلطنت کے پہلے سال میں یہ کام کیے لیکن اس کے بعد ہی وہ نجلانہ بیٹھا چنانچہ دوسری سال زاکرس (Zagros) (کردستان اور لرستان کے پہاڑ) کے پہاڑی آدمیوں سے لڑائی لڑی۔ تیسری سال ارمینیا پر حملہ کیا۔ چوتھی سال دجلہ کے بالائی حصہ تک گیا۔ آسور نازیرباں خود ایک مستحکم شہر کی فتح کے واقعات (جو ایک پہاڑ پر واقع تھا) لکھتا ہے۔

” میں نے اپنے خداوند آشور کی مدد سے شہر پر یورش کی اور دو دن تک اس کے

مشرق کا محاصرہ کیے رہا۔ تیر جو رایاں نامی دیوتا برساتا ہی دشمن پر ادلوں کی طرح

برستے رہے۔ آخر میرے سپاہی عقاب کی طرح شہر پر چھا گئے اور اُسے لے لیا۔

اٹھ سو آدمی کو قتل کر کے اُن کے سر کاٹ ڈالے۔ اُن کی نعشوں سے ایک ہرم

بنوایا۔ سات سو آدمیوں کو سولی دیدی۔ اور اس شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔“

آسورنازیربال نے ایک اور شہر کے دو سو آدمیوں کو قید کر کے ان کے ہاتھ کٹوا ڈالے پھر اس بادشاہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک نیا دارالسلطنت اُس مقام پر جہاں دریا کے زاب کیر و جلہ میں گرتا ہی بنوئے۔ دجلہ اور زاب کیر کے درمیان ایک قلعہ موسوم بہ کالا ک (Kala Lake) تھا اس غرض کے لئے اُسے برباد کر کے بجائے اُس کے ایک نیا شہر آباد کیا۔ یہ شہر ایک مدت تک شاہانِ آشور کا پایہ تخت رہا اس شہر میں ایک بہت اونچا محل بنوایا جس کی بلندی دریا سے دجلہ کی طرف سے اور بھی زیادہ تھی۔ یہ محل اور وہ ہرم جو ایک مہند کے متصل اُس نے بنوایا تھا تمام شہر سے بلند تھا۔ غروب آفتاب کے وقت جب شفق کے رنگ کالا ک کے مشرقی حصہ پر پڑتے تھے تو وہ گویا پروں کا ایک شہر معلوم ہوتا تھا۔ اس عمارت میں بادشاہ نے اپنا ایک مجسمہ نصب کرایا۔ اس کے ایک ہاتھ میں عصائے سلطنت اور دوسرے ہاتھ میں ایک گرز ہزار سینہ پر حسبِ ذیل کتبہ ہے۔

”آسورنازیربال عظیم الشان بادشاہ، قدرت والا بادشاہ، فوجوں کا بادشاہ اور آشور کا بادشاہ ہے۔ دجلہ کے کنارے سے لبنان تک کی سرزمین اُس کے قبضہ میں ہے۔ سمندر اور تمام ممالک جو آفتاب کے طلوع ہونے کی جگہ سے اُس کے غروب ہونے کے مقام تک پھیلے ہوئے ہیں سب اُس کی اطاعت کرتے ہیں۔“

آسورنازیربال نے ۲۵ سال تک سلطنت کی۔ مذکورہ بالا واقعات کے علاوہ اُس نے اور بہت سی لڑائیاں لڑیں اور ملکِ شام کا شمالی حصہ فتح کیا۔

آسورنازیربال کا لڑکا سالمانازار سیوم (Salmanasar) پانچ سال تک سرکش قبیلوں کو مطیع کرنے کے بعد شاہانِ دمشق اور قومِ بنی اسرائیل کے ساتھ معرکہ آرائی پر متوجہ ہوا۔ سوریہ میں اُس نے بڑی فتح حاصل کی۔ دمشق کو وہ فتح نہ کر سکا مگر وہاں کے تمام درخت کٹوا ڈالے۔ صور و صید کے پادشاہوں اور بنی اسرائیل کے پادشاہ نے خوف زدہ ہو کر اُس کی اطاعت کر لی۔ اور سونے چاندی کے برتن وغیرہ اُس کی نذر کے لئے بھیجے

سالمانا زار نے بابل اور کلدہ کو بھی فتح کیا اور اپنی فتح کی یادگار میں ایک عمارت بنوائی جو آ
 مسیح فرود کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں اپنی فتوحات کی تصویریں اس طرح بنوائیں کہ مغلوب
 سلاطین اس کے پاؤں پر گر کے اُسے سجدہ کر رہے ہیں اور بادشاہ کے پیچھے خدمت گار کھڑے
 ہیں جو مالِ غنیمت لے ہوئے ہیں اور اونٹ گھوٹے ہاتھی اور بذرِ ہمرہ ہیں۔ اس کتبہ سے
 معلوم ہوتا ہے کہ اس بادشاہ نے ۳ لڑائیاں فتح کی ہیں۔

سارگن شاہانِ آشور سو برس تک ادھر مدی ادھر بحرِ احمر تک اپنی فتوحات کو وسیع
 کرتے رہے مگر اس کے بعد جو ممالک کہ مٹھے ہو گئے تھے وہ تمام باغی ہو گئے۔ ۲۵ء قبل
 مسیح میں تھکات فالازار دوم تختِ سلطنت پر متمکن ہوا اس نے آشوریوں کی حکومت پھر
 قائم کی۔ وہ پندرہ برس تک لڑتا رہا اس نے بابل۔ دمشق کلدہ اور سوریہ کو فتح کر لیا
 ہزاروں قیدیوں کو گرفتار کر کے ان سے کالاک میں ایک عالی شان محل بنوانے کا کام
 لیا اور وہاں ایک کتبہ اس مضمون کا کھدوایا۔

”میں نے قبیلوں کو مٹھے کیا پھاڑا اور جنگل کے رہنے والے لوگوں پر غلبہ حاصل کیا

بادشاہوں کو سزگوں کیا اور ان کی جگہ اپنی طرف سے حاکم مقرر کیے۔“

اس فتح کا لڑکا سالمانا زار چارم اپنی سلطنت کے پانچویں سال میں مر گیا جب کہ اس کی
 نو بیویں اسرائیل کے پایہ تخت شہر ساماری کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں۔ سالمانا زار چارم
 کی فوج نے سارگن کو جو تمام فوج کا سردار تھا اپنا بادشاہ بنا لیا۔ (۲۲ء قبل مسیح) ساماری تین
 برس کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا۔ آشوری سپاہیوں نے اس کو غارت کر دیا سارگن نے
 مالِ غنیمت میں سے ۵۰ جنگی گاڑیاں اپنے لئے رکھ لیں اور باقی تمام مال سپاہیوں میں تقسیم
 کر دیا وہ اس شہر کے ۲۰ ہزار دو سو اتنی آدمی گرفتار کر کے اپنے ساتھ لایا بعض کو کالاک میں اور بعض کو بابل
 کے قریب بنے کی اجازت دی کلدہ شوش اور عرب کے لوگوں کو جنہیں وہ زبردستی ان کے
 وطنوں سے نکال لایا تھا بجائے ساماری کے لوگوں کے وہاں آباد کیا۔ پھر بادشاہ شوش

ہمبانیگاس (Humbanigas) کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔
جس نے سارگن کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے بابل پر حملہ کیا تھا۔ چنانچہ سارگن نے اس کو
شکست دی



سارگن اور اس کے وزیر اعظم

اُس زمانہ میں سوریہ کے ایک حصہ کے لوگ بادشاہ حماہ کی سرپرستی میں باغی ہو گئے
انھیں اطمینان دینے کے لئے مصری فوجیں ان کی مدد کے لئے آرہی ہیں لیکن مصریوں کے
پہنچنے سے پہلے سارگن سوریہ میں پہنچ گیا۔ اور بادشاہ حماہ کو گھیر کر قید کر لیا اور اس
کی زندہ کھال کھجوالی۔ پھر سارگن نے بادشاہ مصر کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ سارگن نے
چاہا تھا کہ اپنی فوجیں بادشاہ گازا کی فوجوں سے متفق کر کے سارگن پر حملہ آور ہو۔ مگر اس
سے قبل سارگن مقام رافیا میں دشمن پر غالب ہوا۔ اُس نے بادشاہ گازا کو موہنے کے
خاندان کے قید کر کے آشور میں بھیجا اور شہر پر قبضہ کر کے اسے جلا ڈالا۔ بیس ہزار تینتیس آدمی
گازا کے قیدی تھے۔ پھر عرب کے رئیسوں کی تہذیب کے لئے روانہ ہوا جنہوں نے اُس سے مقابلہ

کیا تھا۔ ۳۰ گاڑیاں اُن سے وصول کیں اور سات ہزار آدمی قتل کر کے اور اپنا ایک نائب
وہاں مامور کر کے واپس آیا۔

ملک آشور کے شمال میں آرمینیا کے پہاڑوں پر ایک مقتدر بادشاہ تھا جس کا نام اورسا
(*Ursa*) تھا۔ اُس کے پاس فوجی اور جنگی گاڑیاں بہت تھیں اور سائے آشوری
بادشاہ کی رعایا کے ساتھ سازش کر کے اُنھیں شورش پر آمادہ کیا۔ سارگن باغیوں کی طرف
روانہ ہوا۔ اور اُن کے دو شہر فتح کر کے جلا ڈالے اور وہاں کے باشندوں کو قید کر کے ملک
سوریہ میں لے آیا۔ جب سارگن مجبوراً دوسری طرف روانہ ہوا اور دو برس تک شمال کی
طرف نہ آسکا تو اس مدت میں بادشاہ مذکور نے سوریہ میں تاخت و تاراج شروع کی اور شہر
کارمیش (*Karkemish*) کو برباد کر دیا۔ بادشاہ مصر اور عرب کی
ملکہ نے اونٹ عود کتے اور چاندی ہدیہ بھیجی۔

آرمینیا میں سارگن کا ایک بوفادوست آزاد (*Aza*) نام داں
(*Van*) کا بادشاہ تھا اور سا اور اُس کے شریک حکمرانوں نے متفق ہو کر
اُسے مار ڈالا اور اُس کی نعش رندوں کے سامنے کوہستان میں ڈلوادی۔
سارگن نے جب یہ سنا تو فوراً کوہستان کی طرف روانہ ہوا اور اُن حکمرانوں میں سے
ایک کو گرفتار کر کے اُسی جگہ جہاں آزارا گیا تھا اُس کی کھال کھجوالی۔ اور آزارا کے بھائی
اولوزون (*Ullusun*) کو وہاں کا بادشاہ کر دیا۔ مگر جو نہی سارگن چلا
گیا اور ایک فتنہ کے فرو کرنے پر متوجہ ہوا تو اولوزون نے دوسرے رئیسوں کے ساتھ
متفق ہو کر بغاوت کی۔ اس خبر کو سن کر آشوری ٹڈی دل فوجیں اُمنڈ پڑیں اور پلٹ کر اُس
ملک کو فتح کر کے برباد کر دیا۔ اولوزون مغلوب ہو کر سارگن کے پاؤں پر گر پڑا سارگن نے
اُس کا قصور معاف کر دیا لیکن اُس ملک کے قریب رہنے والے لوگوں کو گرفتار کر کے لگیا
پھر شمال و مشرق کی طرف روانہ ہوا تاکہ بد کے باغیوں کی سرکوبی کرے۔ چنانچہ اُن کے رئیس

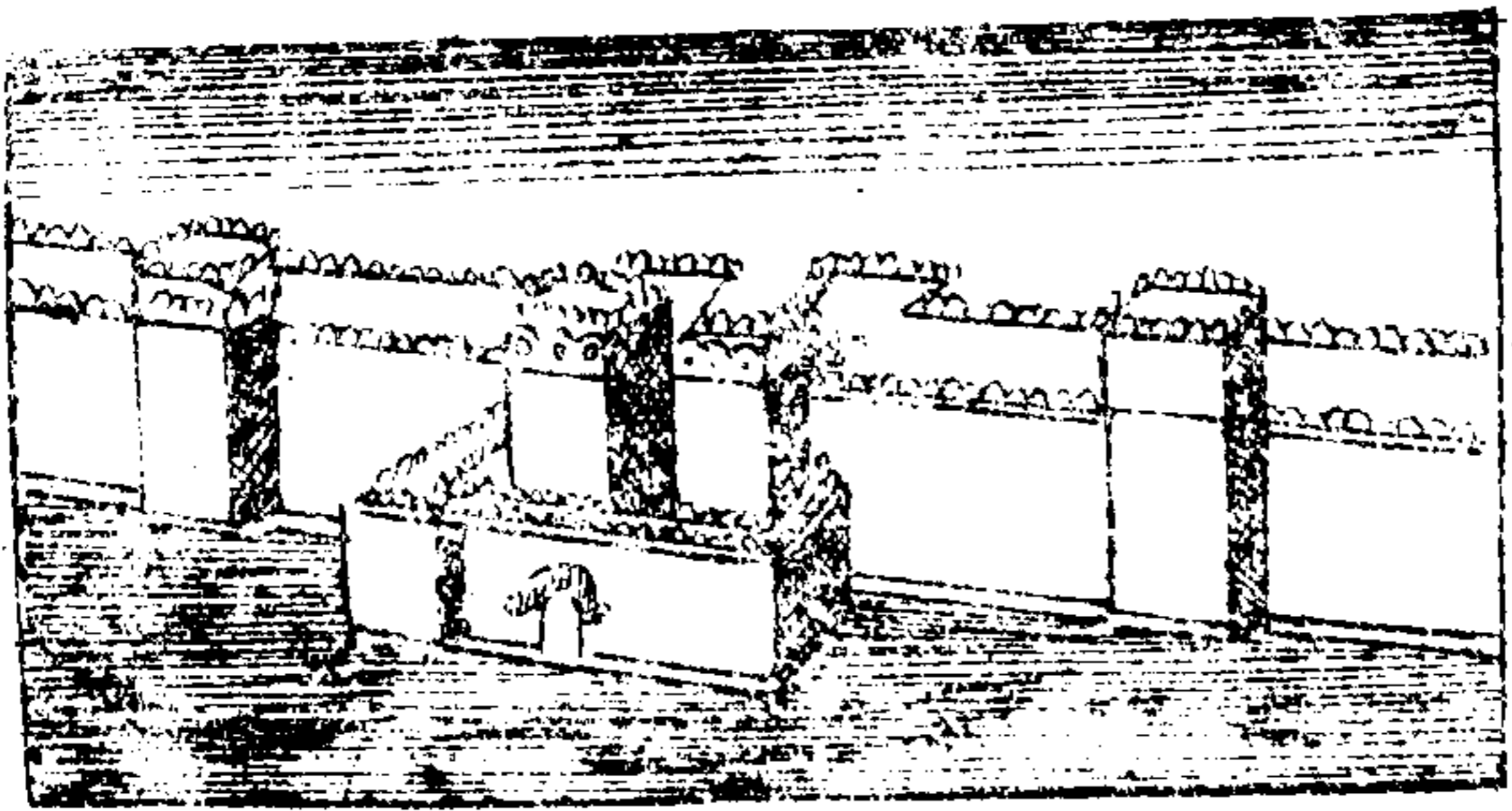
کو بھی گرفتار کر کے شہروں کو برباد کر دیا اور چار ہزار آٹھ سو میں آدمی قید کر کے انھیں سوئے کی طرف روانہ کر دیا۔

سارگن پھر دوسری بار آئینیا میں گیا اس دفعہ اور سا باکل مغلوب ہو گیا۔ اور اس کی تمام فوج اور کل خاندان کے آدمی گرفتار کئے گئے۔ اور یہ سب ملک اور شہر برباد ہو کر آگ کی نذر ہو گئے۔ دوسرے بادشاہ نے اور سا کو پناہ دی سارگن نے اس کے ملک پر بھی حملہ کر کے دارالسلطنت کو فتح کر کے برباد کر ڈالا۔ اور میں ہزار ایک سو آدمی وہاں سے قید کیئے۔ اور اس شہر کے خداوند کا مجسمہ معہ بچہ مال غنیمت اور چھ سو میں خچروں کے لے گیا اور سارگن نے جب یہ دیکھا تو بے یقین ہو کر خودکشی کر لی۔

بد کے لوگوں نے دوبارہ بغاوت کی سارگن بھرآن کی سرکوبی کر گیا۔ اور ان کو اطاعت پر مجبور کیا۔ بد کے پنیالیس رئیسوں نے آشوری بادشاہ کو اپنا خداوند تسلیم کیا۔ موشیوں اور گھوڑوں کے گلے خراج کے طور پر دیئے۔ اس کے بعد سارگن مغرب کی طرف ایشائے کوچک کی سرحد پر پہنچا وہاں کا بادشاہ شاہان آشور کا تابع تھا۔ اس کے لڑکے نے اسے سلطنت سے معزول کر دیا تھا۔ سارگن نے اس غاصب کو قید کر کے اس کی جگہ دوسرا بادشاہ مقرر کیا گیا پھر وہاں سے جنوب کی طرف فلسطین (Philistens) کے ملک میں گیا انھوں نے خراج دینے سے انکار کیا تھا۔ اور اپنے بادشاہ کو نکال کر ایک غاصب کو تخت نشین کر دیا تھا اور اپنے شہر کے گرد گہری گہری خندقیں کھود کر پانی سے بھر دی تھیں جب آشوری لشکر وہاں پہنچا تو غاصب مصر کی طرف بھاگ گیا۔ سارگن نے شہر پر قبضہ کر کے وہاں کے وہاں کے باشندوں کو قید کر لیا اور ان کی جگہ ان لوگوں کو جنھیں وہ مشرق سے پکڑ لایا تھا مقیم کر دیا۔

جزیرہ قبرس کے بادشاہوں نے خود بخود سارگن کو خراج بھیجا۔ کلدہ کے بادشاہ نے بارہ برس سے خراج بھیجنے میں تامل کیا تھا اور اس فکر میں مبتلا تھا کہ کسی طرح آدمیوں کو

آشوریوں کے قبضہ سے چھوڑائے اس لئے اُس نے شوش کے بادشاہ کے ساتھ اتفاق کر لیا شوش کے بادشاہ نے شاہِ کلدہ کی امداد کے لئے اپنی فوجیں بھیج دیں سارگن نے وجہ سے اتر کر شوش پر تاخت و تاراج شروع کی شوش کی فوجیں یہیں تک اپنے ٹھکانے کی طرف واپس آئیں۔ سارگن نے کلدانیوں پر حملہ کر دیا بابل سے متعلقہ جرات نہ کی اور سارگن بے لڑائی کے شہر میں داخل ہو گیا۔ اور وہاں کے خداوندوں کے لئے قربانی کر کے اپنے کو بابل کا بادشاہ قرار دیا۔ کلدہ کا بادشاہ شہرِ ویرانہ میں دریا کے قریب قلعہ نشین تھا اُس نے دریا کے بند توڑوا کر اُن کا پانی جنگوں میں بہا دیا تھا۔ آخر اس شہر کے سامنے لڑائی ہوئی۔ کلدانی فوج اور اُن کا بادشاہ بھاگ گیا اور اپنا سونے کا تخت رواں۔ سونے کا تخت سلطنت۔ سونے کا کھانا۔ سونے کا اور ساک اور چاندی کی گاڑیاں یہیں چھوڑ کر نود قلعہ دوریاکن میں پناہ لی۔ سارگن نے حملہ کیے قلعہ لے لیا اور بادشاہ مدعا اپنے بیوی بچوں اور خزانہ و خدنگاران محل اور تمام باشندوں کے گرفتار ہو گیا۔ اس کے بعد سارگن نے شہر میں آگ لگادی۔ اور پندرہ پناہ کو توڑوا ڈالا جب آشور کا بادشاہ سب لوگوں پر قابض ہو گیا تو اُس نے پناہ کو ایک شہر سے الگ اپنے نام پر تعمیر کرائے۔ اس لئے میوات پندرہ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ایک چھوٹے دریا کے کنارے غیر آباد جگہ انتخاب کر کے وہاں ایک شہر نام دورسارین (Dursar) رکھا۔



دورسارین کا دروازہ

یعنی قلعہ سارگن تعمیر کرایا۔ اس شہر کے راستے عمدہ اور شہر پناہ مضبوط تھی۔ شہر پناہ کے کنارے مغرب کی طرف ایک بلند سطح سطح بنائی جس کی وسعت ایک ہزار میٹر مربع تھی اس کے بنانے میں دو کروڑ تین لاکھ مہرے کعب مٹی صرف ہوئی جو قیدیوں کے ذریعہ سے ڈھلوانی گئی تھی۔

اس بلندی پر قصر سارگن بنایا گیا جس میں دوسو سے زیادہ کمرے تھے اور اس کی چھتوں کی کڑیاں از سر و بستہ اور آبنوس کی لکڑی سے بنائی گئی تھیں۔ محل کے دروازوں کے دونوں جانب بڑے بڑے مجسمے گلے کے نصب کئے گئے جن کا سر آدمی کا تھا اور دیواریں مینا کارائینٹوں اور مرمری نقوش سے مزین تھیں جن میں سارگن کی لڑائیوں کے نقشے اور تصویریں تھیں۔ اور فتوحات کی تفصیل بطور کتبے کے درج تھی۔

سارگن ۶۷۰ قبل مسیح میں اپنا تمام دربار خزانہ اور بیت جن کو وہ خدا سمجھتا تھا آٹھ نئے پایہ تخت میں لے گیا اور وہاں ایک سال رہنے کے بعد وہیں مار ڈالا گیا۔

سارگن کا بیٹا سارگن جو اس وقت باپ کی جانب سے بابل کا حاکم تھا آشور میں آکر بادشاہ ہوا لیکن شاہ آشور کے تمام باجگزار بادشاہ سارگن کے مرنے کی خبر سن کر باغی ہو گئے۔ سارگن کا بیٹا سارگن نے پر مجبور ہوا چنانچہ دو سال اس میں صرف ہوئے۔ پھر وہ شاہ کرڈونیا (Kardunias) پر جو کلدہ پر قابض ہو گیا تھا حملہ آور ہوا۔ بابل سے چند کیلومیٹر کے فاصلہ پر بڑی زبردستی لڑائی ہوئی آخر شاہ کرڈونیا اپنے گاڑیاں گھوڑے اور اونٹ سب چھوڑ چھا کر دلدلی علاقہ کی طرف بھاگا۔ اور پہاڑ کی گھاٹیوں میں پناہ لی۔ سارگن نے بابل میں پہنچ کر شاہی خزانہ پر قبضہ کر لیا اور شاہ کرڈونیا کی بیویوں و باری امرا اور سپاہیوں غرض سب کو قید کر لیا۔ پھر اس نے ۹۰ قلعے اور آٹھ سو اٹھائیس گاؤں فتح کر کے ان باشندوں کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ بابل کے ایک نجومی کے لڑکے کو جس نے دربار

میں پرورش و تربیت پائی تھی بابل کا حاکم بنا دیا۔ واپسی کے وقت ساحل فرات سے گزرتے ہوئے دو ہزار آٹھ سو زن و مرد قیدیوں اور سات ہزار پانسو گھوڑوں پانچ ہزار تین سو تیس اونٹوں اور ستر ہزار گایوں اور دس ہزار آٹھ لاکھ بکریوں کو ہمراہ لے نینوا میں داخل ہوا۔



سناخریب لشکر کشی کے وقت

اب سوریہ کی نوبت آئی اس ملک کے بادشاہوں نے بھی خراج دینے سے انکار کیا تھا۔ اور مصر کے بادشاہ کے ساتھ مل گئے تھے۔ سناخریب کو ہتھان سے گزر کر اچا سوریہ میں پہنچ گیا اکثر بادشاہ بھاگ گئے۔ عسقلان کا بادشاہ مقابلہ کے لئے نکلا مگر اپنے اہل و عیال اور خاندان سمیت گرفتار ہوا آشوری اُس کو آشور میں لے آئے۔ نیشی مصر کے بادشاہوں نے بڑھکر آشوریوں پر حملہ کیا مگر انہوں نے بھی شکست کھائی۔ یہود ابرباد ہو گیا اور دو لاکھ آدمی قید ہوئے۔ پھر سناخریب نے سرزمین مصر کی طرف قدم بڑھایا۔ شاہ ایتوپی اپنی فوجوں کو لے کر یہاں آ گیا تھا مگر جیسا کہ تاریخ مصر

میں مذکور ہے آشوری فوجوں میں بیماری پھیل گئی تھی لہذا سنا خریب بغیر لڑائی واپس چلا آیا۔
 کلدانیوں نے پھر بغاوت کی سنا خریب ناگہانی طور پر بابل کی طرف بڑھا۔ اور بغیر لڑائی
 کے اُس ملک میں پہنچ کر دریا کے ساحلی ملک کو فتح کر لیا۔ بادشاہ بیت یاکن (Bitiyakin)
 ان بتوں کو جنہیں وہ اپنا معبود سمجھتا تھا لے کر کشتی کے ذریعہ سے بھاگ گیا لیکن اُس کا سارا
 خاندان گرفتار ہوا۔ آشوریوں نے بیت یاکن کے شہروں کو برباد کر دیا اور وہاں کے
 معزز لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ سنا خریب نے اپنے بڑے لڑکے کو کلدہ کی سلطنت دی یہی
 بیت یاکن کے لوگ جو بھاگ گئے تھے۔ انھوں نے شوش میں پناہ لی اور پھر دوبارہ
 آمادہ جنگ ہوئے۔ سنا خریب نے قنیقیہ سے ایک کپتان ملاح کو لا کر اُس کی نگرانی
 میں نینوا کی قریب کشتیوں کا ایک دستہ مرتب کرایا۔ اور پانچ دن میں دجلہ کو طے کر کے
 سمندر کے قریب پہنچ گیا۔ اول سمندر کے دیوتاؤں کے لئے قربانی کی پھر بطور نذر کے
 سونے کی چھوٹی کشتیاں اور پھلیاں سمندر میں ڈالیں اُس کے بعد شوش میں پہنچ کر اس
 حکومت کے بہت سے شہروں کو منہدم کر دیا۔ اور وہاں کے باشندوں کو گرفتار
 کر کے کشتیوں پر اپنے ساتھ لے آیا۔ اس عرصہ میں بابل والوں نے بغاوت کی سنا خریب
 نے واپس جا کر باغیوں کے سردار کو گرفتار کر کے آشور میں بھیج دیا۔ فصل بہار میں پھر
 دوبارہ شوش پر حملہ کیا اور اس سرزمین کے چونتیس قلعوں کو فتح کر کے ان قلعوں کے
 باشندوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور جن لوگوں کو وہ مغرب لایا تھا انہیں وہاں آباد
 کیا لیکن جو باغی بادشاہ بابل سے بھاگ گیا تھا اُس نے پھر پٹ کہ تخت پر قبضہ کیا
 اور بڑے معبد کے خزانوں پر متصرف ہو کر شوش کے بادشاہ سے مدد کی درخواست
 کی۔ چنانچہ کلدانیوں اور شوشیوں نے مل کر سنا خریب سے جنگ کی مگر مغلوب ہوئے۔
 سنا خریب خود اس واقعہ کو یوں بیان کرتا ہے۔

ہمارے گھوڑوں کے زین اور لڑنے کے ہتیار دشمنوں کے خون میں ایسے ہو گئے

تھے جیسے دریا میں تیرتے ہوں۔ فوجی گاڑیوں نے نعشوں کو کچل ڈالا تھا اور میں نے فتح کی نشانی کے لئے مردوں کی انگلیاں کٹوا دیں اور جن لوگوں کو میں نے زندہ گرفتار کیا سب ان کے ہاتھ کٹوا دیئے۔“

سنا خریب نے فتح کے بعد بابل سے انتقام لیا۔ شہر کو جلا ڈالا۔ شہر سپاہ اور معبدوں کو گروا کر ان کے ملبہ کو دریائے فرات میں ڈلوادیا۔ پھر آشور میں واپس آکر شہر نینوا کی توسیع اور نوروں کے کھودنے اور ایک عالی شان محل کے تعمیر کرنے میں جنگی قیدیوں سے کام لیا۔

خداوند آشور نے مجھ کو زمین کی تمام سلطنتوں کا حاکم کر دیا۔ میرے تمام دشمن مجھے ڈرتے ہیں۔ کسی میں یہ جرات نہیں ہے کہ مجھے مقابلہ کرے۔ سب کے سب میرے سامنے سے پرندوں کی طرح اڑتے ہیں۔“

تھوڑے عرصہ کے بعد سنا خریب جب کہ وہ اپنے خداوند پر قربانی چڑھا رہا تھا اپنے دو لڑکوں کے ہاتھ سے مارا گیا (سابقہ ق م)۔

مگر آشوریوں نے قاتل لڑکوں کی اطاعت قبول نہ کی بلکہ سنا خریب کے دو سب سے بڑے آسارہا دونوں *Assarhaddon* نامی کو اُس کے باپ کا جانشین بنایا اُس نے پھر بابل کو نہ سر نو تعمیر کرایا جسے سنا خریب نے خراب کر دیا تھا اور خود معماروں کا لباس پہن کر اس تعمیر کی پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھی۔ آسارہا دونوں نے بھی شاہان آشوری کی طرح اپنی زندگی شمالی ہستائینوں اور کلدانیوں اور اہل شام سے لڑنے میں گزار دی اس نے ارادہ کیا کہ عرب کے جنگلوں کو عبور کر کے ولایت افریقا میں جائے۔ کیوں اُس نے سنا تھا کہ وہاں بڑے بڑے نر لے جمع ہیں چنانچہ اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا اور ایسے ملک میں پہنچا جو بالکل ویران تھا آشوریوں نے اُس زمین کا نام ارض عطش (پیماس کی سرزمین) رکھا آسارہا دونوں نے جب ہی روز تک پتھروں اور ماسپ بچھوؤں کے سوا وہاں کچھ نہ دیکھا تو ایک پہاڑ کے دامن

میں کچھ دیر ٹھہر کر واپس چلا آیا۔ آسارہا دون نے دوسرے بار سوریہ پر پھر حملہ کیا۔ اور اس مرتبہ مصر کو بھی لے لیا۔ بادشاہ ایتوپی کو شکست دے کر بھگا دیا پھر درہ نیل سے اوپر کی طرف گیا۔ شہر طبع فتح کر کے پامال کیا۔ وہاں کے مجسمے اور معبدوں کی آرائش کا سامان وغیرہ آشوری میں بھیجا یا۔ اس کے بعد آشوری بہادروں کو مصر کے ڈیلٹا کے قلعوں میں چھوڑ دیا اور مصر کو بیس بادشاہوں میں تقسیم کر دیا انہوں نے آسارہا دون کو اپنا خد او نذ تسلیم کیا اور اُسے خراج دینا منظور کر لیا۔ آسارہا دون نے اپنا لقب مصر کے بادشاہوں کا بادشاہ (شاہنشاہ مصر) قرار دیا (۱۸۰۰ قبل میلاد) اور وہی کے وقت سوریہ سے گزرا۔ اُس سرزمین میں اُن پہاڑیوں پر جو نرالکلب کا احاطہ کے ہوئے تھیں بادشاہ مصر اس دن نے اسے بہت پہلے اپنی تصویر اور اپنی فتوحات کے متعلق ایک کتبہ لگایا تھا آسارہا دون نے اس کتبہ کے پہلو میں اپنی تصویر بنوائی اور ایک کتبہ میں فتح مصر کی تفصیل لکھوائی۔ پھر حکم دیا کہ تمام شاہانِ سوریہ آکر معیت و اطاعت کا عہد کریں ۲۲ بادشاہوں نے آکر اطاعت کا حلف اٹھایا آسارہا دون نے آشور واپس آکر کالاک میں ایک نیا محل بنوایا جس کے جلوخانہ میں بیچ دار شیروں (شیربر) کے مجسمے اور ابوالہول نصب کئے اس محل میں داخل ہونے سے پہلے ایک بڑے زینہ اور اس جلوخانہ سے گزرنا پڑتا تھا۔ اُس کا دروازہ آبنوس کا تھا۔ جس کی چوکھٹ اور کواڑوں میں لوہے ہاتھی دانت اور چاندی کے ٹکڑے بڑے بڑے ہوئے تھے۔ اُس کے ستون سرد کی لکڑی کے تھے جس پر دہاتوں کے ٹکڑے بڑے تھے۔ اور چھت ارزکی منقش لکڑی کی تھی۔

آسوربانی پال | جب آسارہا دون بوڑھا اور ضعیف ہو گیا تو وہ بابل چلا گیا اور اس نے

لڑکے آسوربانی پال *Assurbanipal* کو ۶۶۰ قبل مسیح میں اپنی جگہ

تخت نشین کر دیا آشوری فوجوں نے پھر مصر سوریہ آرمینیا اور شوش سے لڑائی شروع کی

مصر میں آشوری فوجیں ایتوپیا کے لشکر کو شکست دے کر طب تک گئیں اُس بعد آسور بانی پال واپس چلا آیا۔ لیکن اُس کی داپسی کے ساتھ ہی ایتوپیا کے بادشاہ نے بھی مراجعت کی اور طب اور منفیس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ پھر آشوری مصر میں رہ گئے تھے وہ مغلوب ہو کر قید ہو گئے اور آسور بانی پال کو مجبوراً پھر دوبارہ فتح مصر کے لئے جانا پڑا اس مرتبہ اُس نے طب کو برباد کر دیا اور جو کچھ سونا چاندی جواہرات کپڑے گھڑے اور غلام اُس کے ہاتھ آئے سب کو لیکر آشور چلا آیا۔ دوستوں جو مسجد طب کے دروازہ کے سامنے نصب تھے اور جن پر سر سے پاؤں تک نقوش کندہ تھے اُنہیں بھی وہ اپنے ساتھ لے گیا شام میں قنیقیہ کے بادشاہ جنہوں نے خود سری اختیار کی تھی اب وہ بھی مجبور ہوئے کہ اپنی بیٹیاں بادشاہ آشور کے حوالے کریں۔ آخر وہ مجبور ہو کر اپنی لڑکیوں کو نینواسے لے گئے۔ لیکن مشرق کی طرف یعنی شوش اور کلدہ میں سخت لڑائیاں ہوئیں شوش کا بادشاہ تومانی نامی مغلوب و گرفتار ہوا اور فوج کے سامنے اُس کا سر کاٹا گیا۔ جو مدت نینواس کے دروازے پر لٹکتا رہا۔ وہ قاصد جو تومانی نے اپنی شکست سے پہلے بادشاہ آشور کے پاس بھیجے تھے وہ سینجری کی حالت میں نینواس میں پہنچے اور اپنے آقا کا سر کٹا ہوا دیکھ کر ایک نے خودکشی کر لی اور دوسرا گرفتار کر لیا گیا۔ شوش کے دو دیگر سرداروں کو اربیل میں لے جا کر پہلے اُن کی زبان کاٹی۔ پھر زندہ کھال کھینچی پھر انھیں دکھتی آگ میں ڈال دیا۔ تومانی کے لڑکوں کے ہونٹھ کاٹ کر انھیں اُن کے ملک میں واپس بھیج دیا تاکہ وہ دوسروں کے لئے موجب عبرت ہوں اور پھر بغاوت کا قصد نہ کریں۔

آسور بانی پال کا چھوٹا بھائی کلدہ میں بابل کا حاکم تھا۔ اُس نے بھی بغاوت کی اور کچھ ماں و اسباب معبدوں میں جمع تھا اُس سے فوج مرتب کی۔ لیکن وہ شہر بابل میں محصور کر لیا گیا۔ اُس کی فوج میں اُس قدر فحط پڑا کہ لوگوں نے اپنے لڑکے لڑکیوں کا گوشت کھانا شروع کیا آخر کار وہ گرفتار ہو کر زندہ چلا یا گیا۔ اُس کی فوج کے بعض آدمی بھوک سے مر گئے اور بعض نے خودکشی کر لی۔ جو لوگ زندہ گرفتار ہوئے وہ بھی اپنے ساتھیوں سے زیادہ خوش قسمت نہ تھے چنانچہ آسور بانی پال خود لکھتا ہے۔

اُس نفع میں جن لوگوں نے خداوند آشور کے متعلق کلمات کفر کے تھے میں نے اُن کی زبانیں کٹوائیں اور مار ڈالا جو سپاہی زندہ گرفتار ہوئے انھیں میں نے پردار گایوں کے سامنے جن کو میرے دادا سنا خزیب نے بنوایا تھا اُس کے مقبرے میں لے گیا اور اُن کی کھالیں کچھوئیں اور اُن کا گوشت گیدڑوں، ہوانی پرندوں اور دربا کی مچھلیوں کو کھلا دیا اور اس طرح اپنے خداوندوں کا عصہ فرو کیا جو اُن کے اعمال قبیح سے تیز ہو گیا تھا۔

شوش کے بادشاہ نے پھر لڑائی شروع کی آشوریوں نے اُس کا ملک لیا اور اُس کے دارالسلطنت کو غارت کر دیا آسور بانی پال نے سلطان شوش کا سونا چاندی اور اُس کو خداوندوں کے ہیکلوں کا سامان لوٹ لیا۔ پردار شیروں اور گایوں کے مجسمے توڑ ڈالے۔ مقدس جنگلوں میں آگ لگائی قبریں کھدوا ڈالیں اور بادشاہوں کے مجسمے خراب کر دیئے۔ خاندان سلطنت کے لوگوں، سرداروں اور جنگجو آدمیوں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گیا چنانچہ خود آسور بانی پال کتا ہے۔ اُس ملک میں کوئی بستی اور کھیتی اور مویشی کا گلہ باقی نہ رہا۔ اور اُس سرزمین کو میں نے ہرنوں گورخروں اور درندوں کے لئے چھوڑ دیا۔

آسور بانی پال کے محل میں فتح شوش کی تصویریں بنی ہیں کہ قیدیوں کی کھالیں کھینچی اور آنکھیں نکالی جا رہی ہیں۔ کان اور ناخن کاٹے جا رہے ہیں۔ آسور بانی پال نے اس فتح کی خوشی میں نینوا میں جشن کیا اور گاڑی میں سوار ہو کر نکلا جس کو چار قیدی بادشاہ کھینچتے تھے۔ آشور کا یہ بادشاہ شکار بھی خوب کھیلتا تھا۔ چنانچہ وہ خود اپنی تعریف میں لکھتا ہے کہ میں نے کئی شیر اپنے ہاتھ سے مارے اور شکاریں ایک شیر کی دم پر گرز گاں *Naryal* دیوتا کی مدد سے جویری مدد کرتا ہے گرز کی ایک ضرب سے اُس کا سر توڑ ڈالا۔

آسور بانی پال کبھی گاڑی میں سوار ہو کر اور کبھی بیدل شکاریں جایا کرتا تھا۔ اور کبھی کشتی میں مہیکر جاتا تھا۔ اس بادشاہ کے پاس کسی باغ تھے جن میں درندے پالے گئے تھے۔ وہ کبھی کبھی تفریح کے طور پر اُن کی طرف تیر چلاتا تھا۔ شیر خیزے میں بند کر کے اُس کے سامنے لا کر چھپاتے تھے۔ بادشاہی محل میں ایک تصویر اس واقعہ کی بنی ہے۔ ایک شخص پتھر کے کاروانہ

کھول رہا ہے اور شیر اُس سے باہر نکل رہا ہے۔

آسور بانی پال نے مینوا کی زینت میں بھی بہت کوشش کی اس نے سناخریب کے محل کو آہستہ کیا۔ اور کئی کمرے اضافہ کئے دیواروں پر لڑائیوں کی اور شکاروں کی تصویریں بنوائیں۔ اس محل میں ایک کتب خانہ بھی دیکھا گیا ہے جس میں اوراق کی جگہ اینٹیں استعمال کی گئی ہیں ہر اینٹ پر دونوں جانب باریک خط سے لکھا گیا ہے۔ یہ اوراق لائینٹس شکستہ حالت میں ایک تو وہ کی طرح دستیاب ہوئے تھے جو انگلستان بھج دیئے گئے۔ اور وہاں پڑھے گئے۔ ان میں آشوری زبان کی صرف و نحو اور لغت اور ممتاز سرداروں اور شہروں کے نام درج تھے۔ نیز نوحہ ریاضی اور علم سحر کے رسالے تھے جس جگہ یہ اینٹیں رکھی تھیں ان کی وسعت سو میٹر مکعب سے زیادہ تھی۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ان اوراق کا مجموعہ پانسو جلد تھا اور ہر جلد میں پانسو صفحے تھے۔

مینوا کی تباہی | ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آشوریوں کا آخری معزز بادشاہ آسور بانی پال ہی تھا اُس کے بعد اُس کا لڑکا تخت نشین ہوا لیکن اُس کے واقعات مفصل معلوم نہیں ہوئے البتہ اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس زمانہ میں شمالی جنگوں سے سواروں کے ایک دستہ نے آگر آشور اور ایشیا کوچک کو کئی سال تک تاخت و تاراج کیا اُس کے بعد بابل کے حاکم نابوپلا سار (Nabopolassar) نامی بغاوت کر کے کلدان کے تخت و تاج کا مالک ہو گیا۔ مد کے بادشاہ نے بھی اس عرصہ میں اپنی سلطنت اور طاقت بہت بڑھالی تھی۔ نابوپلا سار نے اُس سے سازش کی مد کے بادشاہ کی لڑائی کے ساتھ نابوپلا سار کے لڑکے نے شادی کر لی۔ پھر کلدانیوں اور مدیوں نے متفق ہو کر آشوریوں پر حملہ کیا اور مینوا کو چھین لیا۔ کہتے ہیں کہ جب آشوری بادشاہ نے دیکھا کہ دشمن پائنت میں داخل ہو گیا ہے تو اُس نے اپنے کوشا ہی محل میں جلا ڈال (۶۵۰ ق م) (میں)

اس بادشاہ کا صحیح نام معلوم نہیں ہو بعضوں نے ساراکوس لکھا ہے۔ حملہ آوروں نے تمام آشوری شہروں مثلاً کالاک۔ دور۔ ساریوکن۔ آشور۔ اور مینوا میں آگ لگا دی۔ اور سب کو کچھ اس طرح برباد کر دیا کہ پھر آباد ہی ہو سکے۔ فاتحین نے جلد کا بند مینوا کی طرف کھول دیا۔ جس سے زمین صاف ہو کر برابر ہو گئی۔ اور اُس شہر کا نشان بھی باقی نہ رہا۔ اور یہ حالت

ہوگی کہ کوئی شخص نہیں معلوم کر سکتا تھا کہ آشور کا دارالسلطنت کہاں تھا۔ ایشیا کی جو قومیں شاہانِ مینوا کے ہاتھ سے تکلیف میں تھیں مینوا کی خرابی پر وہ بہت خوش ہوئیں جیسا کہ یہودیوں کے ایک پیغمبر نے کہا ہے۔

مینوا کیا ہوا جو شیروں کی جگہ اور بہادروں کا مقام تھا اس خونخوار پر ظلم اور چھوڑ شہر راہیں اور آشوری قوم بھی آشوری دارالسلطنت کے ساتھ معدوم ہو گئی۔ اور ملک کو فاتحین نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ بادشاہ مد نے شمال و مشرق کی طرف دجلہ تک لے لیا۔ باقی ملک پر کارد کے بادشاہ نے قبضہ کر لیا۔

ساردانا پال کا افسانہ | چون کہ یونانی آشوریوں کی تاریخ نہیں جانتے تھے اس لیے انہوں نے سلطنتِ مینوا کی تباہی کا ایک افسانہ نقل کیا ہے جو بہت مشہور ہو گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مینوا کا بادشاہ ساردانا پال *Sardanapal*، نامی اپنی ناقابلیت کی وجہ سے عورتوں کے کپڑے پہننے پر بہت مائل تھا۔ اُس کی زوجہ کا ایک سردار جس کا نام آرباس تھا اور جو باشندگانِ مدی میں سے تھا۔ ایک مرتبہ اتفاقاً اُس کے محل کے کمرہ میں چلا گیا۔ اور بادشاہ کو عورتوں کے لباس میں دیکھ کر اُسے بادشاہ سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اُس نے حاکمِ بابل سے کہا کہ بہت اچھا ہے کہ اسے سلطنت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ حاکمِ بابل نے زوجہ کے سرداروں کے ساتھ متفق ہو کر حملہ کیا ساردانا پال نے بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر بھاگ نکلا پھر دو برس تک مینوا میں مدافعت کرتا رہا آخر کار دجلہ میں طوفان آیا اور شہرِ مینوا کا ایک حصہ منہدم ہو گیا ساردانا پال نے جب یہ دیکھا کہ اب مدافعت نہیں ہو سکتی تو محل پر ایک زبردست متجنیق قائم کر کے گل سونا چاندی اور قیمتی لباس وہاں جمع کر کے معہ اپنی بیوی اور اپنے غلاموں کے آگ لگا کر جل گیا۔ یونانی اس واقعہ کا اٹھویں صدی قبل مسیح کے وسط میں پیش آنا بیان کرتے ہیں۔

تیسری فصل

سلطنت بابل

نئی سلطنت کلدہ کی بنا | جس زمانہ میں آشوری کلدہ پر حکمراں تھے اس ملک میں ایک نئی قوم نمودار ہوئی جو قدیم کلدانیوں سے مختلف تھے یہ نئے کلدانی بھی آشوریوں کی طرح بڑے جنگجو تھے۔ یہودیوں کے ایک پیغمبر نے ان لوگوں کی تعریف میں کہا ہے۔

جدید کلدانی ایک میرحرم اور جلد باز قوم ہے۔ اس قوم کے لوگ تھوڑے عرصہ میں تمام ملک میں گشت کر لیتے ہیں تاکہ دوسروں کے مکان چھین لیں۔ ان کے گھوڑے تیندوؤں سے زیادہ چالاک اور بھیڑوں سے زیادہ تیز رو ہیں۔ جو رات کو جنگلوں میں دوڑتے ہیں۔

بابل کا ایک حاکم نابوپلا سار نامی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے آشوریوں کے بادشاہ سے باغی ہو کر کلدہ کا بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ نینوا کی خرابی کے بعد تمام بین النہریں اور فرات کے ساحلی ممالک اُس کے قبضہ میں آگے۔ فنیقیہ اور سوریہ کے بادشاہوں کو بھی وہ اپنا میطع سمجھتا تھا۔ چنانچہ جو خراج یہ لوگ سلاطین آشور کو دیتے تھے اُس کا مطالبہ اس بادشاہ نے اُن سے کیا۔ اس غرض کے لئے اپنے بیٹے کو کچھ فوجیں دے کر ان بادشاہوں کے مقابلہ میں بھیجا۔ اُس نے نہروں کی مرمت اور فرات کے بند بندھوائے۔ بابل اور کابل کے بہت سے شہروں کی عمارتیں برباد ہو گئی تھیں اُن کی بابل کی شہر بنیاد کو بلند کیا۔ شاہی محل کی تجدید کی اور مرمت کرائی اور بانی بابل کے عہد حکومت میں یہ تمام عمارتیں شکستہ اور منہدم ہو گئی تھیں۔ یہ کام ابھی پابہ تکمیل کو نہیں پہنچے تھے کہ نابوپلا سار عمر طبعی کو پہنچ کر بوڑھا

ہو گیا اور آخر ایک دن تمام کاموں کو ادھورا چھوڑ کر مر گیا (۶۵۴ قبل مسیح)

بنو کد نزر | نابو پلا سار کا لڑکا بنو کد نزر (Nabushodanasar) جو اپنے

باپ کے زمانہ ہی میں شاہی کالقب رکھتا تھا ایک بہت مشہور بادشاہ ہوا ہے۔ اس بادشاہ

نے کئی لڑائیاں سر کیں۔ مگر لڑائی کے ایام میں اُس کی توجہ مغرب ہی کی طرف مبذول رہی

مصر کے بادشاہ نختانو نے سلطنت آشور کی تباہی دیکھ کر سوریہ پر حملہ کر دیا اور اُس ملک

کے چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کو مجبور کیا کہ اُس کی اطاعت کریں۔ بنو کد نزر اُس کے مقابلہ

لئے روانہ ہوا دونوں میں بمقام کارکیش جو فرات کے کنارے واقع ہے لڑائی ہوئی آخر مصریوں

نے شکست کھائی اور بنو کد نزر نے ملک شام کو لے لیا اور پلو زیمک جو مصر کی سرحد ہے بڑھتا

ہوا چلا گیا (۶۴۵ قبل مسیح) اسی زمانہ میں اُس کا باپ مر گیا اس لئے مجبوراً واپس چلا آیا۔

بادشاہ مصر نے شاہانِ فلسطین اور فینیقیہ کو کلدانیوں کے خلاف ابھارا اور بادشاہ

ژودا (یہودا) سے بھی تحریک کی بنو کد نزر پھر اُس علاقہ میں پہنچ گیا اور اُس نے یہودیوں کو

جبراً مطیع کیا (۶۰۵ قبل مسیح)

چند سال کے بعد آپری میں مصر کے نئے بادشاہ نے سوریہ پر دوبارہ حملہ کیا۔ یہودیوں

نے بھی اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کے بغاوت کر دی بنو کد نزر پھر سوریہ میں آیا اور چونکہ وہ

نہ اس مرتبہ اس قصبے کو فیصل کرنا چاہتا تھا اس لئے اُس نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا

اور اُسے فتح کر کے تباہ و برباد کر ڈالا اور وہاں کے لوگوں کو قید کر کے بابل لے گیا۔ اُس کے

بعد مصر کے محاصرہ کی طرف متوجہ ہوا (کہتے ہیں کہ اس محاصرہ نے تیرہ سال تک طول کھینچا)

مگر جب کلدہ کا بادشاہ اُسے فتح نہ کر سکا تو اُس نے وہاں کی تجارت بند کر دی اور اس طرح

صور کے بادشاہ کو مجبور کیا کہ وہ اُس کی اطاعت قبول کرے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بنو کد نزر مصر

کی تسخیر کے لئے بھی آیا تھا۔ لیکن دراصل اُس نے صرف مختصر لشکر کشی پر قناعت کی تھی۔ بنو کد نزر

نے اپنے کبتوں میں ان لڑائیوں کا کچھ ذکر نہیں کیا ہے لیکن ہیشیا میں وہ فازی کے نام سے

مشورہ پر۔ بلکہ اکثر یونانی بطور حکایت کے کہتے تھے کہ اس بادشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ یورپ کا بھی سفر کیا اور جبل طارق تک پہنچ گیا تھا۔ یہودی جن کو بنو کد نذر قید کر کے لے گیا تھا وہ اسے دنیا کا عظیم الشان بادشاہ سمجھتے تھے مگر عداوت کی وجہ سے ظالم اور بوالہوس کہتے تھے۔ تورات کی تحریروں کے مطابق ایک دن بنو کد نذر نے ایک بہت بڑا مجسمہ خواب میں دیکھا جس کا سر سونے کا اور بازو اور سینہ چاندی کا اور پیٹ اور رانیں پتیل کی اور پٹہ لیا لوسہ کی اور پاؤں گل سرخ کے تھے۔ بنو کد نذر اس مجسمہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اس اٹنا میں ایک پتھر ہاڑسے الگ ہوا اور بغیر اس کے کہ کوئی اُسے اٹھا کر پھینکے خود بخود مجسمہ کے پاؤں پر آگرا جس سے مجسمہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ٹکڑے بھی غائب ہو گئے۔ پھر اس پتھر نے بڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ تمام دنیا اُس کے پھیلاؤ سے بھر گئی۔

بنو کد نذر نے اس خواب کی تعبیر دریافت کی مگر کوئی نہ بتا سکا۔ البتہ دانیال پیغمبر نے اس خواب کی تعبیر بیان کی۔ تورات میں لکھا ہے۔

بنو کد نذر اپنے غرور کی وجہ سے پاگل ہو گیا۔ ایک دن وہ اپنے کوٹھے پر کھڑا ہوا تا شام دیکھتا تھا کہ اُس حالت میں اُس نے آسمان سے یہ آواز سنی کہ یہ جو تجھ پر ظاہر کیا گیا تھا۔ اسے بنو کد نذر تیری سلطنت دوسروں کے ہاتھ میں چلی جائے گی اور تو انسانی جماعت سے بھاگ کر جنگلی جانوروں کے ساتھ بسر کرے گا اُس وقت تو یقین کریگا کہ خدا تمام سلطنتوں اور حکومتوں پر پورا اقتدار رکھتا ہے اور جسے وہ چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے۔

بنو کد نذر دیوانہ ہو گیا اور سمجھنے لگا کہ میں مسخ ہو کر گائے کی صورت ہو گیا ہوں پھر شاہی محل سے بھاگ کر بلع میں رہنے لگا وہاں جانوروں کی طرح سے چلاتا تھا اور گھاس کھاتا تھا چاروں ہاتھ پاؤں سے چلتا تھا اور اُس کی کثافت انتہا کو پہنچ گئی تھی جس سے لوگوں کو نفرت ہوتی۔ اُس کے بال بڑھ کر عقاب کے پر سے مشابہ ہو گئے تھے اور ناخن گویا شکاری جانوروں

کے پختے تھے۔

لیکن سات مہینے کے بعد اُس نے صحت پائی اور یہودیوں کے خدا کی قدرت کا قابل ہو گیا۔ بنو کہ نزر ہمارے تاریخوں میں بخت نصر کے نام سے مشہور ہے اور بہت سی باتیں اُس کے متعلق بیان کی گئی ہیں۔

بابل | بنو کہ نزر زیادہ تر بابل کے شہروں کے استحکام اور زینت کی طرف مائل رہا۔ اُس نے بابل کو دُنیا کا عظیم الشان شہر اور ایشیا کی ملکہ یا بالفاظ دیگر عروس البلاد بنا دیا تھا۔ ہیرڈوٹس جس نے اُسے ایک سو پچاس برس بعد دیکھا، لکھتا ہے کہ بابل کے ساتھ کسی شہر کو کوئی نسبت نہیں۔ بابل فرات کے دونوں طرف بنایا گیا تھا اور اُس کے گرد دو فصیلیں تھیں ایک بڑی فصیل جو تمام شہر کے گرد تھی یہ مربع تھی اور اس کی ہر سمت پندرہ کیلو میٹر لمبی تھی اس دیوار کے چاروں طرف ایک گہری اور چوڑی خندق تھی جس کی وجہ سے کوئی دشمن دیوار تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جو مٹی خندق گھودنے سے نکل تھی اُس سے اینٹیں تیار کر کے ان اینٹوں سے شہر بنا ہوا کی تعمیر کی تھی اور گاری کے عوض رال پکا کر کام میں لائی گئی تھی۔ ان اینٹوں کو درجہ بدرجہ رکھتے تھے اور ہر تین درجے کے درمیان بانس کا ایک مٹھا پیٹ کر رکھتے تھے جو حصار اس طرح بنایا گیا تھا وہ پچانوے میٹر بلند تھا۔ اور ۲۵ میٹر دیوار کی موٹائی تھی۔ دیوار کے سرے پر اس قدر چوڑائی رکھی گئی کہ اُس پر دو گاڑیاں برابر چل سکتی تھیں اس شہر بنا ہوا کے دو سو پچاس برج تھے۔ دو دو برج ملا کر بنائے گئے تھے۔ گویا ان برجوں کے ایک سو پچیس جوڑے تھے۔ سو دروازے مٹھوس پیل کے تھے۔ دریا کے فرات بیچ شہر میں سے گزرا تھا اُس کے دونوں کناروں پر دو بند بہت اونچے بنائے گئے تھے جن میں چھوٹے چھوٹے رستے تھے۔ دریا کے اوپر ایک پتھر کا پل بنا ہوا تھا جس کی چھت چوبہاروں کی چوبہاروں سے پاٹ دی گئی تھی۔ رات کو یہ چھت اٹھالی جاتی تھی اور دن کو رکھی جاتی تھی گویا رات کو دریا بغیر پل کے رہتا تھا ہیرڈوٹس لکھتا ہے کہ رات کو دریا کا پل اٹھا لیتے تھے

تاکہ اس طرف کے آدمی اُس طرف چوری کے لئے نہ جاسکیں نہ اُدھر کے آدمی ادھر آسکیں
شہر بابل کے مکانات دو منزلہ سے منزلہ اور سب ایک ہی صف میں تھے سڑکیں سیدھی اور
ترتیب کے ساتھ تھیں اور ایک دوسرے کو قطع کرتے ہوئے زاویہ قائمہ بناتی تھیں۔ شہر مربع
حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ۲۵ سڑکیں فرات کے متوازی اور ۲۵ عمود کی طرح تھیں۔ ہر سڑک
کے دونوں طرف ایک ایک دروازہ شہر سپاہ کا تھا۔ سڑکوں کی تقسیم نے قلعہ کی زمین کا کچھ
زیادہ حصہ نہیں گھیرا تھا۔ اُس کی فضا کا زیادہ تر حصہ باغوں اور گیہوؤں کے کھیتوں میں چھپا
ہوا تھا۔ درحقیقت بابل صرف شہر ہی نہ تھا بلکہ ایک ملک کی شکل پر اس قدر وسیع تھا کہ تمام
ضروری چیزیں لوگوں کو بغیر بیرونی امداد کے وہیں مل سکتی تھیں۔

بابل کی عمارتیں | بنو کلد نزر نے دارالسلطنت کو فرات کے بائیں کنارے ایک احاطہ کے
اندر بنوایا۔ چنانچہ وہ اپنے کتبہ میں لکھتا ہے۔

چوں کہ مار دوک خداوند (دیوتا) نے مجھ کو بادشاہ کیا ہے میں نے شہر بنوانے میں
سخت محنت اور کوشش کی بابل میں جسے میں آنکھ کی پتلی کی طرح عزیز رکھتا ہوں میں نے
ایک ایسا محل بنوایا جس کو دیکھ کر لوگ حیرت کرتے ہیں۔ یہی میرا مقام سلطنت ہے اور
ایک بالاخانہ ساحل دریائے فرات سے شہر کے کنارے تک بنوایا۔ میرے باپ
نابو پلا سار نے یہ عمارت اینٹوں کی بنوائی تھی اور اسی میں سکونت پذیر تھا مگر اُس کی
بنیاد پانی کی طغیانی کی وجہ سے خراب ہو گئی۔ میں تمام کھنڈروں کو صاف کرتا ہوا
فرات کے پانی کے برابر تک پہنچ گیا۔ وہاں میں نے اینٹوں اور رال سے ایک بند

+ زاویہ قائمہ ۹۰ درجہ کا زاویہ ہوتا ہے۔ □ بیچ کے چاروں ضلعے ایک دوسرے کے برابر اور
چاروں زاویے قائمہ ہوتے ہیں x = متوازی اُن دو خطوں کو کہتے ہیں جو اپنے دونوں جانب بڑھانے
جانے سے ایک دوسرے سے نہ ملیں۔ ل عمود اُس خط کو کہتے ہیں جو دوسرے خط پر یہ ساکھڑا ہو کہ
اپنے دونوں جانب زاویہ قائمہ بنائے۔

نہایت مضبوط بندھوایا۔ اس بند کی بلندی ایک پہاڑ کے برابر تھی۔ پھر میں نے اسے
 بڑے بڑے کمرے بنائے جو ارز کی لکڑی سے پٹے ہوئے تھے۔ اسی لکڑی کو دروازے
 بھی تھے (Bronze) جن پر پتیل کے پتھر چڑھے گئے تھے۔

یہ عظیم الشان عمارت جس کے کھنڈر ایک سو چالیس میٹر مربع زمین گھیرے ہوئے ہیں شہر کی
 جانب اُس متحکم عمارت تک ختم ہوتی تھی جس کے اوپر سفید سنگ مرمر کے کنگرے تھے اور اُس کے
 گرد ایک محفوظ کھسار تھا۔ یعنی ایک نہایت مضبوط قلعہ جو عمارت کی جنوبی حفاظت کرتا تھا۔
 محل کے نزدیک دریا کے کنارے وہ مشہور و معروف معلق باغ تھے جن کو دنیا کے سات
 عجائبات میں گنتے تھے یہ معلق باغ کیا تھے؟ درحقیقت مختلف بلندیوں کے کوٹھے تھے جن کی
 نہایت بڑی بڑی چھتیں اور متعدد درجات تھے پہلا درجہ فرات کے کنارے تھا اور بتدریج
 وہاں سے بلند ہوتا گیا تھا۔ نادرونایاب درخت اور عجیب و غریب پھولوں کے درخت اور
 صدہا قسم کی دوہین اُس میں لگائی گئی تھیں۔ کلدہ کی تیز دھوپ میں ان نادرونایاب غریب
 دیوں اور درختوں کی پرورش و نشوونما کے لئے ہر کوٹھے کی دیوار کے اندر ایک نہایت
 زوردار نل لگایا گیا تھا جو دریا کے پانی کو پوری طاقت اور نہایت خوبی سے اوپر چڑھاتا تھا
 اور باغوں کے قریب جب ضرورت آبیاری کرتا تھا تو بڑے دنوں کے بعد لوگوں نے یہ فوٹا
 گھڑ لیا کہ بابل کا ایک بادشاہ ایک عورت رکھتا تھا جو مدی میں پیدا ہوئی تھی اور وہ کلدہ
 کے بے برگ و گیاہ جنگل میں رہ نہیں سکتی تھی۔ بادشاہ نے یہ باغ اُس کی خاطر سے بنائے
 تھے جو اُس کی ولایت کے پہاڑوں اور جنگلوں کا نمونہ تھے۔

بنو کلدہ نے تمام بابل کے معبدوں کی مرمت کرائی اور خود وہ آٹھ معبدوں کا ذکر کرتا
 ہے جو اُس نے بنوائے تھے۔ ان میں سب سے بڑا معبد مار دوک دیوتا کا تھا جو اسازیل ^{۱۰} نام سے
 کے نام سے موسوم تھا۔ لبنان کے پہاڑوں سے بڑے بڑے ارز کے درختوں کی لکڑی لائی
 اُس میں صرف کی گئی تھی۔ اور اُس کے شہیر سونے اور چاندی سے منڈھے گئے تھے۔ بابل کے

زیدک دو شہر تھے جن میں متبرک مکانات تھے۔ یہ دونوں شہران مکانات کی وجہ سے مشہور تھے ایک کوتا (Cutha) شمال میں اور دوسرا برسیپا (Borsippa) جنوب میں تھا اس زمانہ میں یہ دونوں ایک نژاد حاطہ کے اندر تھے۔

بنو کد نزر نے نرگال دیوتا کے معبد کو تمام کیا جو کوتا میں تھا۔ اور برسیپا میں نانا دیوتا کے لئے تین معبد بنوائے۔ دیوتا کے مندر کی مرمت پر جو ازیدا کے نام سے مشہور تھا اپنی توجہ خصوصیت کے ساتھ مبذول کی۔ اس کا نام برج بابل بھی ہے۔ یہ عظیم الشان برج ۲۵ میٹر بلند سطح پر واقع تھا اور اس کے سات درجے تھے حرم سب اسی درجے میں تھا اس کے دروازوں میں ہاتھی دانت بڑا گیا تھا اور شہر سونے سے مرصع تھے۔ بنو کد نزر خود کتاؤں میں نے لوگوں کو متحیر و متعجب کرنے کے لئے برسیپا کے معبد کی مرمت کرائی جو تمام دنیا کی عبادت گاہ اور برسیپا کی نادر ترین عمارت ہے۔

میں نے اس کی جگہ میں کوئی تغیر نہیں کیا بلکہ اسے زیادہ بلند کیا اور دوبارہ ایسے طریقے سے بنوایا کہ تمام معبدوں پر اس کو فوقیت حاصل ہو۔ اس کے علاوہ بنو کد نزر نے کلدہ کے تمام شہروں کے معبدوں کی بھی مرمت کرائی چنانچہ وہ نہایت فخر کے ساتھ کہتا ہے۔

”میں مرمت کرنے والا بادشاہ اور تمام آبادی کا کاہن ہوں۔ میں وہ ہوں کہ میں نے تمام مقدس شہروں کی مرمت کرائی“

بھی تک بابل کے شہروں میں ایسے پتھر ملتے ہیں جن میں یہ کتبہ کھدا ہوا ہوا ہے۔

”میں بنو کد نزر ہوں میں بابل کا بادشاہ ہوں میں اسائیل و ازیدا کی مرمت کرنے والا ہوں میں نابو پداسار کا خلیفہ الرشید ہوں“

بابل کی تجارت | بنو کد نزر نے ملک کی قدیم شاہی شہر کی بھی مرمت کی اس بنو کد نزر نے دو سو برس پہلے حمورابی بادشاہ نے کھدوایا تھا اور اس کے بعد سدود ہو گئی تھی۔ اس

اور بھی نہریں جنگلوں اور کھیتوں کو سیراب کرنے اور دجلہ و فرات کو ملانے کے لئے کھدوائیں۔ بابل کے بالائی حصہ میں ایک تالاب بھی کھدوایا جس کا دور ستر ہزار میٹر سے زیادہ تھا۔ فرات میں جب طغیانی ہوتی تھی تو اس کا پانی اس تالاب میں گرا کر جمع رہتا تھا جو خشک سالی میں بہت کام آتا تھا۔ بنو کد نزر جن لوگوں کو لڑائیوں میں گرفتار کر کے لایا تھا ان کے لئے جداگانہ احاطہ بنایا تھا اور اس طرح آبادی میں وسعت ہو کر بابل ایشیا کا سب سے بڑا تجارتی مرکز ہو گیا ہندوستان اور عرب کے براہِ خلیج فارس فرات ہو کر کشتیاں آتی تھیں۔ ان میں کپڑے، عطر، دوائیں، ہاتھی دانت، آبنوس اور قیمتی پتھر لائے جاتے تھے۔ آرمینیا کے پہاڑوں کی طرف سے تجارت اس طرح ہوتی تھی کہ چھوٹی چھوٹی مدور کشتیاں بناتے تھے اور کشتیوں کے پینڈے بید کی شاخوں سے بنائے جاتے تھے جن پر چمڑا منڈھ دیتے تھے ان کشتیوں کی تہ میں خشک گھاس بچھا کر تجارتی اسباب بار کیا جاتا تھا۔ ہر کشتی کو دو آدمی لکڑی سے کھینتے تھے اور ایک گدھا بھی ساتھ ہوتا تھا۔ اس طرح سے فرات یا دجلہ ہو کر بابل پہنچ جاتے تھے۔ سامان اتارنے کے بعد وہ کشتیوں کو توڑتے اور لکڑیاں بیچ ڈالتے تھے اور چمڑا گدھے پر لاد کر کوہستان کو واپس چلے جاتے تھے۔

نیتکریس کی داستان | جس وقت ہیرڈوٹس (مورخ و سیاح) بابل میں آیا ہے اس وقت بنو کد نزر کا کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا۔ لوگ اس کے کارناموں کو سمیرا میں اور نیتکریس (Nitocris) دو ملکاؤں کے طرف منسوب کرتے تھے۔ ہیرڈوٹس ذیل کی حکایت نیتکریس کی طرف منسوب کرتے ہوئے کرتا ہے۔

یہ ملکہ ایک کوٹھے پر دفن کی گئی جو شہر بابل کے ایک دروازے سے زیادہ بلندی پر تھا اور اس کی قبر پر یہ کتبہ لکھا گیا جو بادشاہ بابل میں میرے جانشین ہوں اگر ان میں سے کسی کو کسی وقت روپے پیسے کی ضرورت ہو تو میری قبر کھود کر ضرورت کے لایق نکال لے لیکن اول تو کسی اور ضرورت و خیال سے یہ کام نہ کرے دوسرے

بغیر اشد ضرورت کے میری قبر ہرگز نہ کھولے۔ نیتکریں کی قبر کو ایران کے فوجوں کی دست برد اور غلبہ کے وقت کسی نے ہاتھ نہیں لگایا تھا لیکن جب واریوشس بابل پر قابض ہوا تو اُس نے اس قدر کثیر روپیہ کا بے فائدہ بند رہتا لہذا سمجھا کہ قبر کو کھدوا ڈالا مگر اُس میں صرف ملکہ کی نعش اور یہ عبارت نکلی۔ اگر تجھے سونے چاندی کی حرص نہوتی تو ایک مروے کی قبر نہ کھودتا۔

بابل کی سلطنت کا خاتمہ | بنوکدنزر کے جانشینوں نے کوئی بڑا کام نہیں کیا اُن کا چوتھا بادشاہ نابونید (Nabonid) ہوا جو بنوکدنزر کے خاندان سے نہ تھا۔ اُس نے کلذہ کے بہت سے قدیم معبدوں کو دوبارہ بنوایا اور دیوتاؤں کی پرستش اُن شہروں میں پھر جاری کی لیکن اُس نے خود شہر بابل کے باہر ایک چھوٹے سے شہر میں رہنا اختیار کیا اس وجہ سے بارہویک دیوتا کے معبد کے کاہن اُس سے خفا ہو گئے۔

ایران کے بادشاہ سیروس نے مدی اور لیڈی فتح کرنے کے بعد بابل پر حملہ کیا نابونید مغلوب ہو کر قید ہو گیا اور ایرانی فوجیں بلامزاحمت کے بابل میں داخل ہو گئیں (۳۳۰ قبل مسیلا) تو ریت میں اس شہر کے فتح کے متعلق یہ لکھا ہے کہ

جو بادشاہ ایرانیوں کا مقابلہ اور اُن کی مدافعت کرتا تھا اُس کا نام بالستازار (Belshazzar) تھا وہ یہ خیال کرتا تھا کہ یہ شہر فتح نہیں ہو سکتا اس لئے وہ قہر سلطنت میں عورتوں اور غلاموں کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف رہتا تھا ایک لڑکا اُس نے بہت بڑی دولت کی جس میں ایک ہزار آدمی موجود تھے اُس نے حالت نشہ میں کہا کہ وہ چاندی اور سونے کے برتن جو بیت المقدس سے آئے ہیں لئے جائیں وہ جب برتن آگے لے گا اُس نے اور اُس کے خادموں نے اُس میں شراب پی اُس وقت کمرہ کی دیوار میں ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اُس نے دیوار پر کچھ لکھ دیا بادشاہ نے اُس ہاتھ کے انگلیوں کی حرکت دیکھی تو اُس کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا دونوں ہاتھ زانوؤں

پر بے مارے اور نعرہ مارا۔ کلدانی جادو گروں اور نجومیوں کو بلا کر ان سے کہا کہ شخص اس خط کو پڑھ کر اس کا مطلب سمجھا جاوے میں اس کو اور خوانی کپڑی اور طلائی گلوبند دوں گا اور وہ سلطنت کا تیسرا شخص ہو گا۔ سب لوگوں نے وہ خط دیکھا مگر کوئی اس کو نہ پڑھا۔ اُس وقت حضرت دانیال علیہ السلام ہودیوں کے پیغمبر لائے گئے انہوں نے فرمایا کہ دیوار پر لکھا ہے۔ ماتہ۔ تسل۔ فارس۔ ماتہ یعنی خدا نے تیری سلطنت کو تولا اور اُسے انتہا تک پہنچا دیا۔ تسل یعنی خدا نے تجھے تولا تو بہت ہلکا ثابت ہوا۔ فارس یعنی تیری سلطنت مدیون اور ایرانیوں میں تقسیم ہو جائے گی۔

اسی شب کو ایرانی فوجیں شہر میں داخل ہوئیں اور بالتا زار مارا گیا۔

بابل نینوا کی طرح برباد نہیں ہوا بلکہ مدت تک ایشیا کے بڑے شہروں میں شمار ہوتا رہا مگر پھر اُس کو دار السلطنت ہونا نصیب نہوا ایران کے بادشاہ اپنے ملک میں رہا گئے اور بابل میں ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کرتے رہے۔

چوتھی فصل

آشوریوں اور کلدانیوں کے آداب، مذہب اور علوم و عبادت

آشوری آداب و تمدن میں بالکل کلدانیوں کے مقلد تھے اور علوم و فنون و عقائد وغیرہ سب انہوں نے اُسی قوم سے اخذ کئے تھے وہ خود قتل و غارت کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے۔ اس لئے جو کچھ آداب و عقائد و علوم کلدہ اور آشور کے ہم بیان کرتے ہیں وہ سب حقیقتاً کلدانیوں کے ہیں کیوں کہ آشوریوں نے سب کچھ کلدانیوں سے لیا تھا۔ بالفاظ دیگر وہ کلدانیوں کے پورے شاگرد تھے۔

آواب | کلدانی ایک کاشتکار قوم تھی جو چھوٹے ہلوں اور سیلوں سے زمین جوتتی اور بونتی تھی اور نروں سے یا بوکوں کے ذریعہ سے گڑ ہوں سے پانی نکال کر آبپاشی کرتے تھے اور گائے بکریوں کے گلے بھی رکھتے تھے۔

جو کھیت کئی لوگوں کی شرکت میں ہوتے تھے وہ حدود کے ذریعہ سے پہچانتے تھے اور ان کا ٹھیکہ دیدیا جاتا تھا جس کی خرید و فروخت بھی ہوتی رہتی تھی۔ اکثر کلدانی اور آشوری شہروں میں رہتے تھے ان کے مکانات اکثر چھوٹے چھوٹے اور تاریک ہوتے تھے ان کی چھتیں اکثر مٹی کی ہوتی تھیں جو آفتاب کی حرارت سے بچا سکتی تھیں۔

بڑے شہروں میں کاریگر بہت رہتے تھے کلدہ میں کتانی اور اونی کپڑے عمدہ عمدہ بنے جاتے تھے اور ان کا لباس و فرش بنایا جاتا تھا۔ یہ کپڑے چمکدار ہوتے تھے ان پر آدمیوں درختوں اور پھولوں وغیرہ کی شکلیں زرد و وزی کے طریقہ سے بناتے تھے۔

کلدہ کی مصنوعات نے تمام اطراف ملک میں شہرت حاصل کر لی تھی۔ ان اطراف اور نیز آشور میں سنہرے اور روپے کے ہتیار اور ہاتھی دانت اور لکڑی کے آلات جن پر طلائی و نقرئی کام ہوتا تھا اور چمڑے کے زین اور کاکھیاں وغیرہ چرمی سامان بہت عمدہ بنایا جاتا تھا۔

یہاں کے اُمرابازو بند گلوبند گوشوارے اور کتانی قبائیں اور زرد وزی کپڑے استعمال کرتے تھے ان کے بال بڑے بڑے اور گھونگر والے ہوتے تھے جو کوشش سے حلقے دار بنا جاتے اور ان کے کاندھوں پر پڑے رہتے تھے ان کی ڈاڑھیاں سینہ تک بنی ہوتی تھیں جن کی لیٹس بٹلی جاتی تھیں۔ عام لوگ صرف قبائیں تھے اور ننگے پاؤں پھرتے تھے۔ بادشاہ اور اُمرائے کئی بیویاں کرتے تھے اور ان کو گھروں میں قیدیوں کی طرح رکھتے تھے۔

لہ چمڑے لکڑی کا ایک جملج کی صورت کا آکہ ہوتا تھا جیسا کہ آجکل نروں سے آبپاشی کرتے وقت بلند زمینوں پر پانی پہنچانے کے لئے چمڑے کا ریسہ ہی آلہ بنا کر اس کے دونوں جانب سیاں باندھ کر وادی پانی لیتے ہیں اور کھیتوں کو آبی

کوئی ان کے سامنے نہیں جاسکتا تھا نہ وہ عورتیں مکان کے باہر نکل سکتی تھیں۔ بخلاف اس کے عام لوگوں کی عورتیں آزاد تھیں اور غالباً مینہ کھول کر باہر آتی تھیں۔

مذہب اور دیوتا | کلدہ اور آشور کے بڑے بڑے شہروں کے باشندے اور تمام مختلف قومیں ابتدا میں الگ الگ دیوتاؤں کی پرستش کرتی تھیں یہ ان دیوتاؤں کو اپنا حامی اور مالک و مختار سمجھ کر بوجتے تھے پھر سب شہروں میں تمام دیوتاؤں کی پرستش کیجاتے لگی بڑے بڑے دیوتا بارہ تھے۔ بابل کے دیوتا مار دوک (Marduk) نامی کو بابل مار دوک بھی کہتے تھے اور اسے آفتاب کا دیوتا اور ستاروں کا بادشاہ جانتے تھے۔ کبھی اُس کی صورت ایک جنگجو کی ہوتی تھی جو نیزہ و کمان سپر اور گرز سے مسلح ہے (یہ شکل دفع جن کے لئے بنائے تھے) اور کبھی دیوتا کی تصویر ایک بادشاہ کی شکل میں بناتے تھے جو تخت پر بیٹھا ہے سر پر تاج رکھا ہے تاج پر گائے کے دو سینگ ہیں یہ قوت کی علامت تھی دوسرے خداوند کا نام آشور تھا یہ آشوریوں کا معبود تھا۔ اُس کی شکل ایک بہادر جنگی سپاہی یا بادشاہ کی تھی غالباً اُس کی تصویر اس طرح بنائی جاتی تھی کہ وہ کمان ہاتھ میں لئے ہوئے فضا کی بلندی میں اڑ رہا ہے۔ انھیں دیوتاؤں میں سے ایک ہیوا (Enlil) تھا جس کا بدن مچھلی کا اور سر انسان کا تھا یا نسل انسان کی مگر دم عقاب کی اور کھال مچھلی کی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ یہ خداوند انسان کو علوم اور صنعتیں اور عمارتیں بنانا اور کھیتی کرنا سکھانے کے لئے پانی سے نکلا تھا۔ ایک دیوتا کا نام سین (Sinn) تھا جو شہر "اُور" معبود تھا اُس کو حکمنے والا کہتے اور چاند کا دیوتا سمجھتے تھے۔ شہر سیپارہ کا معبود شمش (Shamash) نامی تھا اور اسے آفتاب کا دیوتا خیال کرتے اور اُس کی تصویر اس طرح بناتے تھے کہ ایک تخت پر بیٹھا ہوا ایک ہاتھ میں آفتاب اور دوسرے ہاتھ میں نکرچی لئے ہوئے ہے۔ ایک دیوتا نینی (Nini) تھا گویا یہ ایک زبردست شکاری ہے جو اپنے ہاتھوں سے شیر کا گلا گھونٹ رہا ہے۔ اسے صاحب قوت اور تھاکا

اور فوج کا خداوند کہتے تھے۔ شہر کوتا کا دیوتا نرگال (*Nergal*) تھا جسے شیر کا دیوتا کہتے تھے۔ اُس کا جسم شیر کا اور سر انسان کا بناتے تھے۔ ایک دیوتا راماں (*Ramman*) تھا جو آسمان بجلی اور بارش کا دیوتا تھا اور اُسے انہار اور پیداوار اور طوفان کا دیوتا کہتے تھے۔ یہ ایک مسلح جنگجو تھا جس کے ہاتھ میں تیرس سر پر چوڑی تاج اور ہاتھ میں بجلی تھی ایک بنود (*Nabow*) تھا جو خط علم اور غیب گوئی کا دیوتا تھا وہ ایک پیر مرد کی شکل میں تھا جس کی ڈاڑھی لمبی قبائلی اور تاج پر ایک گائے کا سینگ تھا وہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ ستاروں کو راستہ بتاتا ہے اور بادشاہوں کا مددگار ہے۔ ایک دیوی ایستار (*Istar*) نامی تھی جسے بابل اور نینوا کے باشندے پوجتے تھے۔ یہ دیوی مختلف صورتوں میں بنائی جاتی تھی کبھی تو وہ مکہ جنگ اور فوجی لباس میں بتیاروں سے مسلح ہوتی تھی اور کبھی عشق کی دیوی تھی کہ اُسے کیوتری کے پیکر میں ظاہر کرتے تھے اور کبھی ماں کے پیکر میں تھی جو بچہ کو ہاتھ میں لئے ہوئے ہے۔ اس کے علاوہ اس طرف کے لوگ بلیت (*Belit*) زرپانیت (*Zarpanit*) اور میلتا (*Mylitta*) نام کی دیویوں کی پرستش بھی کرتے تھے یا شاید یہ ایک ہی دیوی تھی جس کا ہر موقعہ پر یا ہر وقت پر ایک جداگانہ نام رکھ لیتے تھے۔

کلدانیوں کا اعتقاد تھا کہ ان بڑے بڑے دیوتاؤں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے خداوند اور بھی ہیں جو کم قوت رکھتے ہیں مثلاً ایک دیوتا کا سر انسان کا اور دھڑ سانپ کا تھا۔ ایک دیوتا بڑے مرغ کی صورت کا تھا جس کو مرغ طوفان کہتے تھے اسی طرح ایک خرمن کا اور ایک فرات کا دیوتا تھا۔

ان دیوتاؤں کے علاوہ یہ لوگ ایک قسم کے فرشتے بھی مانتے تھے جن کو بڑے دیوتا کے خادم کہتے تھے ان فرشتوں کی صورت یا تو انسان کی ہوتی تھی جس کے شانوں پر برہ

بڑے چار پر بناتے تھے یا بہت بڑی پردار گائے کی شکل ہوتی تھی جس کا سر انسان کا اور دم شیر کی بناتے تھے۔ ان فرشتوں کے مجسمے بادشاہوں کے دروازوں کے سامنے نصب کئے جاتے تھے تاکہ ان کی پاسبانی کریں۔



فرشتہ

ان دیوتاؤں کے مجسمے پتھر یا سونے چاندی کے بنا کر انھیں قیمتی کپڑوں کا لباس پہناتے تھے اور عمدہ مکانون کے اندر بہت حفاظت سے رکھے جاتے تھے۔ جہاں فقط کاہن جاسکتے تھے تو ہار کے دنوں میں البتہ انھیں باہر لاتے تھے اور ان کو نہایت احترام و عزت سے گشت دے کر پھر رکھ دیتے تھے دیوتاؤں کی پرستش کے لئے جانوروں کی قربانیاں کرتے اور بلور سچور کے کندر جلاتے تھے اور پینے کی چیزیں نہیں پوگر لاتے اور گیت گاتے

تھے۔ نمازیں پڑھتے اور دعائیں مانگتے تھے۔ بنو کد نذر نے جو دعائے اپنے مجسمہ پر کھدوائی تھیں
اُس کا مضمون یہ ہے۔

اُسے مار دو کہ سلطنت کے صاحب اختیار میرے کلمات کو سُن! میں نے تیرے لئے
معبد بنوایا تاکہ اُس کی شوکت شکوہ عظمت پر میں ناز کروں اور میں بابل میں بڑھاپے
کے وقت خاندان اور اولاد زیادہ رکھتا ہوں۔ اور تمام دُنیا کے بادشاہ مجھ کو خراج

دیں۔ ایسا کر کہ میرے جانشین آخری زمانہ تک سب آدمیوں پر حکومت کریں۔“

ستاروں کی پرستش | کلدہ کی صاف ہوا میں رات کو ستارے بہت چمکتے ہیں۔

بخلاف دیگر اطراف کے جہاں آسمان پر ابریا کھر چھپائی رہتی ہے۔ کلدانیوں نے جب ان
چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھا تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور معلوم کیا کہ بعض اپنی
جگہ سے ہٹ جاتے ہیں اس لئے اُنھوں نے ثابت اور سیاروں میں باہم فرق و امتیاز کیا
کلدانی پانچ سیاروں۔ عطارد۔ زہرہ۔ مریخ۔ مشتری۔ اور زحل کو چاند سورج کے ساتھ
ہلا کر اپنے دیوتاؤں کی خاص تجلی سمجھتے تھے۔ اُنھیں دیوتاؤں کا ترجمان کہتے تھے ہر
ہر سیارہ کو ایک خداوند کا نمائندہ جانتے تھے اور اسی کے نام سے موسوم کرتے تھے۔
اُن دیوتاؤں اور سیاروں کے لئے ایک ایک خاص رنگ قرار دیا تھا۔ مثلاً عطارد کو ستارہ
بنو کہتے اور اُس کا رنگ آبی بیان کرتے تھے۔ زہرہ کو ستارہ اِستارا اور سفید بناتے تھے
مریخ کو ستارہ نرگال اور مریخ۔ مشتری کو ستارہ مار دوک اور ارغوانی۔ زحل کو ستارہ
نی نیت اور سیاہ۔ چاند کو ستارہ سین اور نقرنی۔ سورج کو ستارہ شمس اور طلامی۔

اس کے علاوہ کلدانی یہ بھی جانتے تھے کہ آفتاب روزانہ ایک نقطہ سے ہٹ کر
طلوع ہوتا ہے اور سال بھر میں آسمان کا دورہ کر لیتا ہے۔ اُنھوں نے اُن بارہ برجوں کو بھی
معلوم کر لیا تھا جن میں سے ہو کر متواتر اور پے درپے سورج نکلتا ہے اور ان برج کو معبود
کے وجود اور تمام معبودوں کا معبود جانتے تھے۔

نجوم اور اُس کے احکام | کلدانی خیال کرتے تھے کہ ستارے خداوندوں کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں اس لئے اُن کے حرکات کا کھوج لگاتے اور اُس سے اپنے خیال میں آئندہ کے واقعات معلوم کر سکتے تھے۔ چنانچہ ستاروں کو دیکھ کر اُن کے کاہن غیب گوئی کرتے تھے۔ اور پہلے سے ہوا پانی طوفان سخت گرمی اور اچھی بُری پیداوار کی خبریں دیدیتے تھے۔ اسی طرح سلطنت کے آئندہ واقعات بادشاہوں کی قوت اور لڑائیوں کی فتح و شکست کے متعلق بھی رائے زنی کرتے تھے۔ لیکن کلدانیوں کی شہرت پیشین گوئی زیادہ تر انسانی زندگی کے واقعات سے تعلق رکھتی تھی۔ کلدانیوں کا خیال تھا کہ بچے کی پیدائش کے وقت ستارہ کے موقع اور محل کو دیکھ کر اُس بچے کے آئندہ کے واقعات زندگی معلوم کر سکتے ہیں اور ہر آدمی کے لئے ایک خاص ستارہ ہوتا ہے جس کے اثرات میں انسان عمر بسر کرتا ہے اگر ستارہ نیک ہے تو آدمی خوش قسمت ہوتا ہے اور اگر نحس ہے تو بد قسمت۔ اس طرح اُس مخبر کا طالع معلوم کر کے یہ بتلاتے تھے کہ اُس کی تقدیر میں کیا واقعات ہیں اس کو زائچہ کہتے تھے اور علم پیشین گوئی کو علم نجوم کہتے تھے۔

کلدانیوں نے سیاروں کی حرکات کے حسابے چاند گن معلوم کر لیا تھا اور پتہ سے اُس کی خبر دیدیتے تھے اُنہوں نے بارہ برجوں کو معین کر دیا تھا اور یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ سال تین سو پینسٹھ دن اور ایک چوتھائی دن کا ہوتا ہے اور اصرطلاب بھی ایجاد کر لیا تھا درحقیقت یہ کتنا چاہیے کہ کلدانی علم نجوم کے موجد اور اُتادِ اول ہیں۔

شیاطن اور جادو کا اعتقاد | کلدانی خیال کرتے تھے کہ دنیا غیر محسوس رُوحوں سے بھری ہوئی ہے اور وہ رُوحیں انسان کو تکلیف دیتی رہتی ہیں۔ وہ ان تکلیف دینے والی رُوحوں کو ارواحِ ظلمت یا "دام گستر" کہتے تھے اُس قوم کے عقیدے میں فضا ہے پانی کی تہ۔ زمین کی گہرائی۔ اور جنگل کی وسعت سب ان رُوحوں سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ وہیں رہنے سے مانوس ہیں لیکن رات کو اپنی جگہ سے نکل کر آدمیوں کو ستاتی ہیں۔ اُن کی

شکلین مختلف قسم کی ہیں۔ بعض کو مردوں کی رُو میں جاننے اور کہتے تھے کہ یہ زندہ آدمیوں کو ڈرانے کے لیے زمین پر آتی ہیں کلدانی اس کے بھی معتقد تھے کہ بعض مردے اپنی قبر سے نکل کر آدمیوں کو کھا جاتے ہیں۔ اور بعض کو بری اور ہیبت ناک صورتوں کے شیطان فرض کرتے تھے۔ ان میں سے بعض کا سر شیر کا اور بدن انسان کا اور چنگل عقاب کے اور بعض کا سر کفتار کا بدن ریچھ کا اور پاؤں شیر کے تصور کرتے تھے۔

پریس کے عجائب خانہ لوور میں ایک چھوٹا سا برنجی مجسمہ ہے جو ایک شیطان کی صورت ہے وہ کھڑا ہوا ہے اس کا سر ایک مردے کے مانند ہے جس پر بکری کے سینگ ہیں بدن کے کتے کا ہے پاؤں عقاب کے دم بچھو کی دم کی طرح ہاتھ انسانوں کے ہاتھ کے مانند ہیں جو آخر میں شیر کے پنچے کی طرح ہو گئے ہیں۔ اس کے پر بڑے بڑے ہیں جس کو وہ پھیلائے کھڑا ہے۔ یہ شیطان ان کے خیال میں جنوب مغربی ہوا مٹی۔ یہ ہوا سخت گرم ہوتی ہے جو صحرا کی طرف سے آتی ہے اور جس چیز پر سے گذر جاتی ہے اسے خشک کر دیتی ہے۔



جنوبی مغربی ہوا کا شیطان

کلدانی تمام حوادث خصوصاً امراض کو شیطانوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ ایک طاعون کا شیطان تھا ایک بخار کا اور ایک زخموں کا۔ جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو فرض کر لیتے تھے کہ کوئی شیطان اس کے بدن میں داخل ہو گیا ہے جنوں، مرگی، تشنج وغیرہ بیماریوں میں وہ ایسا ہی تصور کرتے تھے، وہ جب مریض کا علاج کرتے تھے تو گویا مریض کے جسم سے شیطان کو باہر نکالنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس غرض کے لیے کلدانیوں نے بہت قدیم زمانہ سے کچھ عمل مقرر کر رکھے تھے۔ جو ہزاروں برس تک ان میں جاری رہے۔ مثلاً وہ مار دوک سو شیطان کے دفع کرنے میں مدد مانگتے تھے۔ (جسے وہ آگ کا دیوتا سمجھتے تھے) اور اس سے کہتے تھے :-

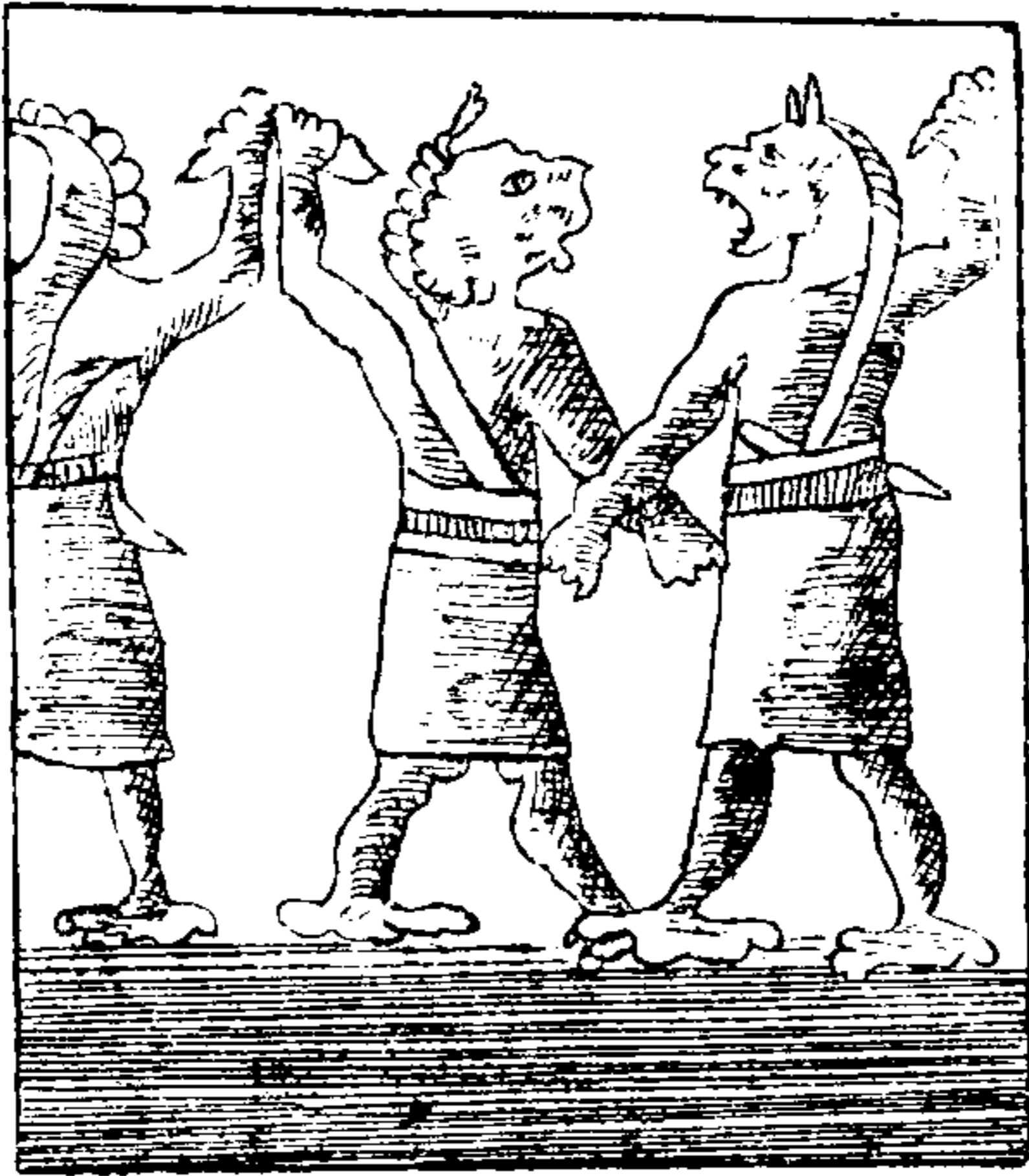
”لے آگ اے دشمنوں کے جلا دینے والی لے خوف ناک حربے جو طاعون کو دو“

”کہا ہی، لے چکے والی آگ اس دوکھ کو دور کر“

اسی طرح کلدانیوں کا ایک عمل یہ تھا کہ وہ کسی دیوتا فرشتے کو مکان کے دروازے پر مامور کرتے تھے کہ وہ حفاظت کرے۔ اور شیطانوں کو ڈرائے پر دار گایوں کے محستے جن کا سر انسان کا ہی اور جو محسل سارگن کے دونوں طرف پاسبانی کرتی ہیں ان کا ہی مقصد ہے کہ موذی رو میں اس محل میں داخل نہ ہو سکیں۔

اسی محل کی ڈیوڑھی کے نیچے بل نرگال اور نبودیوتاؤں کے مجسمے پائے گئے ہیں اسی طرح اور قسم کی بھی صورتیں ہیں جو ان کے خیال میں ان کے معبودوں کے نمائندے ہیں اور موذی روجوں کو دفع کرتے ہیں۔ ان کی صورتیں شیر یا گائے کی ہیں۔ اس کے علاوہ کلدانی یہ بھی خیال کرتے تھے کہ شیطان بھی شیطانوں کو دفع کرنے اور ڈرانے کے لیے کافی ہیں۔ اور اس کے لیے انھیں کی صورتیں ان کو دکھانا چاہئے۔ اسی لیے وہ اپنے مکانوں میں بہت ٹہیب شکل کے شیطانوں کی تصویریں اور مجسمے بنواتے تھے۔ قہر آوریانی پال میں جو شیطان انھوں نے نصب کیے تھے ان کا سر شیر کا اور پائوں عقاب کے تھے اور وہ

خجڑ ہاتھوں میں لیے آپس میں لڑتے تھے۔



قصرِ آسور بانی پال میں شیاطین کی تصویر

جو کام ان میں زیادہ معروف تھا وہ سحر و طلسمات کے منتر تھے۔ کلدانیوں کا اعتقاد تھا کہ بعض الفاظ اور بعض اشاروں میں ایک خاص قوت ہے جو شیطانوں میں نہیں ہے۔ خاص الفاظ کو دوہرانے یا ان کے لکھنے یا ان کے اشاروں کو ادا کرنے سے شیاطین بھاگ جاتے ہیں، مریض کے علاج کے لیے ایک عمل اس کے سر ہانے پڑھتے اور اپنے خیال میں وہ اسی موذی روح کو نکلنے کے لیے حکم دیتے تھے۔ مثلاً کہتے تھے۔

» برا شیطان باہر جاے۔ شیطان ایک دوسرے کو پکڑیں اور اچھی روح مریض کے بدن

میں داخل ہو۔

اور کہتے تھے۔

طاعون اور بخار جو ملک کو تباہ کرتے ہیں۔ برا شیطان اور تکلیف پہنچانے والا آدمی

نظر بد اور برا کہنے والے کی زبان اس کے بدن سے باہر جائیں۔ اس کے پیٹے سے خارج ہوں۔ اب وہ کبھی میرے بدن میں داخل نہ ہو سکے گی میرے سامنے برائی نہ کر سکیں گی اور میرے گھر میں نہ آسکیں گی۔ اے آسمان کی روح اس کا اچھی طرح خیال رکھ۔ زمین کی روح اس کا اچھی طرح خیال رکھ۔“

کھدائیوں کا عقیدہ تھا کہ بعض جسٹری بوٹیاں بھی شیطان کو بدن سے باہر نکال دیتی ہیں اس لیے وہ بعض جسٹری بوٹیاں مریض کو پکا کر کھلایا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ جادو کے گنڈ بھی استعمال کرتے تھے۔ مثلاً در و سر رفع کرنے کے لیے یہ عمل کرتے تھے۔

”میںڈھیوں کے بال لے کر داہنی جانب گرہ دی جائے اور بائیں جانب ان کا بند لگایا جائے دو دفعہ کر کے اس میں سات بند لگائے جائیں۔ پھر اس کو مریض کے سر پشانی، ہاتھ اور پاؤں کے گرد لپیٹا جائے اس کے بعد مریض کو بستر پر بٹھا کر اس کے سر پر جادو کا دم کیا ہو اپانی دھارا جائے۔ اس کا مرض تیز ہو اعلیٰ طرح آسمانوں کی طرف چلا جائیگا اور پانی کی طرح زمین میں اتر جائیگا۔“

طلسم اس کپڑے کو کہتے تھے جس پر جادو کی عبارت لکھی ہوتی تھی۔ یا گلے میں پہنے کے جو اہرات ہوتے تھے جن پر کسی معبود کی تصویر یا جادو کی کچھ عبارت کھودیتے تھے۔ اور وہ عبارت اس طرح کی ہوتی تھی۔

”اے شیطان نبیث اے طاعون بہ زمین کی روح تم کو اس کے بدن سے نکال دے۔“

اور نیک فرشتہ اچھی شکل۔ اور نیک روح زمین کی روح کے ساتھ آئے۔ سحر خائے قاد

قادور، قادور کا ہی

ان طلسموں کو مریض کی گردن میں ڈالتے یا لباس کے ساتھ باندھتے یا کرے میں رکھتے تھے۔ یا ڈیوڑھی میں گاڑ دیتے تھے تاکہ وہ شیاطین کو دور کرے۔

کھدائی خیال کرتے تھے کہ جس طرح شیاطین کو دور کرنے کے لیے خاص عبارتیں ہیں

اسی طرح اُن کے حاضر کرنے کے لیے بھی مخصوص عبارتیں ہیں اور جس طرح شیطان کو باہر نکال کر
 مریض کو اچھا کیا جاسکتا ہے اسی طرح شیطان داخل کر کے تندرست آدمی مریض بنایا جاسکتا ہے
 اسی بنا پر وہ جادو گروں سے بہت ڈرتے تھے اور اُن کو موذی آدمی کہتے تھے اور خیال
 کرتے تھے کہ جادو گر فصل کو خراب کر سکتے ہیں، اگلے برس سکتے ہیں اور امراض پیدا کر سکتے
 ہیں وہ کوئی عبارت پڑھ کر یا جادو کی چیز کھلا کر جس کسی کو چاہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں یا وہ
 خاص شکل بنا کر جس کسی کی طرف دیکھتے ہیں وہ فوراً کسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ قدیم زمانہ
 میں کلدانی غیب گوئی اور جادو گری میں شہرت رکھتے تھے۔ بابل کا سحر و جادو مشہور ہے۔
 جادو۔ نظربندی۔ طلسم اور تعویذ گندے انھیں کے عقائد میں سے تھے جو بعد میں رفتہ رفتہ
 تمام قوموں میں سراست کر گئے۔ اور سر زمین مشرق میں اب تک جاری ہیں۔ مغرب میں بھی
 بعض جاہل آدمی ایسے پائے جاتے ہیں جو ان چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ درمیانی صدیوں
 میں موذی روجوں کے دفع کرنے کے لیے آشوری زبان میں عبارتیں یا منتر پڑھتے تھے۔
 جیسے ”ہیلکا ہیلکا بشا بشا“ یعنی جا جا خبیث خبیث۔

وزن اور مقدار طول و زن اور وقت کی مقداریں جن کو قدیم توہین استعمال کرتی
 تھیں وہ سب کلدانیوں کی ایجاد کی ہوئی ہیں۔ انھوں نے سال کو بارہ حصوں پر اور مہینہ
 کو تیس یا اونتیس دنوں پر تقسیم کیا تھا۔ اس لیے اُن کا سال ۳۶۵ دن سے کم ہوتا تھا جو
 سال شمسی کی اصلی مدت ہے۔ اُس کے پورے کرنے کے لیے ہر چھ برس کے بعد ایک مہینے دن کا
 مہینہ بارہ مہینوں پر اضافہ کرتے تھے۔ ہفتہ سات دن کا ساتوں ستیاریوں کے نام پر مقرر
 کیا تھا ساتویں دن کو (یوم الراحہ) آرام کرنے کا دن قرار دیا تھا۔ کہ اُس دن نہ لڑتے
 تھے نہ دلہری کرتے تھے بلکہ اُس دن دوا بھی نہ پیتے تھے۔

دن کو چوبیس گھنٹہ میں گھنٹہ کو ساٹھ دقیقوں میں دقیقہ کو ساٹھ ثانیہ میں تقسیم کرنا بھی
 کی ایجاد ہے۔

اسی طرح دائرہ کو تین سو ساٹھ درجہ میں اور ہر درجہ کو ۶۰ دقیقہ میں اور ہر دقیقہ کو ۶۰ ثانیہ میں اور ہر ثانیہ کو ۶۰ ثالثہ میں تقسیم کرنا بھی کلدانیوں سے رواج پذیر ہوا تھا اسی طرح درجہ کی علامت (°)، دقیقہ کی علامت (′) ثانیہ کی پہچان (″) اور ثالثہ کی نشانی (‴) بھی انہیں کی مقرر کی ہوئی ہے۔

مقدار وزن کے لئے کلدانیوں نے ایک کامل سلسلہ ترتیب دیا تھا۔ ان کے لمبائی کا اندازہ بالشت تھا جو ۲۰ سینٹی میٹر کا ہوتا تھا اور گز ۵ سینٹی میٹر کا اور ذراع ۱۲ ہاتھ کا (Perche) اور استاد ایک سو آستی ذراع کے برابر تھا۔

سطح کا پیمانہ کلدانیوں نے مربع قدم، مربع ذراع، اور مربع استاد مقرر کیا تھا۔ ان کے وزن کا پیمانہ مین تھا جو پانسو پانچ گرام کا ہوتا تھا اور تالان ساٹھ مین کا اور مین ساٹھ درم کا ہوتا تھا۔

پانچویں فصل

کلدانیوں اور آشوریوں کی عمارتیں اور کتبے

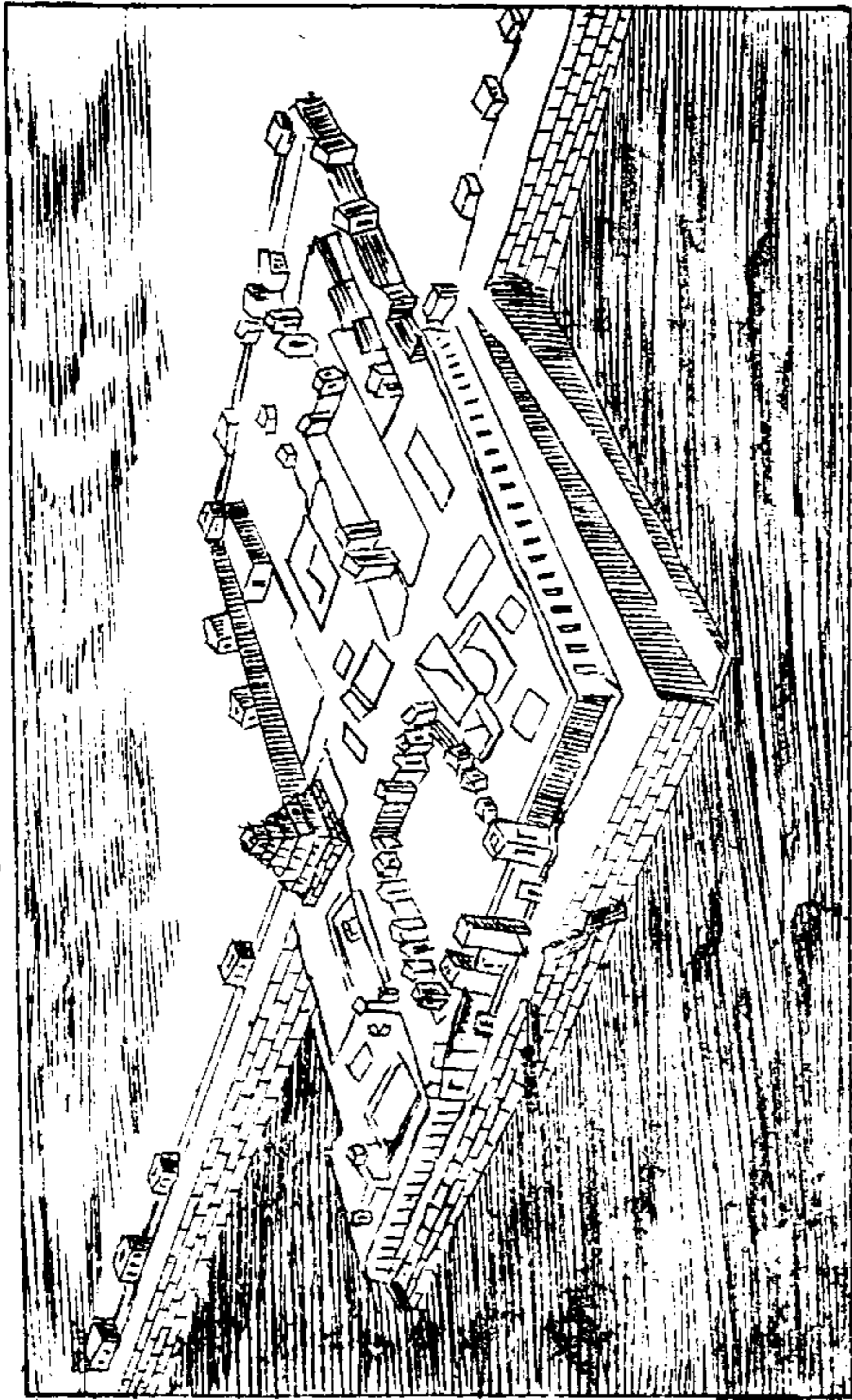
معماری کلدانیوں اور آشوریوں نے بہت سی بڑی بڑی عمارتیں یادگار کے لئے بنائی ہیں۔ اب بھی ان کے ملک میں عمارتوں کے کھنڈر بکثرت پائے جاتے ہیں۔ چونکہ کلدہ میں عمارتیں بنانے کے لئے پتھر نہ تھے اس لئے مٹی کو گوندھ کر سانچہ میں ڈھال کر مٹی بناتے تھے۔ پیرامینوں کو وہ مٹی سے کھرا پکاتے تھے۔ وہ مٹی سرخ رنگ کی بہت مضبوط ہوتی تھی اور کچی مٹی جو غصا آفتاب میں خشک کر لی جاتی تھی وہ سفید اور بہ نسبت ان کے کمزور ہوتی تھی جو چھتوں اور بڑی دیواروں کے بیرونی حصوں کے کام میں لائی جاتی تھی۔ کلدانیوں کی اینٹوں کا طول اکثر ۳ سینٹی میٹر اور قطر دس سینٹی میٹر

ہوتا تھا۔ اینٹوں کے نرم ہونے کی حالت میں ان پر کوئی عمارت کھودتے تھے۔ عمارت بنانے وقت مٹی کے گارے یا چونے یا رال سے اینٹوں کی جڑائی کرتے تھے اور عمارت کی مضبوطی کے لحاظ سے ضروری تھا کہ دیواریں بہت موٹی نسبتاً چھوٹی اور غیبی کسی خلو کے بنائی جائیں۔

آشور کے تمام معمار ایک مدت تک اسی طریقہ سے عمارتیں بناتے رہے حالانکہ آشوری پہاڑوں میں پتھر بہت تھا جو صرف فرش کے کام میں لایا جاتا تھا۔ اس پر کچھ عمارت کھودتے تھے۔

گارا بنانے اور کرور ہا اینٹیں تیار کر کے کام میں لانے اور تعمیر کے صرف میں ہم پہنچانے اور بڑے بڑے پتھر عمارتوں میں لگانے کے لیے ہزار ہا آدمیوں کا ہونا لازم تھا اس لیے قیدیوں سے کام لیا جاتا تھا جن کو بادشاہ گرفتار کر کے دوسرے ملکوں سے لاتے تھے۔ یہ لوگ لکڑیاں مار کر کام کرنے پر مجبور کیے جاتے تھے۔ جب کسی عمارت کی تعمیر شروع ہوتی تو یہ ان کی مذہبی رسم تھی کہ بادشاہ وہاں آکر اپنے ہاتھ سے سنگ بنیاد رکھتا تھا اور اسی وقت ایک کتبہ نصب کیا جاتا تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے مجسمے بہت سے تعویذ و نقش اور موتے چاندی، تانبے کے ٹکڑے وہاں رکھتے تھے۔

ابتداء میں جو سب سے زیادہ بہتر اور مضبوطی وہ سارگن کی عمارت ہے۔ جو خرابا د میں معلوم کی گئی ہے۔ یہ عمارت ایک مربع سطح پر واقع ہے وہ سطح دس ہزار میٹر مربع وسعت رکھتی ہے اور اس کے چاروں کنارے ٹھیک چاروں گوشوں کے نقطوں پر واقع ہیں۔ پیدل آدمی ایک چوڑے زینے سے اور گاڑی نشیب سے عمارت کے اوپر آہستہ آہستہ پہنچتی تھی۔ پہلے ایک پٹا ہو اور واڑہ ملتا تھا جس کے اوپر دو کنگرے دار بیچ تھے۔ دروازے کے بیرونی رخ پر دونوں جانب دو پڑا رکھائیں جن کے سر ان کے تھے اور نیم رخ بنائی گئی تھیں



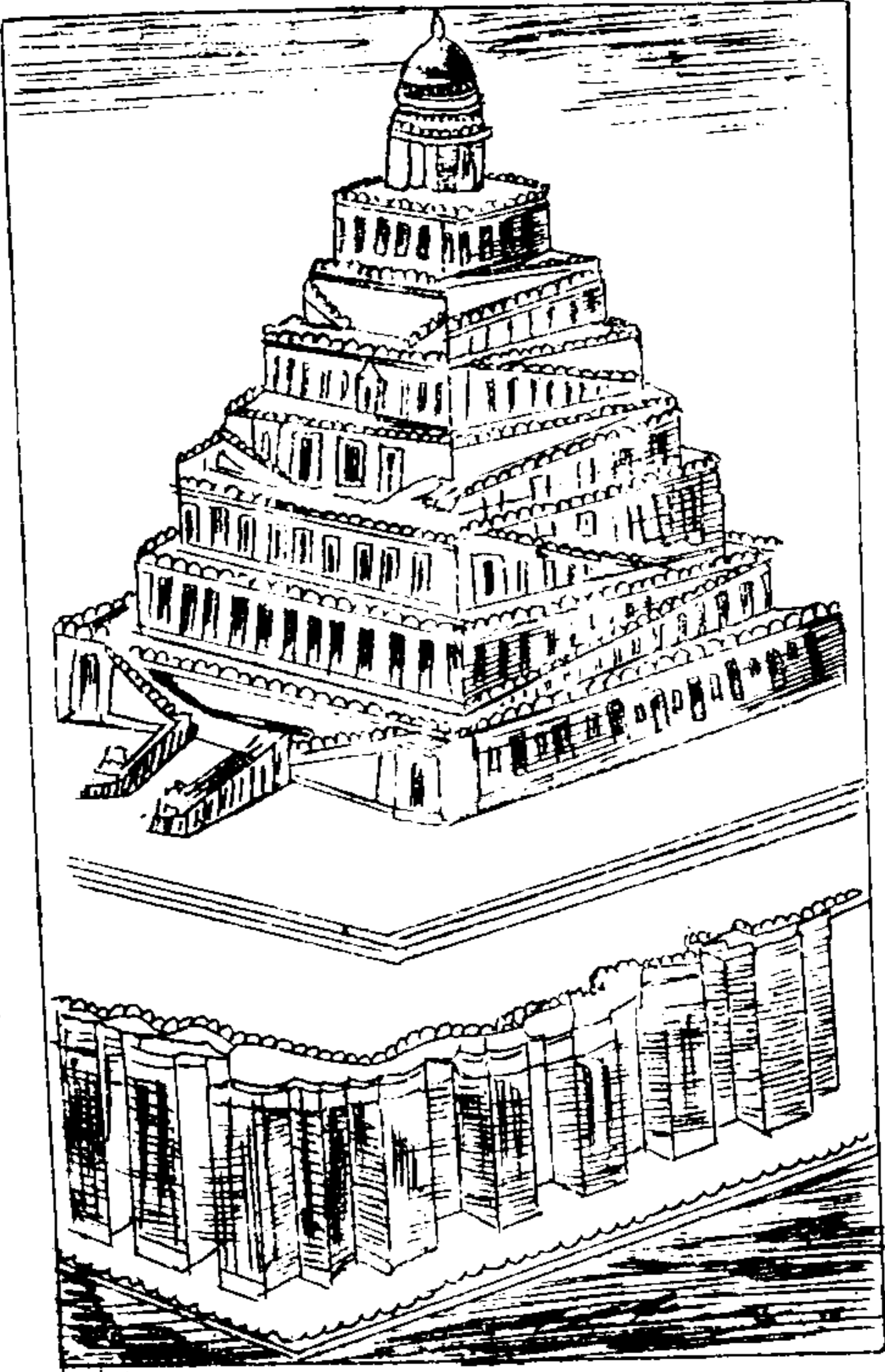
عمارِ ساسان

اور سَخ اُن کا دروازے کی طرف تھا اسی طرح دروازے کے اندر بھی دو گائیں بنی ہوئی تھیں۔ گویا اندر جانے کے وقت ہمیشہ دو فرشتے کے سر نظر آتے تھے۔
 دروازے کے بعد ایک بڑا احاطہ تھا جس کی سطح نو سو پتر میٹر تھی۔ یہ احاطہ آئے

والوں کے استقبال اور مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لیے مخصوص تھا اس کے دونوں طرف بڑے بڑے کمرے بنے تھے جن میں احاطہ کی طرف دروازے تھے۔ اکثر کمروں میں بڑے بڑے محبسے تھے یہ کمرے دوسرے احاطوں سے ملے ہوئے تھے ان میں بھی اسی طرح دونوں طرف کمرے تھے۔ اس قسم کے دو بڑے چھوٹے احاطے موہ ساٹھ سے زیادہ کمروں کے اس عمارت میں دیکھے جاتے تھے۔ دیوار سفید سنگ مرمر کے پتھروں سے چھپی ہوئی تھی جس پر بادشاہ کے کارنامے منقوش تھے اور زمین پر جہاں کہیں فرش بچانے کی ضرورت تھی اینٹوں کا فرش کر دیا گیا تھا۔ اور جہاں فرش بچانے کی ضرورت نہیں تھی وہاں پتھر بچانے کے تھے اور پتھر پر مختلف قسم کے گل بونے بنے ہوئے تھے۔ عمارت کے اس حصہ میں مرد رہتے اور مہمانوں کا استقبال کرتے تھے عمارت کے ایک گوشہ میں معبد کے برابر سات درجہ کا چھوٹا سا ہرم بنا ہوا تھا جو ستاروں کی پرستش کے لیے مخصوص تھا۔ مردوں کے کمروں کی پشت پر ایک اور عمارت تھی جس میں فقط دو مضبوط دروازے تھے۔ یہ عمارت عورتوں کے لیے تھی اس کی وسعت ۱۰ ہزار سو میٹر مربع تھی اس کے دونوں طرف متعدد کمرے اور کئی احاطے تھے۔ چاروں طرف رنگین محبسے رکھے ہوئے تھے ہر احاطہ کے اندر ایک ہی قطار میں بستے ستون بنے تھے جن سے مکاتب ظاہر ہوتی تھی۔ ستون پیتل کے پتروں (Bronze) سے چھپے ہوئے تھے اور ان ستونوں کے سروں پر کھجوری پتوں کے گلہ سے بنائے گئے تھے جو پیتل کے تھے۔ (Bronze) باقی عمارت میں ملازموں کے مکان اور اجناس رکھنے کے گودام تھے خانے، باورچی خانے، اصلیل اور اسلحہ خانہ (جس میں نیزے، ڈھالیں اور جنگی گاڑیاں رکھی جاتی تھیں) اور حنجرانہ (جس میں سونا، چاندی مالِ عنیمت یا خراج کا مال رکھا جاتا تھا) وغیرہ مکانات بنے تھے۔ تمام عمارت میں مختلف وسعت کے دو سو آٹھ کمرے تھے۔ سب کمرے تنگ تھے اور بڑے کمروں کی لمبائی نسبت چوڑائی کے بہت زیادہ تھی۔ جس سے دہلیز کی شکل پیدا ہوتی تھی۔ کسی کمرے میں روشندان نہیں تھا بلکہ روشنی اور ہوا ایک بڑے دروازہ سے پہنچتی تھی جس کی اونچائی کبھی ۱۰ میٹر

ہوتی تھی۔ اور وہ دروازہ احاطہ کی طرف کھلتا تھا۔ اس طریقہ سے گرم ہوا سے محفوظ رہتے تھے۔

کئی درجوں کے معبد | کلدانیوں اور آشوریوں کے معبد گویا بلند اور مربع سات درجے کے برج ہوتے تھے۔ آشوری بادشاہوں کی ہر عمارت میں اس قسم کے معبد تھے۔ لیکن بسا



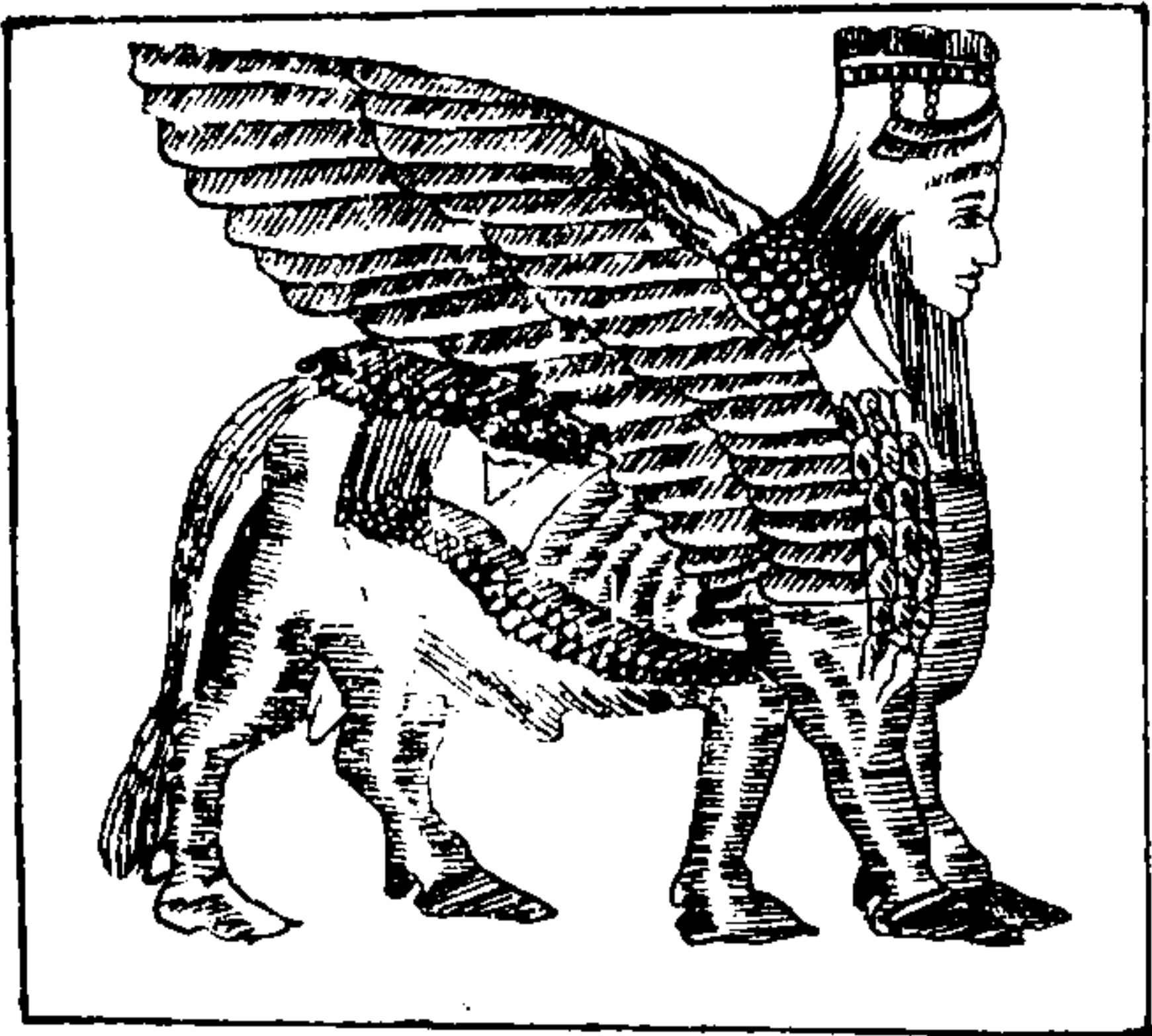
بڑا معبد بابل میں تھا۔

کھنڈ جو بروج بابل کے نام سے مشہور ہے اب بھی اٹھ میٹر لمبی ہے۔ یہ معبد بابل کے آثار ہیں جو ہر طرف سے تین سو میٹر میٹر تھا۔ اس کے بیچ میں ایک نہایت بلند چوڑے پر ایک بڑا بروج تھا جس کے ہر ضلع کی لمبائی ایک سو چالیس میٹر تھی۔ اس کے اوپر ایک چھوٹا بروج اسی شکل کا تھا اور اس دوسرے بروج کے اوپر اس سے چھوٹا ایک اور بروج تھا اسی طرح سات بروج ایک دوسرے کے اوپر آگے بنائے گئے تھے ہر بروج بہ نسبت پہلے بروج کے چھوٹا تھا اور ہر بروج ایک سیارہ کے نام پر مخصوص تھا اور سیارہ کے رنگ سے رنگا ہوا تھا نیچے سے اوپر تک اس ترتیب رنگ کیے گئے تھے۔ سفید، سیاہ، ارغوانی، آبی، سرخ، لقرئی، اور طلائی۔ باہر کی طرف ایک رتیج زینہ تھا جس کے ذریعے ایک بروج سے دوسرے بروج تک جلتے تھے۔ آخری بروج کے اوپر عبادت خانہ تھا۔ جہاں ایک سنہری اور بہت مزین میز رکھی ہوئی تھی۔ عبادت خانہ کے اوپر ایک طلائی گنبد تھا جو دھوپ میں خوب چمکتا تھا۔ ان سب کی لمبائی بہت زیادہ تھی۔ اور شاید ایک سو چالیس میٹر تک پہنچتی تھی۔ ایک کاہن اس عبادت خانہ کی پاسبانی کرتا تھا۔

سارگن کے محل کا ہر ضلع تینتالیس میٹر لمبی رکھتا ہے اور ہر طبقہ کی اوٹھ سو میٹر اونچائی ہے۔ کلدانی اور آشوری مجسمے بہت کم دستیاب ہوئے اور وہ بہ نسبت مصر کے مجسموں کے بہت خراب ہیں۔ اس زمین میں اس کام کے لئے اچھا سالہ نہیں ملتا تھا۔ آشوری پتھر چونے کا اور نرم ہوتا تھا جو نقوش کے لئے بہت اچھا لیکن مجسموں کے لئے بہت برا تھا بلکہ میں کسی قسم کا پتھر نہ تھا۔ جو مجسمے شہر لگش میں پائے گئے ہیں وہ ان سیاہ پتھروں سے بنائے گئے ہیں جو سمندر پار سے لائے گئے تھے۔ یہ مجسمے کھڑے یا بیٹھے ہوئے انسانوں کی تصویریں ہیں جو نیچی اور زردوزی قبائیں پہنے ہوئے ننگے پاؤں ہیں۔

آشوری سنگ سازوں نے اکثر سفید اور نرم سنگ مرمر کے تختوں پر نقوش برسبہ بناے ہیں جن کو وہاں کے لوگ دیواروں اور عمارتوں کی زیب و زینت کے کام میں لاتے تھے۔

جو زیادہ بڑے ہوتے تھے ان کو باہر کی دیواروں میں نصب کرتے تھے۔ آشوریوں کے پتھروں کے نقوش بہت بڑے فرشتوں کی صورتیں ہیں جن کا سر کبھی عقاب کا ہوتا تھا اور کبھی دیو کی طرح جو کسی شیر کا گلا دبا رہا ہی اور کبھی پر دار گاٹے بناتے تھے جس کا سر انسان کا تھا خرستاباد میں چھتیس پر دار گاٹے چار چار پانچ پانچ میٹر اونچی پائی گئی ہیں جو دیوار کے دونوں طرف بنائی گئی تھیں۔ اس مجسمہ کی طرح جو دیوار کے اندر ہو۔ ان گایوں کے پانچ پاؤں ہوتے تھے۔



بال دار گائے

ایک طرف سے چار پاؤں دکھائی دیتے تھے دوسری طرف سے دو پاؤں گاٹے کے سر پر تاج ہوتا اس کے بال گھونگھروالے ہوتے تھے وہ گائیں تیز نگاہوں سے دیکھتی ہوتی تھیں جو شخص کو درمے کے عجائب خانہ کے اس کمرہ میں داخل ہوتا ہی جس میں آشوریوں کے عجائبات ہیں وہ ان تصویروں اور ہیکلوں کے بنانے والوں کی قدرت اور عظمت پر بے اختیار تعجب کرتا ہی۔ اندر کی دیواروں پر عمارت بنانے والے بادشاہوں کی زندگی کے واقعات لکھے جاتے تھے۔

خرنساباد میں اس قسم کے نقوش دو ہزار میٹر تک لمبے پائے گئے ہیں۔ عمارات کالا کونینوا میں اس سے بھی زیادہ نقوش ملتے ہیں۔ پتھروں پر نقش کھودنے کے کام میں کئی سال صرف ہوتے تھے۔ اس بنا پر ضروری تھا کہ بہت سے کاریگر ایک ساتھ اس کام پر لگائے جائیں اور یہی وجہ ہے کہ سب نقوش یکساں نہیں ہیں۔ جنگی مجلسیں یہاں چھی اور خوبصورت ہیں کیونکہ ان کے بنانے والوں نے جزئیات تک فراموش نہیں کئے۔ مثلاً وہ بند جس سے قیدی باندھے جاتے تھے یا مردوں کی نعشیں جو میدان جنگ میں پڑتی ہوتی تھیں ان کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔

دوسری قسم کے نقش پہاڑی درختوں کے یا شاخوں اور اشیانوں میں طيور کے یا پانی میں مچھلیوں کے ہوتے تھے لیکن یہ نقوش اکثر خراب اور مٹے مٹے ہوتے تھے۔ جیسے بچہ تفریحاً بنا لیا کرتے ہیں ان میں تناسب اور باقاعدگی نہیں ہے مثلاً آدمی گھوڑوں بلکہ قلعوں پر بھی بڑے ہیں اور مچھلیاں کشتیوں کے برابر ہیں۔ گداؤں لاشوں کی برابر ہیں جنہیں وہ کھاتے ہیں اور پرند درختوں کے برابر اونچے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرف کے کاریگر یہ کچھ نہیں جانتے تھے کہ دور سے کتنی بڑی چیز کتنی نظر آتی ہے بلکہ عام طور پر اپنی طبیعت کے موافق بڑائی اور عظمت ظاہر کرنے کے لیے بڑی بڑی تصویریں بناتے تھے۔ مثلاً بادشاہ کو زرا سے بڑا اور آشوریوں کو ان کے دشمنوں سے بڑا بناتے تھے اور ان کے سر فقط نیم رخ رکھتے۔ اگر سیدھا بنانے کی ضرورت واقع ہوتی تب بھی نیم رخ بناتے تھے چہرہ ایک ہی طرح کا بنایا جاتا تھا جس سے نہ رونے کا اثر ظاہر ہوتا تھا نہ ہنسنے کا۔ بدن سنگین لباس پوشیدہ ہوتا تھا اور سر ہاتھ اور پاؤں کے سوا کوئی چیز ظاہر نہیں ہو سکتی تھی۔ باوجود ان عیبوں کے ان اطراف کے کاریگر قابل دید کام کرتے تھے یہ وہ بڑے بڑے نقوش ہیں جنہیں بادشاہ اور اس کے خدام اور ملازموں کی تصویریں معلوم ہوتی ہیں صناعت ڈاڑھی اور گھونگر والے بال اور جبہ و تاج اور قبائے دامن کے ریشمی ریشے بہت اچھی طرح ظاہر کرتے تھے۔ کمیر کہیں آدمیوں کی صورتیں بھی باقاعدہ بنائی ہیں۔

آشوریوں کی بہترین صنعت زندے جانور و شکاری کتے ہیں۔ آسور بانی پال کے ایک شکار کی تصویر میں ایک شیرنی بنائی ہے جو تیر کھا کر اپنے دونوں بچے اٹھائے ہوئے غرار ہی ہے اس کے بدن کا وہ پھپھلا حصہ بھی ظاہر کیا ہے جو تیر سے بیکار ہو گیا ہے یہ تصویر نہایت خوب اور بہت صحیح بنائی ہے۔

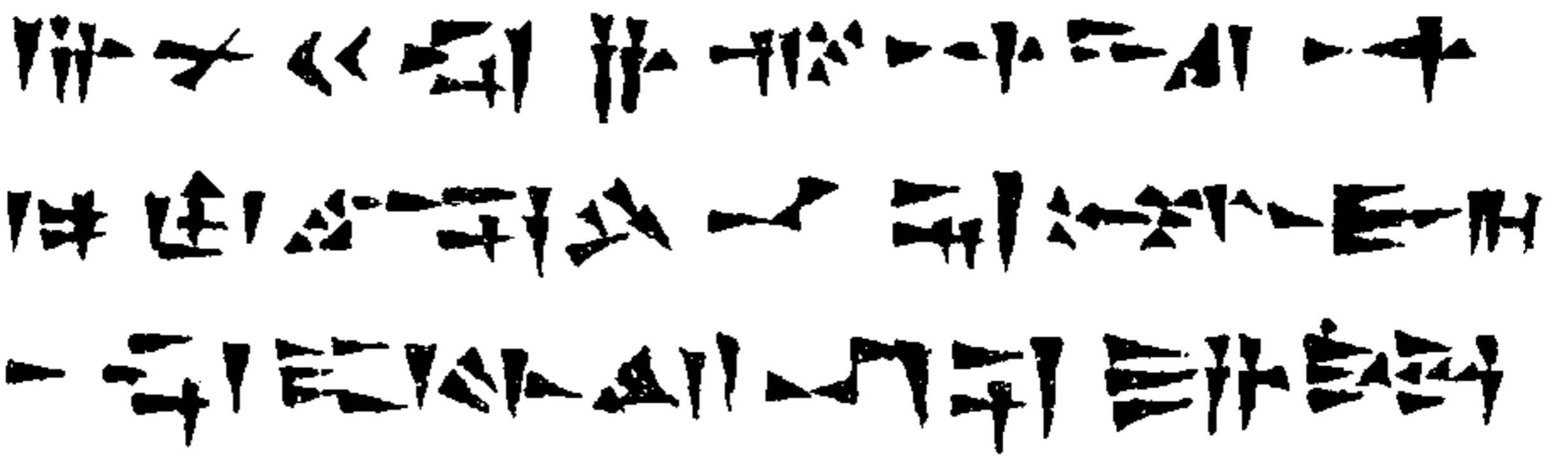
بلکہ کہنا چاہیے کہ یونانیوں نے بھی جانوروں کی تصویریں بنانے میں اس سے بہتر کام نہیں کیا ہے۔

زمینت اور آرائش | جو اینٹیں عمارت بنانے کے لیے بنائی جاتی تھیں پہلے ان پر سفید چونے سے قلعی کرتے تھے۔ جب وہ سفید ہو جاتی تھیں تو ان پر نقاشی کی جاتی تھی وہ آدمیوں کی تصویریں ہوتی تھیں۔ ہر اینٹ پر کامل تصویر کا ایک حصہ بنایا جاتا تھا۔ پھر اس پر ایک قسم کا روغن پھیرا جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ آوے میں پکانی جاتی تھی پھر ان اینٹوں سے دیوار کو بنیت دی جاتی تھی۔ دیوار میں اینٹوں کو اسی خوبی سے جوڑتے تھے کہ سب اینٹوں کے تمام نقش مل کر کامل تصویر بن جاتی تھی۔ جو تصویریں وہ پتھروں اینٹوں فرشوں یا کپڑوں پر بناتے تھے



وہ اکثر عجیب و رختوں اور جانوروں کی ہوتی تھیں۔ گل بوٹے پتے اور عجیب و غریب شکلیں جو مشرقی مالک میں معمول ہیں اور اہل مغرب بھی ان کی تقلید کرتے ہیں یہ سب کلدانیوں کی ایجاد ہیں۔

خطوط مہنجی | کلدہ اور آشور کے تمام کھنڈروں میں بلکہ بہت قدیم ویرانوں میں بھی کتبے پائے جاتے ہیں جو حضرت عیسیٰ سے تین ہزار برس یعنی آج سے پانچ ہزار برس پہلے سے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدیم زمانہ سے کلدانی لکھنا جانتے تھے۔ اکثر کتبے اینٹوں



آشوری مہنجی (یا سکیانی) خط کا نمونہ

پر منقوش ہیں۔ جن کی شکلیں مختلف ہیں۔ بعض مسطح ہیں بعض ہاتھ دھونے کے صابن سے اور بعض چھوٹے پیپوں کے مانند ہیں۔ ان پر لکھنے کے لئے ایک قسم کی دعوات کی سلائی استعمال کی جاتی تھی۔ اس کی نوک مسطح اور مثلثی شکل کی ہوتی تھی۔ جب اینٹیں نرم ہوتی تھیں تو اس وقت ان پر اس سلائی سے نقش کر دیا جاتا تھا۔ وہ نقش لمبوترے مثلثوں کی شکل کے اور اکثر تیروں یا بیسوں سے مشابہ ہوتے تھے اس لئے اس کو خط مہنجی یا خط پیکانی کہتے ہیں۔ لکھنے کے بعد اینٹوں کو آوے میں پکالتے تھے تاکہ اینٹیں سخت ہو جائیں اور حرف کے نیچے کا خوف نہ رہے۔

آسوریانی پال کے محل میں جس قدر کتب خانہ ملا ہے وہ سب اینٹوں پر ہے جن کے دو نوں پہلو خطوط سے پر ہیں کلدانی اور آشوری زبانیں اور تمام متقدم قوموں کی زبانیں مثلاً آشور

ارمنی کا پارسی اور ایرانی اسی خطِ منحنی میں لکھی جاتی تھیں۔

کلدانی اور آشوری خط بہت مشکل تھا اُس کے ہر حرف میں چند پیکانی شکل کے خط ہوتے تھے۔ ابتدا یعنی قدیم زمانہ میں ہر حرف ایک کلمہ ہوتا تھا۔ اُس کی بعد مختصر کر کے ہر حرف سے ایک خاص آواز مراد لی جانے لگی (مثلاً بی با کا کا ل حرکت) اور اکثر کلمے اٹھیں آوازوں کی شکل میں لکھے جاتے تھے۔ ان آوازوں کی تعداد دو سو سے متجاوز تھی۔ اور ان میں سے اکثر آوازیں ایک دوسرے کے مشابہ تھیں اور آسانی سے باہم مشتبہ ہو جاتی تھیں۔ ان کے علاوہ بعض قدیم حروف بھی مربع تھے جن میں سے ہر ایک بجائے خود ایک کلمہ تھا یا ایک حرف کلمہ کا کام بھی دے سکتا تھا اور ایک آواز کو ظاہر کرتا تھا۔ کلمہ ہونے کی صورت میں اور طرح سے پڑھا جاتا تھا اور حرف کی صورت میں اور طریقہ سے۔ مثلاً ایک حرف کو آن بھی پڑھ لیتے تھے اور ایلو بھی۔

یہ خط بہت مشکل تھا یہاں تک کہ خود کلدانیوں کے لیے بھی اُس کے یاد کرنے کے واسطے مخصوص کتابیں متعدد فرہنگیں اور صرف و نحو کی کتابیں لکھنا ضروری تھا۔ ان میں سے بہت سی فرہنگیں اور کتابیں ہاتھ آگئی ہیں اور انہوں نے یورپ کے فاضل محققین کو اس خط کے پڑھنے میں بہت کچھ مدد دی ہے۔

جدید اکتشافات

انیسویں صدی عیسوی تک کلدہ و آشور کے جو حالات دوسری قوموں خصوصاً یہودیوں اور یونانیوں کے نوشتوں میں پائے جاتے ہیں اُن کے سوا اور کچھ معلوم نہ تھا۔ اور تقریباً اُن کی تاریخ اور طرز معاشرت سے ہم لوگ ناواقف تھے۔ بابل و نینوا کا نام سنتے تھے لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ یہ عظیم الشان دار سلطنت کہاں واقع تھے۔ ۱۸۴۲ء میں سلطنت فرانس نے موسیو بتا (Botta) کو نلس اسکندریہ کو جو علم آثارِ قدیمہ کی طرف بہت مائل تھا بمقام موصل بھیجا جو دجلہ کے کنارے واقع ہے۔

موسیو بتا نے مصر ارادہ کر لیا کہ شہر نینوا کا موقع تلاش کرے لیکن دجلہ کے کنارے

کوئی ایسی چیز نہ پائی گئی جس سے شہر کے کھنڈروں کا پتہ چلتا۔ مثلاً نہ کوئی ستون تھا نہ کوئی دیوار
 عربوں نے شہر موصل کے سامنے دو ٹیلوں کا نشان موسیو بتا کو دیا اور کہا کہ ہر ٹیلے پر ایک موضع
 آباد تھا نیز چند آدمیوں نے بتلایا کہ لوگ اس مقام کو حضرت یونس علیہ السلام نبی کی قبر بتاتے
 ہیں۔ موسیو بتانے اپنے مصارف سے ان دونوں ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے کو کھدوایا جس کا نام
 کزون جیک (Kozundjik) تھا۔ وہاں سے بعض برتن اور کتبہ اور اینٹیں آمد
 ہوئیں لیکن کوئی اور مہتمم باستان چیز ہاتھ نہ آئی۔ ایک ہتھانی ترک اس ٹیلے کو کھدواتے اور اس قدر
 آدمیوں کو یہاں کام کرتے تیز سٹی کے برتن وغیرہ جمع کرتے ہوئے دیکھ کر متعجب ہوا اور کہا کہ یہاں
 سے چند فرسنگ کے فاصلہ پر ایک آبادی ہے جسے خراسا باد (Korsabad) کہتے ہیں
 وہاں اس قسم کے چیزیں بہت پائی جاتی ہیں۔ موسیو بتا خراسا باد پہنچا یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جو
 ایک ٹیلے پر واقع تھا۔ موسیو موصوف نے اس ٹیلے کو کھدوانا شروع کیا تو قصر سارگن کی ایک پر
 گائے کا سر برآمد ہوا۔ خراسا باد کا وہ تمام ٹیلے خاک کا تو وہ تھا جس نے سارگن کے پائے تخت اور
 ساریوکن کے کھنڈروں کو چھپا لیا تھا۔ موسیو بتانے کتبوں سے بھری ہوئی دیواریں برآمد کر لیں
 اور سمجھا کہ میں نے نینوا کو پایا ہے۔

یورپ میں جب یہ اکتشافات مشہور ہوئے تو وہاں موسیو بتا کے لئے سرمایہ جمع کیا گیا۔
 اس نے موضع خراسا باد کو حشر ید کر تمام عمارت کو توڑ خاک کے نیچے سے نکال لیا۔ اس کے
 بعد پڑا رگائیں اور جو نقوش وہاں سے ملے وہ موصل میں لائے گئے۔ یہ کام اس قدر مشکل تھا
 کہ پندرہ کیلومیٹر کی مسافت تک اس بارگراں کو منتقل کرنے میں تین مہینے صرف ہوئے۔ خراسا باد
 کے آثار موصل سے کشتیوں میں لا کر فرانس پہنچائے گئے۔ پیرس کے عجائب خانہ لورور میں آشور
 آثار قدیمہ کا جو ذخیرہ جمع ہے اس میں سب سے عمدہ یہ چیزیں ہیں۔

۱۸۴۵ء میں موسیو پلاس (Plas) بتا کا جائنٹین ہوا اس نے بھی نئے سرے سے
 کوششیں شروع کیں اس سے پہلے ۱۸۴۶ء میں ایک انگریزی مستیاع موسوم بہ لایار (Laird)

آشور کی تحقیقات کے لیے مقرر ہوا تھا۔ اُس نے فرود کے ٹیلہ کو کھدوایا وہ بھی خرابا باد کی طرح خاک کا ایک تودہ تھا جس نے شہر کا لاک کے کھنڈروں کو چھپا لیا تھا اور اُس وقت تک اس کا نام بھی کسی نے نہیں سنا تھا۔ خلاصہ یہ کہ وہاں لایا رڈ نے چار بادشاہوں کی عمارتیں کیتے اور نقوش معلوم کئے۔ اُس کے بعد وہ جیک کا ٹیلہ کھدوانے کے لیے گیا جو پہلے چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہاں سے دو عمارتوں کے کھنڈر اور برآمد ہوئے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر مدتوں تک ڈھونڈنے پر بھی نینوا کا سران نہ نکلا اور اسی جگہ عمارت آسور بانی پال کا کتب خانہ دستیاب ہوا جس میں اینٹوں کے اوراق ہیں۔

کردن جیک اور فرود کے ٹیلے کھونڈنے سے جو آثار قدیم دستیاب ہوئے وہ لندن پہنچائے گئے لندن کا آشوری مجموعہ پیرس کے مجموعہ سے بھی بہتر اور مفصل ہے۔

سلطنت فرانس نے بھی چاہا تھا کہ بابل کے کھنڈر برآمد کرے۔ چنانچہ اس ارادہ کے ^{۱۸۵۱ء} ^{۱۸۵۱ء} میں ایک شخص مقرر کیا گیا جس کا نام موسیو فرسنل تھا۔ *Musee* اور یہ جدہ کا قدیم کونسل اور نہایت تجربہ کار شخص تھا۔ یہ کابل میں بھیجا گیا تو اُس کے ساتھ ایک مصور اور ایک علم آثار نگار کا عالم آپر *Oppert* نامی بھی تھا۔ ان دونوں عملندستیا حوں نے دو برس سے زائد اُس سرزمین میں بسر کیے۔ اور بابل کی عمارتیں، شہر بنا ہیں اور معاہدہ برآمد کرنے میں مصروف رہے۔ لیکن چونکہ فرات کے پانی میں ملی ہوئی مٹی بہت بڑی مقدار میں اُن چیزوں پر جم چکی تھی اس لیے انکا کھودنا نہایت مشکل تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ بابل کے کھنڈروں سے آثار قدیمہ بہت کم دستیاب ہوئے آشوری جنگلوں اور کھنڈروں سے جو چیزیں ہاتھ آئیں وہ ایک کشتی کے ذریعے سے فرات کی راہ سے پیرس روانہ کی گئیں۔ لیکن وہ کشتی تباہ ہو گئی اور جو کچھ ذخیرہ اُس میں تھا سب سمند کی نذر ہو گیا۔

بیچارہ فرسنل انتہائی محنت اور زحمت و غم کی وجہ سے ^{۱۸۵۵ء} ^{۱۸۵۵ء} میں مقام بعبداد فوت ہو گیا۔

اسی زمانہ کے پکائی خطوط کے کہتے جو وہاں پہنچائے گئے تھے ان کے پڑھنے میں علماء
 و دانیانِ فرنگ مصروف تھے لیکن یہ مشکل کام کسی طرح پورا نہیں ہوتا تھا کیونکہ خط نہ پہچاننے کی
 وجہ سے یہ بھی نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ یہ کس زبان میں لکھے گئے ہیں۔ حسن اتفاق سے بعض کہتے
 ایران میں ایسے بے جو چند زبانوں میں لکھے گئے تھے ایک فاضل انگریز موسوم بہ راولسن
 (Rawlinson) نے ان خطوط کے ایک حصہ کو جو قدیم فارسی میں تھا پڑھ لیا۔
 اس زبان کو اس نے ایران کی مذہبی یعنی زردشتی کتابوں کے ذریعہ سے حاصل کیا تھا۔ اور جب
 فارسی خط آشوری خط سے ملایا گیا جو اس کے مقابل میں لکھا تھا تو معلوم ہوا کہ زبان آشوری
 سامی زبانوں میں سے ہی یعنی عبری زبان سے بہت شبہت رکھتی ہے اس کے بعد کوشش کر کے
 پہلے آشوری اس کے بعد کلدانی عبارتیں پڑھی گئی۔ اور اس زبان کی صرف و نحو درست
 کی گئی۔ اس سے تاریخ کا ایک نیا باب (دروازہ) کھل گیا۔ جس کا نام آسیرولزی (Assyriology)
 میں یہ علم رائج ہے۔ لیکن اس کے موجد صرف انگریز ہیں۔ مثلاً راولسن و ہینکس (Hincks)
 اور فرانسیسیوں میں دو سلی (Soulci) اور اپر (Oppert) وغیرہ۔
 تیس برس کی مدت تک انگریز تہا آشوری حالات کی تفتیش میں مشغول رہے اور تپلر اور
 اسمتھ (Smith) اور ہر فردر اسن (Hormuzd Rassam) نے آشوری کھنڈوں
 کی کھدائی کو انجام تک پہنچایا۔ اور لفتس (Lofthus) نے کلدہ کے چند شہروں کے
 کھنڈر برآمد کیے۔

اب سے چند سال پہلے فرانسیسی ازسرنو کوشش میں مشغول ہوئے اور موسیو دو سارزک
 (Monsieur De Sarsz) نے جو ابھرہ میں فرانس کا نائب کونسل تھا کلدہ کے
 ایک پرانے شہر میں تحقیقات شروع کی۔ اسے چار برس کی سخت محنت کے بعد ایک بعد اور
 چند کلدانی مجسمے ہاتھ آئے جو بہت پرانے ہیں۔

اس کے بعد بھی ہمیشہ سیٹھ اور علما کے یورپ کوششوں میں مصروف رہے ہیں اور
 کنڈروں میں مزید تحقیقات اور کھودنے کا کام برابر جاری رہا ہے۔ جس سے روز بروز کلین
 اور آشوریوں کا مفصل اور مکمل حال معلوم ہوتا رہا ہے۔

تیسرا حصہ

بنی اسرائیل کی تاریخ

عبرانی شیوخ

شیوخ | قدیم کلدانی سلطنت کے زمانہ میں کچھ ایسے خانہ بدوش گھمے بانوں کے گروہ تھے جو فرات اور شام کے درمیانی وسیع زمین میں نقل و حرکت کرتے رہتے تھے۔ ہر گروہ کا بزرگ اس جماعت کا شیخ ہوتا تھا۔ یہ شیخ اپنے ساتھ بہت سی عورتیں بچے نوکر چاکر رکھتے تھے۔ یہ سب ایک بڑے خاندان کی طرح زندگی بسر کرتے اور اپنے شیخ کے فرماں بردار رہتے تھے۔ ہر خاندان لوگوں بھڑوں اور اونٹوں کے گھمے رکھتا تھا۔ جس زمین میں مواشی کے چرنے کے قابل گھاس پاتے تھے وہیں قیام کرتے تھے۔ اور اونٹوں کی کھال کے جیسے قایم کر کے ان میں رہتے تھے۔ اور جب اس سر زمین کی گھاس ختم ہو جاتی تھی تو اور دوسری زمین کی تلاش میں دنا ہوتے تھے۔

ان لوگوں کی زندگی نہایت سادہ اور غذائیات اور مواشی کا گوشت تھا اور پوٹا ک اولیٰ کیٹے۔ یہ مکان نہیں بناتے تھے۔ ان کا سامان لکڑی یا مٹی کے برتن اونٹ کی اون کے چند کتل اور صرف چند صندوق تھے ان کی زمینت کا اسباب سونے اور چاندی کے حلقے تھے

جو عورتیں پاؤں میں بہتی تھیں۔ اور گلوبند گو شوار سے اور نتھ تھی جو اب بھی بدوی عربوں میں مروج ہے۔

ابراہیم | اُن کے شیوخ میں سے ایک شیخ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جو اپنے قبیلہ کے ساتھ حرکت کر کے صومالیہ میں ہوتے ہوئے سویریہ چلے گئے۔ ان بزرگوار کے مفصل حالات زندگی تورات میں اس طرح تحریر ہیں کہ ابراہیم نے پچھتر سال کی عمر میں پروردگار کی آواز سنی جس نے حکم دیا کہ "تو اپنے ملک کے باہر بس جگہ کا میں نشان دیتا ہوں وہاں جا میں تیری اولاد کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ اور تیرے نام کو بڑی عظمت دوں گا۔ اور تمام رٹے زمین کی تو میں تیرے وسیلے سے نجات پائیں گی۔"

حضرت ابراہیم اپنے پروردگار کے حکم سے سفر کو تیار ہوئے اور اپنے بیٹے حضرت لوط کو بھی ہمراہ لیا اور فاندان کے جتنے اشخاص تھے سب کو شٹلے کر سویریہ پہنچے اُس کے بعد مصر گئے وہاں سے بھی روانہ ہو کر ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں سب جانوروں کے لائق چارہ نہ تھا۔ اس لیے حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کے گلہ بان آپس میں لڑنے لگے۔ حضرت ابراہیم نے حضرت لوط علیہ السلام سے فرمایا۔ "میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے اور تمہارے آدمیوں میں کسی قسم کا فساد ہو کیونکہ سب آپس میں بھائی ہیں اس لیے بہتر ہے کہ ہم قوم جدا ہو جائیں۔" حضرت لوط دشت اردن (Jordan) میں چلے گئے جو پانی کی افراط کی وجہ سے ایک باغ کے مانند تھا اور بحالیت کے کنا سے قیام کیا یہ ملک سدوم (Sodom) کی زمین ہے۔ وہاں کے سنے والے اُس وقت بہت بد اخلاق تھے۔ اور حضرت ابراہیم نے لوط (Lot) کے درختوں کے نزدیک خیمے قائم کیے اور وہاں خداوند کے لیے نذیر (قربان گاہ) بنایا۔ ایک روز ابراہیم علیہ السلام نے پھر خدا کی آواز سنی۔ جس نے حکم دیا کہ:-

اے ابراہیم خوف نہ کر میں تیرا محافظ ہوں اور میں تجھے بہت اچھا بدلہ دوں گا۔

حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں عرض کیا۔ کہ
 اے خداوند! مجھ کو کیا عطا ہوگا۔ کیا میں بے اولاد مر جاؤں گا اور میرا وارث فقط میرا خادم
 ایوزر (Eliizer) ہوگا۔

خدا کی طرف سے حکم ہوا کہ:-

تیرا خادم ایوزر تیرا وارث ہوگا بلکہ تیری پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔
 پھر حکم ہوا کہ ”اپنے خیمہ کے باہر جا“ آپ جب باہر تشریف لے گئے تو حکم ہوا کہ ”آسمان کی
 طرف نظر کر اور ستاروں کو دیکھ۔ کیا تو ان کو گن سکتا ہے تیری اولاد بھی اسی قدر ہوگی۔“
 چونکہ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی سارہ سے کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی اس لیے انہوں نے پتہ
 شوہر سے کہا کہ میری خادمہ ہاجرہ مصری سے عقد کر لو ممکن ہے کہ اُس سے کوئی اولاد ہو۔ حضرت
 ابراہیمؑ نے ہاجرہ سے عقد کر لیا اور اُن سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام اسمعیل رکھا گیا۔ اِس کے
 بعد سارہ سے بھی ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام اسحق قرار پایا۔ حضرت ابراہیمؑ بہت مال دار
 ہو گئے۔ ایک دن اسمعیلؑ نے اسحقؑ پر طنز کیا جو سارہ کو ناگوار معلوم ہوا اور حضرت ابراہیمؑ
 سے کہا کہ اس خادمہ اور اس لڑکے کو یہاں سے دُور کر دو۔ ابراہیمؑ علیہ السلام نے صبح سویرے
 اُٹھ کر تھوڑی روٹی اور مشک میں پانی بھر کر ہاجرہ اور اُن کے لڑکے کو مکان کے باہر نکال دیا
 ہاجرہ جنگل میں آکر راستہ بھول گئیں اور جب مشک کا پانی تمام ہو گیا تو اسمعیلؑ کو ایک رخت کر
 نیچے رکھ کر ایک تیر کے فاصلہ پر بیٹھ گئیں تاکہ اپنے لڑکے کی موت نہ دیکھیں پھوہ روئے لگیں
 اُس وقت ہاجرہ کو ایک فرشتہ نے آواز دی اور کہا کہ ”اے ہاجرہ تم گمین نہ ہو اور خوف نہ کر
 خدا نے تیرے لڑکے کی آواز سنی جا اور اُسے اٹھا کر اُس سے ایک بڑی قوم پیدا ہوگی ہاجرہ
 پلٹ کر آئیں تو ایک چشمہ پایا اور مشک کو اُس کے پانی سے بھر کر اپنے لڑکے کو پلایا اور یہ دونوں

لے دو گے حضرت ہاجرہ و مہ نہیں تھیں بلکہ شاہ معر نے اپنی لڑکی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارہ کے اخلاق اور تہذیب کو
 دیکھ کر دی تھی تاکہ وہ اُن کی صحبت میں رہ کر بہترین عورت ہو جائے۔ شاہ معر نے لڑکی کو دینے وقت خادمہ کا لفظ ادا کیا تھا
 نہ واقعہ۔ ۱۲

ماں بیٹے یہاں رہتے لگے۔ غلامیہ یہ کہ اسمعیل نے بڑے ہو کر فرق تیر اندازی میں بہت کمال پیدا کیا اور قوم عرب کے مورث اعلیٰ ہوئے۔

لوطا جو سدوم میں رہے تھے ایک ات جب کہ وہ اپنے مکان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے دیکھا کہ وہاں کچھ لوگ آئے ہیں (وہ خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے تھے) لوطا ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھے اور ان کو سجدہ (تعمیمی) کیا اور کہا کہ:-

”اپنے بندہ کے مکان میں چلو اپنے پاؤں دھو رات کو آرام کرو صبح کو چلے جانا“

ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ ابھی وہ لوگ سوئے نہ تھے کہ اہل سدوم دروازے پر آئے اور حضرت لوطا کو دھمکا کر کہا کہ مسافروں کو ہمیں دیدو (یہ لوگ انہیں تکلیف پہنچانا چاہتے تھے) لوطا نے انکار کیا انھوں نے چاہا کہ لوطا کے مکان کا دروازہ توڑ ڈالیں لیکن فرشتوں نے ان کو اندھا کر دیا۔ اور لوطا سے کہا کہ تم معہ اپنے خاندان کے اس ملک سے چلے جاؤ ہم اس ملک کو برباد کر دینگے کیونکہ یہاں گناہوں کی بہت کثرت ہو گئی ہے۔ علی الصبح ان فرشتوں نے لوطا اور ان کی بیوی اور لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر شہر کے باہر کر دیا اور کہا کہ اپنے پیچھے پلٹ کر نہ دیکھنا مگر لوطا کی بیوی نے ان کے حکم کی پروا نہ کی اور پیچھے پلٹ کر دیکھا وہ فوراً نمک کی مورت بن گئی۔ لوطا معہ اپنی دو لڑکیوں کے طلوع آفتاب کے وقت ایک گاؤں میں پہنچ گئے۔ شہر سدوم اور عامورہ پر آگ کی بارش ہونے لگی جس سے وہ دونوں شہر تباہ اور وہاں کے رہنے والے سب ہلاک ہو گئے۔

ایک دن خداوند نے امتحان کے لئے ابراہیم کو حکم دیا کہ میرے لئے اپنے عزیز بیٹے یعنی اسحاق کی قربانی کرو ابراہیم نے صبح اٹھ کر اپنے فخر پر پالان رکھا اور اسحق کو دو خادموں کے ساتھ گریباہرائے۔ قربانی کے لئے تھوڑی لکڑیاں جمع کیں تیسرے روز اس مقام کو دیکھا جو خدا نے قربانی کے لئے مقرر کیا تھا۔ خادموں کو حکم دیا کہ تم یہیں ٹھہرو میں اور میرا بیٹا پہاڑ پر عبادت کے لئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد لکڑیاں اسحق کی پیٹھ پر رکھ کر اور خود چھری اور آگ لے کر

پہاڑ پر روانہ ہوئے۔ اسحق نے کہا اسے باپ ایہ آگ اور چھری کیا ہوگی؟ قربانی کے لیے
 منڈھا کہاں ہے؟ ابراہیم نے جواب دیا کہ خدا مہیا کر دے گا۔ جب پہاڑ پر پہنچے تو ابراہیم نے
 ذبح درست کیا اور اُس میں لکڑیاں رکھیں لکڑیوں پر اپنے لٹکے کو باندھ کر لٹایا اور اسے ذبح
 کرنے کو چھری نکالی اُس وقت خدا کے ایک فرشتہ نے اُنھیں آواز دی کہ لٹکے ابراہیم اب لٹکے
 پر دست اندازی نہ کر کیونکہ خدا نے سمجھ لیا کہ تو اُس سے ڈرتا ہی اور تو نے اُس کی راہ میں اپنے
 لٹکے کی قربانی سے دریغ نہ کیا ابراہیم نے سر اٹھایا تو ایک منڈھے کو دیکھا جس کے سینک
 ایک درخت کی شاخوں میں لٹکے ہوئے تھے۔ اُسے لے کر طلال کیا۔ اُس کے بعد ایک آواز
 سنی کہ ”تو نے میرے لیے اپنے لٹکے کو بھی عزیز نہ رکھا میں تجھ کو برکتیں عطا کروں گا اور تیری اولاد
 آسمان کے ستاروں اور زمین کے ذروں کی طرح بہ کثرت ہوگی“

اسحق اور ربقہ | سارہ کے انتقال کے بعد ابراہیم نے اپنی وفات سے پہلے اپنے خاوند
 ایبوزر کو قسم دی کہ وہ اپنے ملک میں جائے اور وہاں اسحق کے لیے بیوی تلاش کرے کیونکہ
 وہ اسحق کی شادی اُس قوم میں جو کنعان میں رہتی تھی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ایبوزر نے
 دست و پاؤں سے اپنے ہمراہ لے کر اپنے ہاؤس کی راہ لی اور کلدہ پہنچا جہاں ابراہیم
 کے بھائی کی اولاد رہتی تھی۔ شام کے وقت ایک کنواں ملا جہاں اُس نے اپنے ادنٹ کو آرام
 کرنے کے لیے چھوڑ دیا اُس وقت لڑکیاں پانی بھرنے کے لیے کنوئیں پر آئیں ایبوزر نے
 ہاتھ اٹھا کر کہا کہ لے میرے آقا ابراہیم کے خدا آج مجھے اُس چیز کا نشان دے جسے میں
 طلب کرتا ہوں اور جو ان لڑکیوں کو کنوئیں پر آئی ہیں۔ ایسا کر کہ جو لڑکی مجھے اور میرے
 ادنٹ کو پانی دے وہ اسحق سے منسوب ہو۔ اُس وقت ایک جوان اور خوبصورت لڑکی اپنا
 گھڑا بھر کر روانہ ہوئی اس کا نام ربقہ تھا ایبوزر نے دوڑ کر اُس سے پانی مانگا، اُس نے کہا
 کہ اے میرے آقا پانی پی یہ کہہ کر گھڑا پیچھے اتارا ایبوزر نے سیر ہو کر پانی پیا لڑکی نے اُس
 سے کہا کہ اب تیرے اونٹوں کے لیے پانی پھینچتی ہوں اُس کے بعد اونٹوں کے پانی پینے کی

لے اسلام نے نزدیک حضرت اسمعیل کی جگہ حضرت اسحق علی قربانی کی وایت غلط ہے

کی جگہ پر گھڑے کا سب پانی ڈال دیا پھر ان کے لئے اور پانی کھینچا یہاں تک کہ اونٹ بھی سیرا ہو گئے ایوزرنے تعجب کے ساتھ اُس کی طرف دیکھا لیکن کچھ کہا نہیں۔ جیسا اونٹ پانی پی چکا تو ایوزرنے ایک انگوٹھی اور دو طلائی بازو بند نکال کر اُسے دئے اور اُس سے دریافت کیا کہ تو کس کی لڑکی ہے کیا میں تیرے باپ کے گھر میں رات بسر کر سکتا ہوں۔ لڑکی نے کہا کہ میں ناچور کی لڑکی ہوں اور میرا نام ربقہ ہے اور تم ہمارے گھر میں رہ سکتے ہو۔ ایوزرنے کہا کہ شکر ہے میرے آقا کے خدا کا جس نے میرے آقا کے گھر میں مجھے جگہ دی۔ لڑکی نے اپنے گھر جا کر اپنی ماں کو اطلاع دی اُس کے بھائی لالابان نے انگوٹھی اور طلائی بازو بند دیکھ کر ایوزر کو تلاش کیا اور اپنے گھر میں لے آیا۔ اونٹوں پر سے سامان اتار کر ان کے سامنے چارہ ڈالا اور ایوزر کو پانی دیا کہ وہ پاؤں دھوئے اور اُس کے لئے کھانا جلد تیار کرایا۔ ایوزرنے کہا کہ میں جب تک اپنا مطلب نہ کہہ لوں گا کھانا نہ کھاؤں گا۔ اُس کے بعد بیان کیا کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اُس نے کس طرح اپنے آقا زادہ کے لئے بیوی کو تلاش کیا اور خاص کر اُس نے اپنی دعایان کی۔ ربقہ کے بھائی اور باپ نے جواب دیا کہ یہ بات جب خدا نے مقرر کر دی ہے تو ہم اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ ربقہ کو لے جاؤ تا کہ وہ تمہارے آقا زادہ کی بیوی ہو۔

ایوزر سجدہ شکر بجالایا اور سونے چاندی کے زیور اور کپڑے جو وہ اپنے ساتھ لایا تھا دیئے اور درخواست کی کہ وہ کل اپنے آقا کی طرف واپس جانا چاہتا ہے۔ ربقہ کے باپ اور بھائی نے خواہش کی کہ وہ دن روز تک اور ان کا مہمان رہے مگر اُس نے کہا میرے سفر میں حارج نہ ہو کیونکہ خدا نے میرا مطلب پورا کر دیا اب میرا جلد واپس ہونا ہی بہتر ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم ربقہ سے دریافت کرتے ہیں دیکھیں وہ خود کیا چاہتی ہے۔ اُس کے بعد ربقہ کو بلا کر دریافت کیا اُس نے بھی منظور کر لیا۔ چنانچہ وہ اپنی دائی اور بہن کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ایک وز شام کے وقت سخن جنگل میں تھے انھوں نے دیکھا کہ چند اونٹ اُڑ رہے ہیں اور ایک اونٹ پر ایک لڑکی سوار ہے۔ وہ لڑکی ربقہ تھی۔ ربقہ اسٹن کو دیکھ کر اونٹ سے اتر پڑی اور

ایوزر سے دریافت کیا کہ کیوں مردہ ایوزر نے کہا کہ یہ میرا آقا ہی ربقہ نے اپنا منہ چھپایا
ایوزر نے سب اتنا اپنے جوان آقا سے بیان کی۔ اسحق ربقہ کو اپنی ماں کے جیسے میں لیگے
اور اُس سے شادی کر لی۔

یعقوب اور عیص ربقہ سے ایک تہ تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آخر اسحق نے دعا کی اور
ربقہ سے دو لڑکے ہوئے۔ بڑا لڑکا سرخ رنگ کا تھا اور اُس کے بدن پر بال بہت تھے اُس کا نام
عیص (عیسو) رکھا گیا دوسرے لڑکے کا نام یعقوب رکھا۔ عیص جب بڑا ہوا تو وہ شکار کا بہت
شوقین تھا اور اپنی عمر شکار کے لیے جنگل میں بسر کرتا تھا۔ یعقوب بڑا ہونے کے بعد نرم دل
ظاہر ہوا اور اکثر اپنے خیمہ میں رہتا تھا۔ اسحق عیص کو بہت چاہتے تھے کیونکہ وہ شکار دوست
تھے اور ربقہ کو یعقوب سے زائد محبت تھی۔

ایک دن یعقوب نے سور کی دال پکائی اُس دن عیص شکار سے بہت خستہ ہو کر آیا تھا اُس نے
بھائی سے کہا کہ یہ کھانا مجھے دیدو یعقوب نے کہا کہ اس کے عوض اپنا حق بزرگی میرے ہاتھ فروخت
کر دو عیص نے کہا جب میں بھوک سے مچلتا ہوں تو حق بزرگی کس کام آئیگا۔ چنانچہ اُس نے
اپنا حق بزرگی سور کی دال کے عوض بھائی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

جب اسحق ضعیف بنا ہوا ہو گئے تو ایک دن عیص سے کہا کہ میں ضعیف ہوں اور موت کا وقت
مجھے معلوم نہیں تم اپنا تیرا مکان لے کر میرے لیے شکار لاؤ اور میرا مرغوب طبع کھانا تیار
کر دنا کہ میں مرنے سے پہلے تمہیں برکتیں دوں۔

جب عیص شکار کو چلا گیا تو ربقہ نے اسحق کی گفتگو یعقوب سے بیان کی اور کہا کہ ایک
بحری کا سر لانا کہ میں تیرے باپ کی مرغوب طبع غذا تیار کروں اور وہ مرنے سے پہلے مجھے
برکتیں دے۔ یعقوب نے کہا کہ میرے بدن پر بال نہیں ہیں میرا باپ ہاتھ پھیر کر دیکھے گا اور
جب میرا فریب معلوم ہوگا تو وہ مجھے بجائے برکت کے لعنت دیگا ربقہ نے کہا کہ وہ لعنت مجھ پر
ہوگی۔ اس کے بعد غذا تیار کی گئی۔ پھر ربقہ نے عیص کے کپڑے یعقوب کو پہنائے اور اُس کے

ہاتھ اور گردن بکری کی کھال سے چھپا دیئے۔ یعقوب وہ غذا اور روٹی اسحق کے پاس لے گئے اور کہا کہ لے میرے باپ اسحق نے کہا تو کون ہی یعقوب نے کہا میں تیرا بڑا بیٹا عیص ہوں اور تیرے لئے غذا لایا ہوں۔ اسحق نے کہا تو اتنی جلد شکار سے کیوں آگیا یعقوب نے کہا خدا نے میرے لئے شکار جلد بھیج دیا۔ اسحق نے کہا میرے قریب آئیں تیرے ہاتھ دیکھوں تاکہ معلوم ہو کہ تو دراصل میرا بیٹا عیص ہی۔ یعقوب نے زدگیا کہ اسحق نے ان کو چھوا اور بکری کی کھال کی وجہ سے نہ پہچانا۔ اور کہا کہ تیری آواز یعقوب کی آواز کی طرح ہی لیکن ہاتھ عیص کے ہیں اس کے بعد غذا طلب کر کے کھائی اور کہا کہ سامنے آنا کہ میں تجھے پوسوں۔ جب یعقوب سامنے گئے تو اسحق نے محسوس کیا کہ عیص کے کپڑے ہیں اور برکت کی دعاوی۔ کہ خدا تجھے آسمان سے شہنم اور زمین سے گہوں اور روغن وغیرہ دے۔ آدمی تیرے مطیع ہوں اور تو میں تجھے سجدہ کریں اور تو اپنے بھائیوں پر مسلط ہو۔ اور تیری ماں کا بیٹا تجھے سجدہ کرے۔

اس کے بعد یعقوب باہر چلے گئے اور عیص شکار لے کر واپس آئے اس کی غذا تیار کر کے باپ کے سامنے لے گئے اور برکت چاہی اسحق بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ وہ کون تھا جو میرے لئے شکار لایا اور مجھ سے برکت لے گیا۔ عیص نے کہا کہ اسے میرے باپ مجھے بھی برکت دے۔ اسحق نے کہا کہ تیرا جانور میرے تیری برکت لے گیا۔ اور میں نے اسے تجھ پر صاحب اختیار اور تیرے سب بیویوں کو اس کا خادم کر دیا۔ اب میں تیرے لئے کیا کر سکتا ہوں۔ یہ سن کر عیص کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ میں یعقوب کو مار ڈالوں گا۔ رب نے خود فرستادہ ہو کر یعقوب کو اپنے بھائی لابان کے پاس بھیج دیا۔

یعقوب لابان کے پاس | یعقوب لابان کی طرف روانہ ہوئے جب رات ہوئی تو سوئے کے لئے ایک مقام پر ٹھہر گئے اور ایک پتھر اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک زینہ زمین سے آسمان تک لگا ہوا اور فرشتے اس زینہ سے چڑھتے اترتے ہیں۔ خداوند اوپر ہی اور یعقوب سے کہہ رہا ہے کہ میں تیرا اور ابراہیم واسحق کا خدا ہوں۔ جو زمین تو

دیکھ رہا ہے یہ تیری نسلوں کی ہوگی۔ اور تیری نسل زمین کے غبار سے زیادہ ہوگی۔ اور میں تیرے ساتھ ہوں جہاں تو جائیگا۔ تیرا محافظ رہوں گا۔ اور تجھے اس ملک واپس لاؤنگا۔ یعقوب بیدار ہو کر خوف زدہ ہوئے۔ اور کہا کہ یہ خانہ خدا ہے۔ جو پتھر سر کے نیچے رکھا تھا وہ اُس جگہ یادگار کے لئے نصب کر دیا۔ جب لابان کے ملک میں پہنچے تو ایک کنوئیں پر ٹھہر گئے جس کے منہ پر ایک بڑا پتھر رکھا تھا۔ اور وہاں چسپڑے جانوروں کو پانی پلانے کے لئے لاتے تھے یعقوب نے چرواہوں سے پوچھا تم لابان کو جانتے ہو انہوں نے ایک لڑکی کو بتلایا "جو ایک گلہ اپنے ساتھ لے ہوئے تھی" کہ یہ لابان کی بیٹی ہے اور اس کا نام راحیل ہے۔ جو پتھر کنوئیں پر رکھا ہوا تھا اُسے یعقوب اٹھالیا اور جانوروں کو پانی پلانے میں اُس لڑکی کو مدد دی۔ پھر اُس نے کہا کہ میں اتنے کا لڑکا ہوں۔ لابان نے جب یہ سنا تو اگر یعقوب کو گلے سے لگایا اور اپنے گھر لے گیا ایک مہینہ کے بعد لابان نے یعقوب سے کہا کہ چونکہ تو میرا عزیز ہے اور میری خدمت کرتا ہے اس لئے بتا کہ کیا مزدوری چاہتا ہے۔ یعقوب نے کہا کہ میں سات برس تمہاری خدمت کرونگا اور تم اپنی چھوٹی لڑکی راحیل کے ساتھ میری شادی کر دینا۔

یعقوب نے سات برس خدمت کر کے راحیل کو طلب کیا بسے وہ بہت چاہتے تھے لابان نے بجائے چھوٹی لڑکی کے اپنی بڑی لڑکی اُن سے بیاہ دی۔ یعقوب نے اس کی شکایت کی لابان نے کہا کہ ہمارے ملک کی یہ رسم نہیں ہے کہ بڑی لڑکی سے پہلے چھوٹی لڑکی کا عقد کریں۔ یعقوب راضی ہو گئے اور پھر سات برس تک خدمت کر کے راحیل سے عقد کیا۔ اور اسی ملک میں رہنے لگے وہاں بہت تنگ نسل کے اور بارہ لڑکے ہوئے مجملہ اُن کے دو راحیل کے بطن سے تھے

یعقوب کی واپسی | لابان کے لڑکوں نے یعقوب سے کہا کہ تو ہمارے باپ کے مال سے

بالدار ہو گیا ہے یہ سن کر یعقوب نے وطن واپس جانے کا نغمہ اراں کیا۔ اور اپنے خاندان اور گلہوں کو لے کر خفیہ روانہ ہوئے۔ جب اُس ملک میں پہنچے جہاں اُن کے بھائی عیص رہتے تھے تو اُن کے پاس ایک قاصد روانہ کیا کہ اُن حالات سے بھائی کو مطلع کرے۔ اور اُن سے

معافی چاہے۔ قاصد نے واپس آکر بیان کیا کہ تمہارا بھائی چار سو آدمیوں کے ساتھ تمہارے
دیکھنے کے لیے آتا ہے۔ یعقوب بہت خوف زدہ ہوئے اور خیال کیا کہ عیص انہیں مارنے کے لیے
آ رہے ہیں۔ اس لیے دفع شر کے واسطے دو سو بکریاں اور بیس بکرے۔ دو سو بھیریاں اور بیس
مینڈھے۔ تیس اٹنیاں معہ ان کے بچوں کے۔ چالیس گاٹیں اور دس بل۔ بیس خچریاں اور
دس خچر۔ اپنے مویشی میں سے عیص کو پیش کرنے کے لیے الگ کیے۔ اور ان کے پنج گلے
بناے۔ اور حکم دیا کہ چرواہے ان کے جلو میں چلیں اور ہر گلے کے درمیان میں ایک فاصلہ مقرر
کیا۔ پھر سب چرواہوں سے کہا کہ جس وقت عیص تم کو دیکھیں اور دریافت کریں کہ تم کون ہو تو
کہنا کہ یہ گلے تمہارے خادم یعقوب کے ہیں جو اُس نے اپنے آقا عیص کے لیے بھیجے ہیں۔ یعقوب
کا یہ مطلب تھا کہ وہ اس صورت سے عیص کا غصہ ٹھنڈا کریں۔ پھر یعقوب نے اپنے خاندان کو نہر کے
دوسری طرف بھیج دیا اور خود تنہا رہ گئے۔ آدھی رات کو ایک نامعلوم شخص سے لڑائی ہوئی
یعقوب نے اسے دے مارا اور لنگڑا کر دیا۔ صبح کو اُس شخص نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو اور جانے دو کہ
صبح ہو گئی ہے۔ یعقوب نے کہا کہ جب تک تو مجھے برکت نہ دیکھا میں نہ جانے دو گا۔ اُس شخص نے
کہا تیرا نام کیا ہے، یعقوب نے اپنا نام بتایا اُس شخص نے کہا کہ آئندہ تیرا نام یعقوب نہیں بلکہ
اسرائیل (خدا سے لڑنے والا) ہوگا۔ اُس وقت یعقوب نے سمجھا کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے
رقاصد سے لڑے تھے۔ عیص چار سو ساتھیوں کے ساتھ پہنچے۔ یعقوب نے اپنے خاندان کو
صفوں میں کھڑا کیا اور بھائی کے استقبال کے لیے بڑھے۔ سات جگہ زمین کو بوسہ دیا عیص
بہت متاثر ہوئے اور دوڑ کر یعقوب کو گلے سے لگایا دونوں بھائی روئے اُس کے بعد عیص
نے یعقوب کی بیویوں اور بچوں کو دیکھ کر دریافت کیا یہ کون ہیں۔ یعقوب نے کہا کہ یہ لڑکے
ہیں جو خداوند نے تمہارے خادم کو عطا کیے ہیں۔ پہلے خدمتگار معہ اپنے لڑکوں کے سامنے آئے
انہوں نے عیص کو سجدہ کیا ان کے بعد لیاہ اور اُس کے لڑکے آئے سب کے بعد راحیل اور اُس کے
لڑکے عیص کے سامنے آئے عیص نے پہلے یعقوب کے ان گلوں کو جو بطور ہدیہ پیش کیے گئے

تھے قبول نہیں کیا اور کہا کہ میں بہت مال دار ہوں لے بھائی جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے اسے اپنے لئے رکھو لیکن یعقوب نے اصرار کے ساتھ درخواست کی آخر عیص نے قبول کئے اور دونوں بھائی جدا ہوئے۔ یعقوب اسحق کے پاس گئے۔ اور اسحق نے ایک سو اتسی برس کی عمر میں وفات پائی۔

یوسف کے بھائیوں کا
یوسف کو فروخت کرنا

راہیل کے بڑے لڑکے کو جس کا نام یوسف تھا یعقوب بہت عزیز رکھتے تھے اور یوسف کے بھائی اسی وجہ سے ان سے حسد کرتے تھے۔ اتفاقاً یوسف نے ایک خواب دیکھ کر اپنے بھائیوں

سے بیان کیا جس سے بھائیوں کا حسد اور ترقی کر گیا۔ یوسف نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم اور تم جھگڑ میں رخت بوسہ ہے ہیں۔ میرا درخت فوراً بلند ہو گیا اور تمہارے درخت اس کے گرد جمع ہو گئے اور سجدہ کرنے لگے۔ بھائیوں نے کہا کہ کیا اس خواب کی یہ تعبیر ہے کہ تو ہم پر بادشاہ ہو گا۔ یوسف نے دوسرے روز ان سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ آفتاب اور چاند اور گیارہ ستارے میرے آگے سجدہ کرتے ہیں یوسف کے باپ نے یہ سن کر اسے ملامت کی کہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں اور تیری ماں اور گیارہ بھائی تجھ کو سجدہ کریں۔ ایک روز یوسف کے بھائی بہت دور جنگل میں گلہ چرا رہے تھے یعقوب نے یوسف کو ان کی خبر کے لئے بھیجا انہوں نے یوسف کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس نے خواب دیکھا ہے۔ ہم اس کو مار کر کنوئیں میں ڈال دینگے اور دیکھیں گے کہ اس کا خواب اسے کیا فائدہ پہنچاتا ہے۔ ایک نے کہا کہ اس کا خون نہ بہاؤ بلکہ صرف کنوئیں میں ڈال دو۔ اس نے یہاں

۱۵ اہل اسلام حسب زمان خداوندی حضرت یوسف کا اپنا خواب اس طرح اپنے باپ حضرت یعقوب سے بیان کرنے کے معترف ہیں۔ اذ قال یوسف لابا یا ابتانی زلیت احد عشر کواکبا والشمس والقمر رأیتہم لی ساجدین یعنی باپ میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستاروں اور آفتاب ہتھانے آسمان سے اتر کر مجھ کو سجدہ کیا۔ لیکن باپ کی ملامت کا کہیں ذکر نہیں۔ بھائی البتہ اس کو شیطان سے شکر حضرت یوسف کی ناراضی ہو گئے تھے رد کیوں تفسیر علامین شریف تفسیر سورۃ یوسف علیہ السلام یہ واقعہ بھی کلام اللہ میں دوسری طرح مذکور ہے۔

کیا تھا کہ جب جانی چلے جائیگی تو میں نکال لوں گا۔

جب یوسف وہاں پہنچے تو بھائیوں نے ان کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور ان کو ایک اندھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اُس کے بعد کھانا کھانے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک قافلہ ادھر سے گزرا جو اونٹوں پر عطر وغیرہ لادے ہوئے مصر لے جا رہا تھا یہود نے یوسف کے اور بھائیوں سے کہا کہ ہم کو یوسف کے قس سے کیا فائدہ ہوگا بہتر یہی کہ اُسے اس قافلہ کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ کیونکہ وہ ہمارا بھائی اور ہمارے جسم کا ایک حصہ ہے۔ بھائیوں نے یہود کی بات پسند کی اور یوسف کو کنوئیں سے نکال کر بیسویں دریا میں بیچ ڈالا اور ایک بکری بیچ کر کے یوسف کے کپڑے اُس کے خون سے آلودہ کر کے یعقوب کے پاس بھیجے اور یہ بیان کیا کہ ہم نے جنگل میں یہ خون آلودہ کپڑے پائے ہیں۔ یعقوب نے وہ کپڑے پہچان کر کہا کہ یہ میرے بیٹے کے کپڑے ہیں اور اُسے درندوں نے کھا لیا۔ یہ سمجھ کر اُنھوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور رونا شروع کیا کسی شخص کی تسلی و تشفی کا ان پر اثر نہیں ہوتا تھا۔ اور وہ کہتے تھے کہ میں یہاں تک دوں گا کہ مر جاؤں اور اپنے بیٹے کے پاس جا پہنچوں۔

یوسف مصر میں | قافلہ کا تاجر مصر میں یوسف کو لے گیا اور فرعون کے خواجہ سرا ابو طیفر کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اُسے یوسف سے محبت پیدا ہو گئی لیکن اُس کی بیوی نے یوسف پر ہمت لگا کر شاہی قید خانہ میں بیچ دیا۔ اتفاقاً فرعون کا خانہ سامان و رسائی بھی اسی قید خانہ میں قید ہوئے ایک ات کو ان دنوں نے خواب دیکھے صبح کو وہ بہت متفکر تھے کیونکہ اُس کی تعبیر ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ آخر کار وہ لوگ حضرت یوسف کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہ اس کی تعبیر بیان کریں۔ سائی نے خواب دیکھا تھا کہ انگوڑی تین شاخیں رخت سے باہر آئیں۔ اُس کے بعد ان شاخوں میں انگوڑی پیدا ہو گئے اور اُس نے ان انگوڑوں کو پیالے میں نچوڑ کر فرعون کو دیا۔ یوسف نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ تین شاخوں سے تین دن

لے ابی سلام کے نزدیک مقدار معین نہیں ہے ۱۲

مراد ہیں یعنی تین دن کے بعد تو فرعون کو جام دیکھا اس صورت میں مجھ کو فراموش نہ کرنا اور میرا حال بیان کر کے مجھے یہاں سے نجات دلانا۔ خاتماں نے خواب میں دیکھا تھا کہ تین دن روٹیوں سے بھرے ہوئے اس کے سر پر ہیں اور سب ادھر کے خوان میں خمیری اور پرندہ آکر اُسے کھاتے ہیں۔ یوسف نے کہا کہ تین خوان سے تین دن مراد ہیں۔ تین دن کے بعد تیرا کاٹ کر جسم پھینک یا جائیگا۔ اور پرندہ اسے کھائینگے۔ یوسف کی پیشین گوئی صحیح نکلی خاتماں قتل کیا گیا اور ساتی دوبارہ اپنی جگہ پر مقرر ہوا۔ لیکن وہ یوسف کو بھول گیا۔

فرعون نے دو سال کے بعد خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں نیل کے پانی سے باہر آئیں اور اُس کے کنارے چرنے لگیں پھر دوسری سات ڈبلی گائیں ریاسے نیل سے نکلیں اور موٹی گایوں کو کھا گئیں۔ پھر فرعون بیدار ہو گیا۔ دوسرے دن فرعون نے خواب میں دیکھا کہ گہوؤں کے سات خوشے دانوں سے بھرے ہوئے ایک درخت میں اُس کے بچے سات خوشے بے دانوں کے باریکان کے قریب آگے اور بھرے ہوئے خوشوں کو کھا گئے۔ فرعون نے تعبیر تانے والوں کو طلب کیا اور اُن سے تعبیر پوچھی لیکن کوئی ٹھیک تعبیر نہ بتا سکا۔ اُس وقت ساتی کو یوسف کی یاد آئی اور فرعون سے سرگزشتہ بیان کی فرعون نے یوسف کو طلب کیا۔ اُن سے خواب بیان کئے۔ یوسف نے کہا کہ ان دونوں خوابوں کی تعبیر ایک ہی ہے اور خدا اپنی مشیت فرعون پر ظاہر کرنا چاہتا ہے سات موٹی گائیں اور دانوں سے بھرے ہوئے سات خوشے فراخی کے سات سال ہیں جن میں خوب پیداوار ہوگی اور سات ڈبلی گائیں اور سات عالی خوشے قحط سالی کے سات سال ہیں۔ جن میں کچھ پیدا نہ ہوگا۔ مصر میں سات برس تک اچھی پیداوار ہوگی اور پھر سات برس تک ایسا قحط پڑے گا کہ سب فقیر ہو جائیں گے اس ضرورت کے لئے بادشاہ کو چاہیے کہ ایک عقلمند زیر مقرر کرے جو یہ انتظام کرے کہ پیداوار کی سات سالوں میں جو غلہ پیدا ہو اُس کا پانچواں حصہ جمع کر لیا جائے اور تنگی کے سالوں کے لئے ذخیرہ فراہم کیا جائے۔ فرعون نے یوسف سے کہا کہ

خدا نے تمہیں عقلمند بنایا ہے اور عقل و دانش میں کوئی تمہاری برابری نہیں کر سکتا۔ اس لیے تم میرے
گھر کے مختار ہو۔ میری تمام رعایا تمہاری محکوم رہیگی۔ یہ کہہ کر اپنی انگوٹھی حضرت یوسف علیہ السلام
کے ہاتھ میں پہنادی اور انہیں بیش قیمت لباس پہنایا اور طلائی گلوبند گروں میں باندھا۔ اس
وقت سے حضرت یوسف صدراعظم ہو گئے اور گہیوں کا ذخیرہ انہوں نے فراہم کرنا شروع کیا
یوسف کا اپنے بھائیوں کو
شناخت کرنا
پیداوار کے سات سال گذر جانے کے بعد قحط سالی
اور تنگی کے سال آئے۔ یوسف نے ذخائر کے دروازے

کھولے اور گہیوں فروخت کرنا شروع کیا۔ چونکہ ہر جگہ سخت قحط تھا اس لیے ہر جگہ سے لوگ
گہیوں کے خریدنے کے لیے آتے اور مصر سے خرید کر کے لے جاتے تھے۔ حضرت یعقوبؑ
بھی تنگدستی میں گرفتار ہو گئے اس لیے انہوں نے اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ وہ مصر سے گہیوں لائے
سب لڑکے گہیوں کے لیے روانہ ہوئے۔ مگر بنیامین جو سب سے چھوٹا تھا اسے یعقوبؑ نے اس
خیال سے روک لیا کہ کہیں سفر میں ملے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ یعقوبؑ کے لڑکے یوسفؑ
کے پاس آئے مگر انہیں نہیں پہچانا اور سجدہ کیا اور گہیوں خریدنے کی استدعا کی۔ یوسفؑ نے
ان کو پہچان لیا مگر اپنے کو ظاہر نہیں کیا اور ان سے کہا کہ تم لوگ مجھے جاسوس معلوم ہوتے
ہو انہوں نے اپنی بریت کے لیے ظاہر کیا کہ ہم بارہ بھائی ہیں اور ہمارا باپ کنعانی ہے۔ ہمارا
سب سے چھوٹا بھائی باپ کے پاس ہے اور ایک بھائی یوسفؑ مر چکا ہے۔ یوسفؑ نے جواب دیا کہ میں تم کو
جاسوس سمجھتا ہوں اس لیے تمہارا امتحان کرتا ہوں وہ یہ کہ اگر تم پیٹے ہو تو سب میرے پاس
ٹھہرو اور اپنے ایک بھائی کو بھیجو کہ وہ تمہارے چھوٹے بھائی کو لائے۔ اس کے بعد انہیں
تین روز تک نظر بند رکھا پھر سب کو گہیوں دے کر رخصت کیا مگر شمعون کو اپنے پاس رکھ لیا
بھائیوں کے سامنے اس کے پاؤں میں بٹیریاں ڈلوادیں مگر خفیہ طور پر ان کے گہیوں کی قیمت
بھی ان کے غلہ میں رکھوا دی۔ یوسفؑ کے بھائی یعقوبؑ کے پاس آئے اور واقعہ بیان کیا۔
یعقوبؑ نے کہا کہ تم لوگ مجھے اپنے لڑکوں سے محروم کرتے ہو۔ یوسفؑ یوں جاتا رہا۔ شمعون

یوں غائب ہوا۔ اب چاہتے ہو کہ بنیامین کو بھی لے جاؤ۔ رعوبن نے اپنے باپ کا کہا کہ بنیامین کو ہمارے سپرد کرو اگر وہ واپس نہ آئے تو میرے دو لڑکوں کو مار ڈالنا مگر یعقوب نے منظور نہ کیا۔ تاہم قحط بہت ترن پر تھا جب گھوٹا ہوا تو میرے گئے تو یعقوب نے پھر اپنے بیٹوں کو مصر بھیجا جا ہا اس وقت انہوں نے بنیامین کے لے جانے کی اجازت حاصل کر لی۔

جب وقت یوسف کے بھائی دوبارہ مصر میں پہنچے اور یوسف کے لے تو آپ اٹھیں اپنے گھر لے گئے وہ سب خوف زدہ ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے گھوٹوں کی قیمت کا روپیہ بھی اپنے غلام میں پایا تھا۔ وہ سمجھے کہ ہم پر چوری کا الزام لگایا گیا ہے۔ جب یوسف گھر آئے تو سب نے آپ کو سجدہ کیا آپ نے سب ان کے ضعیف والد کا حال پوچھا اور بنیامین کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ تمہارا چھوٹا بھائی ہے۔ پھر اس کی طرف مخاطب ہو کر کہا ”اے میرے عزیز خدام پر رحمت کرے“ یہ کلمات کہتے وقت یوسف اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کے آنکھوں میں آنسو اُمڈا اور وہ دوسرے کمرے میں جا کر کسی قدر روئے پھر آنکھیں صاف کر کے دسترخوان پر آئے یوسف علیحدہ کھانا کھاتے تھے اور سب بھائی باہم۔ یوسف اپنے بھائی بنیامین کو اور بھائیوں سے زیادہ کھانا دیتے تھے۔

دوسرے روز ان کے گھوٹوں بار کر کے گرا پنا چاندی کا پیالہ بنیامین کے غلام میں رکھوا دیا اور ان کے پیچھے اپنے ناظر کو روانہ کیا تاکہ انہیں روکے۔ ناظر نے انہیں روک کر کہا کہ تم ہمارے آقا کا پیالہ چرا یا ہے۔ سب انکار کیا اور کہا کہ اگر ہم میں سے کسی نے ایسا کام کیا ہے تو اسے مار ڈالو اور باقی سب کو غلام بنا لو۔ ناظر نے یہ شرط قبول کر کے ان کے سامان کی تلاشی لی تو پیالہ بنیامین کے سامان میں پایا۔ وہ سب کو یوسف کے پاس واپس لایا۔ یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو دیکھ کر سجدہ کیا اور اپنے کو ان کا غلام کہا۔ یوسف نے کہا کہ میرا پیالہ جس کے پاس برآمد ہوا ہے وہ میرا غلام ہے باقی سب لوگ واپس جائیں۔ اس وقت رعوبن نے سامنے آکر اپنا وہ وعدہ بیان کیا جو اس نے باپ بنیامین کو واپس لانے کے متعلق کیا

تھا اور کہا کہ ہمارے باپ کی جان اس نر کے کے ساتھ وابستہ ہے اگر ہم اسے چھوڑ کر واپس جائیں گے تو ہمارا باپ درجائیکا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ بجائے اس کے میں آپ کا غلام ہو کر رہوں اور وہ بھائیوں کے ساتھ واپس جائے۔ یہ سن کر یوسف نے ضبط نہ ہو سکا آپ نے اور لوگوں سے کہا کہ تم باہر جاؤ جب یوسف اور ان کے بھائی تمہارے گئے تو یوسف نے رو کر ان سے کہا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں۔ کیا میرا باپ اب تک زندہ ہے۔ یہ سن کر بھائی خاموش ہو گئے۔ یوسف نے ان کو قریب بلا کر پھر کہا میں ہی تمہارا بھائی یوسف ہوں جسے تم نے فروخت کر دیا تھا مگر اب کچھ افسوس نہ کرو خدا نے تمہاری نجات کے لئے مجھے پہلے سے اس جگہ بھیج دیا ہے۔ دو برس قحط کو گزر چکے ہیں ابھی پانچ سال اور بھی کچھ پیداوار نہو گی تم لوگ باپ کی خدمت میں واپس جاؤ اور کہو کہ آپ کے بیٹے یوسف کو خدا نے تمام مصر کا سردار کر دیا ہے اب آپ در آپ کے سنبھالو اور پوتے سب میرے پاس آکر ملک گورشن (Gourchen) میں زندگی بسر کریں اس کے بعد بنیامین کو گلے سے لگایا اور دونوں بہت روئے۔ جب یوسف کے بھائی غلہ اور کپڑوں سے بھری گاڑیاں لے کر اپنے وطن میں پہنچے تو انہوں نے حضرت یعقوب سے سارا قصہ بیان کیا مگر انہیں اول یقین نہ آیا لیکن جب گاڑیاں دیکھیں تو کہا یہ علامت کافی ہے میرا بیٹا یوسف بلاشبہ اب تک زندہ ہے۔ میں چلوں گا تاکہ مرنے سے پہلے ایک بار اور اسے دیکھ لوں۔

حضرت یعقوب اپنے تمام خاندان کو لے کر مصر پہنچے۔ یوسف ان کے استقبال کے لئے آئے۔ یعقوب اپنے بیٹے سے کہا کہ اب میں نے تجھ کو دیکھ لیا اب میں آسانی سے مردنگا۔ یوسف اپنے باپ کو فرعون کے پاس لے گئے اور اس سے تعارف کیا۔ فرعون نے اجازت دی کہ یعقوب ملک گورشن میں جو ڈیٹا کے مشرق میں واقع ہے قیام کریں۔ اس صورت سے اسرائیلی خاندان مصر میں پہنچا اور چند تہن کے بعد اس قدر وسیع ہوا کہ خاندان سے ایک زرہ دست

۱۵ (از جانب مترجم فارسی)۔ مؤرخین اسلام بھی حضرت ابراہیم کے بارہ میں مفصل روایتیں لکھتے ہیں (تعلق صفحہ ۱۸۳)

(ملاحظہ ہو ص ۱۹۵)

(بقیہ نوٹ صفحہ ماقبل)۔ اُن میں سے بعض کی سند کلام اللہ پاک سے ہوتی ہے اُن میں سے ضروری مانا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ میں آدمی مشرک اور بت پرست بہت تھے۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم کے باپ بھی جن کا نام اُذرتھا بت بناتے تھے۔ ایک وز سب آدمی عید کے رسوم ادا کرنے کے لیے شہر کے باہر گئے۔ حضرت ابراہیم نے برے بتوں کو توڑ ڈالا۔ اور تبرا ایک بڑے بت کی گردن میں لٹکا دیا۔ لوگ جب واپس آئے اور یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام سے باز پرس کی۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں نے نہیں بلکہ تمہارے بڑے بت نے یہ دست درازی کی ہے اگر تمہیں یقین نہ تو اُس سے پوچھ لو۔ اس سے مشرک عاجز ہو گئے۔ آخر کار غزوہ نے بو اُس زمانہ میں بادشاہ تھا آپ کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا اور بہت سی آگ جمع کر کے آپ کو اس میں ڈلوا یا لیکن خدا نے آگ کو حکم دیا کہ وہ آپ کو نہ جلائے۔ بلکہ باغ ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باوجود اس واقعہ کے غزوہ اُس کے ساتھی تبتین ہوئے۔

جس مقام پر حضرت ابراہیم نے ہاجرہ اور حضرت اسمعیل کو چھوڑا تھا وہ مکہ تھا اور جو چشمہ خدا نے اُن کے لیے جاری کیا تھا وہ چاہ زفرم ہے۔ اور حضرت ابراہیم اسمعیل کو دیکھنے کے لیے ہر سال آتے تھے اور اُنھیں دو بپا بیوں نے خدا کے حکم سے خانہ کعبہ بنایا اور حج کے آداب رسوم جاری کیے۔

جس لڑکے کی حضرت ابراہیم نے قربانی کرنی چاہی تھی وہ اسلامی روایتوں میں اسحق بھی ہیں اور اسمعیل بھی لیکن اسمعیل کے متعلق زیادہ اور قوی روایتیں ہیں۔

حضرت یوسف کی کنوئیں سے رہائی اپنے بھائیوں کی مدد سے مذکور نہیں ہے بلکہ اُس قافلہ کے رئیس نے جس کا نام مالک تھا اپنے غلام کو بھیجا کہ کنوئیں سے پانی لائے۔ اُس نے حضرت یوسف کو کنوئیں میں دیکھا اور کہاں لیا۔ حضرت یوسف کے کپڑے جو خون آلودہ کر کے حضرت یعقوب کے پاس بھیجے گئے تھے وہ اُن کا پیرن تھا۔ فرعون کا خواجہ سرا جس نے حضرت یوسف کو خرید لیا اُس کا نام عزیز اور اُس کی بیوی کا نام زلیخا تھا۔

حضرت یعقوب اور حضرت اسمعیل کی حکایت مفصل طور پر خود قرآن مجید میں اور دیگر اسلامی تاریخی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یعقوب نے دھوکا دیکر عیص کی بکت حاصل کر لی اُس کا اسلامی روایتوں میں کہیں تپہ بھی نہیں بلکہ اسلام سے حضرت یعقوب کی شان پیغمبری کے خلاف سمجھ کر اس واقعہ سے قطعاً انکار کرتا ہے۔ (مترجم اردو)

دوسری فصل

بنی اسرائیل مصر میں

حضرت موسیٰ | بنی اسرائیل ریعقوب کی اولاد کی مصر میں اس قدر ترقی ہوئی کہ بادشاہ مصر کو ان کی جانب سے اندیشہ اور خطرہ پیدا ہونے لگا اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب اس قوم کی تعداد کم کرنا چاہیے اور کثرت کو روکنا چاہیے ورنہ ان کی جمعیت زیادہ ہونے کے بعد ممکن ہو کہ کچھ شورش کریں اور ہم پر غالب آجائیں۔ اس ارادہ سے اس نے کچھ آدمی مقرر کئے جو ان سے اینٹیں بنانے کا کام لیں جس کی تکلیف سے وہ عاجز و ضعیف ہو جائیں اور ان کی اس قدر اولاد پیدا نہ ہو۔ لیکن باوجود ان کوششوں کے بھی بنی اسرائیل کو ترقی ہوتی رہی۔ آخر کار فرعون نے حکم دیا کہ جو لڑکا اس قوم میں پیدا ہو وہ دریائے میں پھینک دیا جائے اسی زمانہ میں ایک اسرائیلی عورت کے لڑکا ہوا جس کو اس نے تین مہینہ تک پوشیدہ رکھا لیکن جب اس نے دیکھا کہ اب میں اس کی خفیہ طور پر نگہداشت نہیں کر سکتی تو مجبوراً اسے ایک ٹوکری میں رکھ کر زکل کے جنگل میں دریائے نیل کے کنارے رکھوا دیا اور اس لڑکے کی بہن سے کہا کہ تم اس کے قریب مگر مخفی طور پر موجود رہو اور دیکھتی رہو کہ کیا ہوتا ہے۔ اتفاقاً فرعون کی لڑکی اپنی سہیلیوں کے ساتھ دریائے نیل کے کنارے آئی۔ اس نے ایک ٹوکری دیکھی۔ اسے منگوا لیا تو اس میں ایک لڑکے کو پایا جو درہا تھا اس لڑکی کو بیچ کے معائنہ

انداز پر بہت ترس آیا۔ لڑکے کی بہن جو پوشیدہ طور پر اس کے حال کی نگرانی تھی فرعون کی لڑکی کے پاس آئی اور کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں بنی اسرائیل میں سے ایک عورت اس لڑکے کی پرورش کے لیے تلاش کروں جو آپ کے حکم سے انا کی خدمت انجام دے۔ شاہزادی نے اسے منظور کیا اور لڑکی اپنی ماں کو فرعون کی لڑکی کے پاس لے آئی۔ شاہزادی نے اسی عورت کو اس لڑکے کی انا مقرر کیا۔ اور لڑکے کا نام موسیٰ یعنی پانی سے نجات پایا ہوا رکھا۔ غرض کہ موسیٰ نے اپنے ماں کے دودھ سے فرعون کے گھر پرورش پائی۔

جب حضرت موسیٰ جوان ہوئے تو انھیں معلوم ہو گیا کہ وہ کس قوم سے ہیں۔ ایک دن انھوں نے ایک مصری کو دیکھا کہ ایک اسرائیلی کو مار رہا ہے۔ حضرت موسیٰ نے اس مصری پر حملہ کیا اور اسے مار کر اس کی نفس ویرانہ میں چھپا دی۔ فرعون کو اس واقعہ کا حال معلوم ہوا تو حضرت موسیٰ خوف زدہ ہوئے اور پپ چاپ وہاں سے بھاگ کر کوہ سینا کی حوالی میں پہنچے وہاں اہل مدین کے ایک کاسن کی لڑکی سے عقد کر لیا اس کا نام شرد تھا (حضرت شعیب پیغمبر کا نام تورات میں شرد مذکور ہے)۔ ایک دن موسیٰ اپنے خسر کے مواسی کو حریب پر جو سینا کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے (جسے طور سینا کہتے ہیں) چرا رہے تھے کہ ایک فرشتہ خدا کے فرشتوں میں سے شعلہ کے اندر ایک درخت پر ظاہر ہوا۔ وہ درخت نام مشتعل تھا لیکن جلتا نہ تھا۔ اس شعلہ سے آواز آئی کہ ”موسیٰ موسیٰ“ حضرت موسیٰ نے کہا کہ ”ہاں میں ہوں“ آواز سے جواب ملا کہ ”میرے پاس آ اور جوتے اپنے پانوں سے اتار دو کیونکہ جس جگہ تو ہی وہ ایک پاک زمین ہے“ پھر کہا ”میں تیرے باپ دادا کا خدا ہوں ابراہیم یعقوب اور اسحق کا خدا۔ میں نے اپنی قوم کی مصیبت مصر میں دیکھی ان کی فریادیں اور روتنے کی آوازیں سُنیں۔ اور بھیجے آیا کہ انھیں مصریوں کے ہاتھ سے نجات دوں اور اس سے بہتر وسیع ملک میں پہنچاؤں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں۔ تو فرعون کے پاس جا اور میری قوم بنی اسرائیل کو مصر سے باہر لانا“ موسیٰ نے کہا میں اس کام کو کس طرح کر سکتا ہوں

اگر اسرائیل کے بیٹے اُس خدا کا نام پوچھیں جس نے مجھے بھیجا ہی تو میں کیا جواب دوں گا۔
 آواز آئی۔ ”کہنا مجھے اُس نے جوہی تمہاری طرف بھیجا ہی“ موسیٰ نے کہا کہ وہ اس پر یقین
 نہ کریں گے کہ خدا مجھ پر ظاہر ہوا ہی۔ آواز آئی کہ اپنی لکڑی کو زمین پر پھینک دے موسیٰ نے اپنا
 عصا پھینک دیا وہ ایک خوف ناک سانپ بن گیا۔ موسیٰ خوف زدہ ہو کر ہلاکے۔ آواز آئی
 کہ ہاتھ سے اس سانپ کی دم پکڑ لے حضرت موسیٰ نے تمسک کی وہ سانپ پھر عصا بن گیا۔ پھر خدا
 نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو نعل کے نیچے لے جا اور جیباؤں نے نعل کے نیچے سے باہر نکالا تو
 وہ سفید (ید بیضا) ہو گیا۔ پھر خدا نے حکم دیا کہ دوبارہ نعل کے نیچے ہاتھ لے جاؤ۔ جب حضرت
 موسیٰ نے ایسا کیا تو ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔ تب حکم ہوا کہ ان معجزوں سے اپنی نبوت
 کی دلیل پیش کرنا۔ حضرت موسیٰ اپنے بھائی ہارون کے ساتھ مصر میں گئے اور بنی اسرائیل
 سے سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر دونوں فرعون کے پاس گئے اور بنی اسرائیل کی رہائی کی
 درخواست کی فرعون نے انکار کیا۔ حضرت موسیٰ نے اسے قائل کرنے کے لیے پہلے لکڑی
 کا سانپ بنایا پھر سنر یا کہ مصر میں دس نشانیاں ظاہر ہوئی۔ فرعون پھر بھی رہائی پر
 راضی نہوا۔ اُس وقت دس نشانیاں مصر میں ظاہر ہوئیں۔ پہلے دریائے نیل کا پانی
 خون ہو گیا۔ دوسرے زمین میں کون سے بھر گئی۔ تیسرے زہر دار مچھڑا بر کی طرح نمودار
 ہوئے۔ چوتھے بے انتہا جو سین پیدا ہوئیں۔ پانچویں تمام مویشی مرض میں مبتلا ہو گئے۔
 چھٹے تمام آدمیوں کے بدن پر زخم پڑ گئے۔ ساتویں رعند گرج پیدا ہوئی۔ بجلیاں گریں اور
 اوبے برسے۔ آٹھویں مٹیوں کے دل کے دل ظاہر ہوئے اور وہ تمام کھیتی کھا گئیں۔
 نویں بہت سخت اندھیری ظاہر ہوئی۔ دسویں ہر انسان و حیوان کے بڑے بچے مر گئے۔
 جس رات کو سب بڑے لڑکے اور بچے مرے ہیں حضرت موسیٰ نے تمام بنی اسرائیل کو
 حکم دیا کہ سب ایک ایک مینڈھا قربانی کریں اور اُس کے خون سے دروازہ مکان کے
 دونوں طرفوں کو رنگ دیں اور اُس مینڈھے کا گوشت پکا کر خمیری روٹی اور تلخ ساگ کے

ساتھ کھائیں اور جس قدر گوشت باقی بیچے وہ جلا دیں۔ کھانا کھاتے وقت سب جوتے پیسے کمر پٹیکے باندھے اور ہاتھوں میں لکڑیاں لیے رہیں۔ مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ خون ایک ملک میں ہی جس گھر پر خون لگا ہوگا اس کا بڑا لڑکا موت سے محفوظ رہے گا۔ بنی اسرائیل نے اس دن کو ”عید فصیح“ قرار دیا اور ہر سال اس رسم کو ادا کرنے لگے۔

مصر سے بنی اسرائیل کا خروج

جب فرعون کا بڑا لڑکا مر گیا تو اس نے مجبور ہو کر بنی اسرائیل کو جانے کی اجازت دی۔ حضرت موسیٰ ان کے رہبر ہوئے اور ان کو جنوب کے جنگل کی طرف لے گئے۔ وہاں خدا نے ان کی رہنمائی

کی دن کو ابراہیم کو آگ کا ستون ان کو راستہ بتاتا اور ان کے آگے آگے چلتا تھا اس طرح سے وہ دریائے احمر کے کنارے تک آگے اور وہاں قیام کیا۔ لیکن فرعون ان کو اجازت دے کر پشیمان ہوا اور سواروں کی جماعت اور جنگی گاڑیاں لے کر ان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ ان کے قریب جا پہنچا۔ بنی اسرائیل دشمن کو دیکھ کر بہت خوف زدہ ہوئے اور موسیٰ کو ملامت کی کہ وہ جنگل میں ہلاکت کے لیے لے آیا ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ تم خوف نہ کھاؤ اور دیکھو خدا تمہیں کس طرح نجات دیتا ہے۔ یہ مصری جنہیں تم آج دیکھ رہے ہو آج کے بعد ان کا نام و نشان نہ پاؤ گے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے عصا سے سمندر کی طرف اشارہ کیا۔ فوراً اس کا پانی تیز مشرقی ہوا کی وجہ سے جدا ہٹ گیا اور صبح میں ایک راستہ بن گیا بنی اسرائیل اس راستے سے ہو کر خشکی پر جا پہنچے۔ مصری بھی ان کے تعاقب میں پانی میں اترے۔ حضرت موسیٰ نے اپنے ہاتھ کا اشارہ پھر کیا پانی پھر ٹپٹ گیا۔ اور سب جنگی گاڑیاں اور سوار پانی میں غرق ہو گئے۔ اور ان میں سے ایک شخص بنی جانبر نہ ہو سکا۔

بنی اسرائیل کوہ سینا میں

بنی اسرائیل جنگل سے ولایت سینا کی طرف روانہ ہوئے۔ سفر میں تین ماہ صرف ہوئے۔ وہ لوگ پیاس سے بچپن ہو جاتے تھے مگر پھر معجزاتِ تسلی پاتے تھے۔

ایک روز سلوی یعنی تیرویوں کا جھنڈا نمودار ہوا اور بنی اسرائیل انھیں اپنی غذا کے کام میں لائے۔ ایک صبح کو دیکھا کہ ریت بجائے شبنم کے چھوٹے چھوٹے روٹی کے ٹکڑوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ موسیٰ نے فرمایا کہ یہ خدا نے تمہارے لئے روٹی بھیجی ہے ہر شخص صرف اپنی خوراک بھر کی اس میں سے اٹھالے۔ یہ من سفید اور کھانے میں شہد کی ٹکیوں کی طرح تھا۔ بنی اسرائیل چالیس برس تک جنگل میں رہے اور اسی غذا پر سب اوقات کرتے رہے (من ترخبین کی قسم تھی)۔

ایک روز قوم نے پیاس کی شکایت کی حضرت موسیٰ نے اپنی لکڑی ایک پتھر پر پاری اس سے پانی کا ایک چشمہ ظاہر ہوا۔

تیسرے مہینہ بنی اسرائیل کوہ سینا کے سامنے پہنچے اور حضرت موسیٰ پہاڑ پر گئے اور آواز سنی کہ بنی اسرائیل سے کہو۔

"تم نے دیکھا۔ میں نے کس طرح تمہیں مصر کی غلامی سے نجات دی۔ اور اپنے سامنے لایا۔

اب اگر میری اطاعت کر دو گے، اور میرے احکام کی تعمیل کر دو گے تو میری قوم سے ہو جاؤ گے"

حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ حکم سنا دیا اور کہا کہ اگر تم پہاڑ پر قدم رکھو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

تیسرے روز صبح کے وقت ایک غلیظ اور سیاہ ابر نے پہاڑ کو چھپا لیا۔ بجلیاں چمکیں اور کڑاک کی آوازیں آئیں جو اترنا کے شور سے بھر گئی۔ تمام بنی اسرائیل گھبرانے لگے حضرت موسیٰ سب کو لے کر کوہ سینا کے نیچے آئے اس وقت طور کی چوٹی سے ایک آواز آئی جو حضرت موسیٰ کو طلب کرتی تھی۔ حضرت موسیٰ اوپر گئے اور وہ احکام حاصل کیے جو خداوند نے اپنی قوم کے لئے نازل کیے تھے۔ ان احکام کا مضمون یہ تھا۔

دس احکام

میں سردی ہوں۔ میں تیرا خدا ہوں۔ میں وہ خدا ہوں جس نے تجھے مصر کی غلامی

سے نجات دی تبھے مناسب نہیں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک کرے
 تبھے کوئی مورت نہ بنانا چاہیے۔ اسی طرح ایسی چیزوں کی شکلیں بھی جو آسمان پر یا زمین
 پر یا آسمان کے نیچے یا زمین کے نیچے یا پانی میں ہیں نہ بنانا چاہیے۔ اور نہ ان کے سامنے
 سجدہ کرنا چاہیے کیونکہ میں خدائے سرمدی ہوں غیور خدا ہوں جو لوگ مجھ سے بغض
 رکھیں میں ان کو تین چار پشت تک پکڑتا ہوں اور جو مجھے دوست سمجھتے ہیں اور میرے
 احکام کی اطاعت کرتے ہیں ان پر ہزار پشت تک رحم کرتا ہوں
 خدائے سرمدی کا نام بیکار اور بیوردہ طور پر مت لو جو شخص خدا کا نام بے سبب لیتا
 ہے ایسے شخص کو بے عذاب نہیں چھوڑا جاسکتا
 آرام کے دن کا خیال رکھو اور اس کی بزرگی ظاہر کرو جو روزِ تک زندگی کے مشغل
 میں مصروف رہو۔ اور اپنے تمام کام انجام دو۔ ساتویں دن جو خدائے سرمدی کے رحمت
 کا دن ہے کوئی کام نہ کرو۔ نہ تم نہ تمہاری اولاد نہ تمہارے ملازم نہ تمہاری کینز نہ
 مال نہ مویشی نہ ذہن نہ باجو تمہارے اختیار میں ہوں کیونکہ خداوند نے چھ دن میں آسمان
 آسمان اور جو کچھ اس میں ہے سب کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اس لیے خداوند
 نے آرام کے دن کو برکت دی ہے۔ اور اسے مقدس کیا ہے
 اپنے ماں باپ کی عزت کرو تاکہ اس ملک میں جو خدائے سرمدی نے تم کو عنایت کیا ہے
 تمہاری عمر زیادہ ہو

چوری نہ کرو

اپنے ہمسایہ کے حق میں معمولی شہادت نہ دو

اپنے ہمسایہ کے مکان یا خادم یا خادمہ یا گائے یا بچہ یا دوسری چیزوں کا

لاٹع نہ کرو

یہ وہ دس احکام ہیں جو خداوند نے بنی اسرائیل کے لیے بطور سوراہل کے

نانذکے تھے۔

حضرت موسیٰ ایک مدت تک کوہ سینا پر رہے اور بنی اسرائیل انتظار کی

سوئے کا گوسالہ

مدت سے گھبرا گئے۔ تورات کی تحریر کے مطابق انہوں نے موسیٰ کے بھائی سے جن کا نام ہارون

تھا کہا کہ ہمارے لیے ایک خدا بناؤ جو ہماری رہبری کرے۔ ہارون نے وہ سونے کے طلعتے جو

بنی اسرائیل کی لڑکیوں اور عورتوں کے کانوں میں تھے طلب کئے اور انہیں لگا کر ایک سونے

کا گوسالہ بنایا اور ایک بڑی ترار دیا اور کہا کہ کل عید ہی۔ دوسرے دن صبح کو بنی اسرائیل

جلد بیدار ہوئے اور قربانیوں کو بڑی میں جلایا گوسالہ کی پرستش کی اور خوشی میں اس کے

گرد رقص کیا۔ بہر حال جب موسیٰ پہاڑ سے واپس آئے تو پتھر کی دو لوہیں جو خداوند نے ان

دی تھیں ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔ اس وقت انہوں نے قوم کے غل شور کی آوازیں سنیں

حضرت موسیٰ کے خادم نے ان سے کہا کہ جاؤ شاید لڑائی ہو رہی ہے۔ حضرت موسیٰ نے

کہا یہ غالب و مغلوب کی آوازیں نہیں ہیں بلکہ لوگ گارہے ہیں۔ جب نزدیک پہنچ کر طلانی

گوسالہ اور آدمیوں کو اس کے سامنے ناپتے اور گاتے ہوئے دیکھا تو غضبناک ہوئے

اور پتھر کی لوہوں کو زمین پر پھینک کر توڑ ڈالا۔ اور سونے کے گوسالہ کو اٹھا کر آگ میں ڈال دیا

اور خاک کر کے پانی میں ڈال دیا اور بنی اسرائیل کو وہ پانی پینے پر مجبور کیا۔ پھر خدا آواز

سے ندا کی کہ جو خدا کو مانتے ہیں اور اس کے حکم پر سوجھ بکاتے ہیں وہ میرے پاس آئیں جب

بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ خدا کا حکم ہی تم میں سے تمہیں

تو اڑاٹھائے اور کیمپ میں گشت کرے اور جن لوگوں نے بت کو پوجا ہی انہیں قتل کر ڈالے

اس دن تین ہزار بنی اسرائیل ہارے گئے۔ پھر ایک دن کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنی قوم

نوٹ لیکن ہمارے اعتقاد میں ہارون علیہ السلام پیمبری کا رتبہ رکھتے تھے انہوں نے یہ کام

سین کیا بلکہ گوسالہ بنانے والے کا نام سامری تھا اور ہارون علیہ السلام بنی اسرائیل کو اس

نفل سے روکتے تھے مگر وہ نہ مانے

بلا کر کہا کہ تم بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے ہو اب میں خدا کی خدمت میں جاتا ہوں کہ تمہارے لئے معافی مانگوں۔

بنی اسرائیل ملک سینا سے باہر نکل کر شمال کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت موسیٰ اُنہیں اُس سرزمین کی طرف لے چلے جہاں پہلے حضرت یعقوب رہتے تھے۔ اور جس کے عطا کرنے کا خدا نے اُن سے وعدہ کیا تھا۔ اسی لئے وہ اُس زمین کو ارض موعود کہتے تھے۔

موسیٰ نے ارض موعود میں جاسوس بھیجے کہ وہاں کی خبر لائیں کہ کیسی سرسبز زمین ہے وہ لوگ واپس آئے تو اپنے ساتھ انار، انجیر اور انگور کے خوشے نشانی کے لئے لائے۔ اور بیان کیا کہ ارض موعود ایسا ملک ہے جہاں دودھ اور شہد بہت ہی لکین وہاں ایک ایسی قوم رہتی ہے جو قدرۃً بہت قوی الجتہ ہے۔ اور اُن کے بڑے بڑے شہر اور بہت سے قلعے ہیں۔ وہ لوگ بہ نسبت ہم لوگوں کے بہت قوی اور دراز قد ہیں۔ ہم اُن کے سامنے مثل ٹڈیوں کے نظر آتے تھے۔

بنی اسرائیل یہ سن کر خوف زدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اس سے یہ بہتر ہے کہ ہم مصر میں واپس چلے جائیں لیکن پھر اُنہوں نے اُسی جنگل میں قیام کیا اور اطراف کے قبائل سے لڑاکے۔ اور اکثر اوقات حضرت موسیٰ کو ملامت کرتے تھے کہ ہم کو مصر بھیجے ہلا کر پریشان کیا۔ اور کہتے تھے کہ وہاں ہم مچھلیاں، ککڑی، خرنپے، پیاز اور ترکاریاں کھاتے تھے۔ جواب ہمیں میر نہیں۔ اور ترخبین کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اس ناشکری کی سزا میں خدا تمہیں اُس وقت تک جنگل میں رکھے گا جب یہ تمام نسل ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ چالیس برس تک وہ اُسی جنگل میں رہے۔ اس عرصہ میں اُن پر بہت سخت واقعات گزرے۔

ایک روز حضرت موسیٰ سے شکایت کر رہے تھے کہ بہت سے سانپ ریت میں سے

نکلے اور اٹھیں کاٹنا شروع کیا۔ جس سے بہت لوگ مر گئے۔ اُس وقت قوم نے موسیٰؑ کو کہا کہ ہم نے گناہ کیا جو تمہارے اور خدا کے خلاف باتیں کیں۔ لیکن اب دعا کرو یہ سب دفع ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے دعا کی اور خدا کے حکم سے پتیل کا ایک سانپ بنا کر ایک لکڑی پر تاسیم کیا جسے سانپ کاٹتا تھا وہ اُس پتیل کے سانپ کو دیکھ کر شفا پاتا تھا۔

چالیس برس کے بعد بنی اسرائیل ارضِ موعود کے نزدیک پہنچے۔ نہراہون کے اُس طرف حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو شمار کیا اُس کے بعد کوہ بنو پر جا کر دُور سے فلسطین کو دیکھا۔ اُس وقت خداوند نے اُن سے فرمایا کہ :-

یہی وہ زمین ہے جس کے عطا کرنے کا میں نے ابراہیمؑ، اسمعیلؑ اور یعقوبؑ سے وعدہ کیا تھا۔ میں نے تجھے اس زمین کا نشان دیا لیکن تو اس میں داخل نہوسکیگا۔

چنانچہ وہیں حضرت موسیٰؑ نے ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی اور اب کسی کو اُن کا مدفن بھی معلوم نہیں ہے۔

نوٹ۔ اس فصل کے بیان میں تورات اور ہماری روایتوں کے درمیان میں جو کچھ اختلاف ہے وہ جزئیات میں ہی جو اعتنا کے قابل نہیں لیکن یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ اس داستان میں قارون کا ذکر نہیں ہوا۔ وہ حضرت کا موسیٰؑ کا عزیز اور بہت مال دار تھا اُس نے حضرت موسیٰؑ کی مخالفت کی اور اُن کے کام میں خلل ڈالنا چاہا۔ خدا نے حضرت موسیٰؑ کو اُس پر مسلط کر دیا۔ اور حضرت موسیٰؑ کے حکم سے وہ زمین میں دفن ہو گیا۔

تیسری فصل

بنی اسرائیل ارض موعود میں

نقشہ ملک فلسطین و اقوام بنی اسرائیل

(۵۶) نقشہ ملک فلسطین و اقوام بنی اسرائیل



فلسطین کا ذکر | بحر متوسط کے اس مستقیم ساحل پر جو ایشیائے کوچک اور شمالی مصر کے درمیان واقع ہے ایک کوہستانی علاقہ ہے جو سمندر سے صحرائے شن ناز تک (جو فرات کے مغرب میں ہے) چلا گیا ہے اس زمین کا شمالی حصہ جو دو بلند پہاڑی سلسلوں یعنی لبان اور کوہ شمرتی کے درمیان واقع ہے اُسے سور یہ کہتے ہیں (کوہ شمرتی سے وہ پہاڑ مراد ہے جسے فرانسیسی میں انٹی لبیان *Antiliban* کہتے ہیں اور جنوبی حصہ جس کے پہاڑ کم بلند ہیں اُسے فلسطین کہتے ہیں۔

جب سمندر کے طرف سے اُس سرزمین میں پہنچتے ہیں تو زمین کے تنگ حصہ کو عبور کرنے کے بعد ناہموار راہوں اور گہرے نشیبوں سے گزر کر کوہستان میں داخل ہوتے ہیں وہ زمین خاکستری رنگ کے ٹیلوں سے پُرسے جن کی چوٹیاں مدور ہیں اور ان ٹیلوں کے ڈھلوان دامنوں میں فقط چھوٹے چھوٹے درخت اُسگے ہوئے ہیں۔ ان پہاڑوں میں قدرتی غار بہت ہیں۔ جن میں وہاں کے رہنے والے اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ ٹیلوں کے اوپر شہر اور گاؤں آباد ہیں۔ ان آبادیوں سے مراد صرف چند گہرے جن کی چھتیں مسطح اور بغیر روشنندان کے ہیں اور جو گویا سنگ سفید کے مکعب کو ٹھہریں پتھریلے اور تنگ در سے بھی وہاں بہ کثرت ہیں جو پانی کی روانی کا ذریعہ ہیں یعنی شدید بارش کے بعد اُن میں بہت زور شور سے پانی بہتا ہے۔ اور پتھر کے بڑے بڑے تختوں کو بہا لیجاتا ہے۔ مگر باقی دنوں میں وہاں بہت کم پانی رہ جاتا ہے۔

مشرقی پہاڑوں کے دامن میں اردن کا عمیق درہ اور ^{جھیل مردار} بحرِ بیت ہے اور اس طرف سے دریا البشار کے مانند بہت تیزی کے ساتھ نیچے کے طرف بہتے ہیں۔ اُن میں سب سے بڑا دریا سدردن (*Cedron*) ہے جو کوہ بیت المقدس کے نیچے سے گزرتا ہے۔ اس ملک میں چونے کے ٹیلے بھی اکثر پائے جاتے ہیں۔ اس ولایت میں چونے کے ٹیلوں کا سلسلہ سمندر تک پھیلتا ہے اُسے کارمل *Carmel* یعنی بارغ کہتے ہیں۔ اور

ٹیلوں کی سب سے اونچی چوٹی پانسو چھاپس میٹر سے زیادہ بلند ہے، چوں کہ اُس کے آگے کوئی اور پہاڑ حائل نہیں اس لئے وہ سمندر سے بلند نظر آتا ہے۔ اُس کے دامن میں بڑے بڑے درختوں کے جھنڈ اُگے ہوئے ہیں اور اُس کے چشموں کے قریب پھولوں کے چمن سے زمین گل پوش ہو رہی ہے۔ کارل حضرت الیاس پیمر کا پہاڑ ہے، کارل کے نیچے اسدرا ایلن (*Esdracelon*) کا سبزہ زار پھلا ہوا ہے جو دشت فلسطین کا سب سے بڑا اور زرخیز حصہ ہے یہ قطعہ زمین سیاہ مٹی کا ہے۔ جس میں آتش فشانی خاک بھی ملی ہوئی ہے۔ اور بڑا دریا کزن قیشون (*Keison*) اُس میں بہتا ہے جو سمندر تک پہنچتا اور فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔

جو زمین اُس کے شمال میں ہے اُس کو جلیل (*Galilee*) کہتے ہیں جس کے پہاڑ زیادہ بلند چٹنے زیادہ گہرے اور چوڑے اور چراگا ہیں زیادہ شاداب ہیں وہاں انجیر انار۔ انگور اور سیب بہت ہوتا ہے۔ جنوب کی طرف اسدرا ایلن کے قریب کوہ طابو واقع ہے یہ پہاڑ کارل سے دس میٹر زیادہ بلند یعنی پانسو ساٹھ میٹر اونچا ہے مگر دیکھنے میں اُس کی بلندی کم معلوم ہوتی ہے۔ کیوں کہ اور پہاڑ اُس کے آگے حائل ہیں کوہ طابور کے دامن میں بنجر زمین ہے جہاں ایک بھی درخت نہیں۔ اُس کی چوٹی پر آجکل تین گرجے اور تین خانقاہیں عیسائیوں کی پائی جاتی ہیں جو روم کی شرقی سلطنت کے زمانہ میں بنائی گئی تھیں۔

جلیل کے شمال میں ایک بہت بلند پہاڑ ہے جس کا نام حرمون (*Hermon*) ہے۔ اُس کے پتھر سیاہ اور آتش فشانی ہیں۔ یہ بہت ناہموار پہاڑ ہے۔ اس کی چوٹی تین ٹوکوں پر ختم ہوتی ہے۔ وہ دو ہزار آٹھ سو ستائیس میٹر اونچا ہے۔ اُس کے اوپر سے ایک طرف دریا تک دیکھ سکتے ہیں اور دوسری طرف حد نظر پر سورب کا جنگل ہے فلسطین میں دو فصلوں سے زیادہ

نہیں ہوتیں ایک جاڑوں میں دوسری گرمیوں میں۔ وسط ماہ اکتوبر سے بارش کا آغاز ہوتا ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں پانی خوب برستا ہے۔ اور سیلاب گاہوں کو پُر کر دیتا ہے اُس وقت ہوا ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور اکثر رات کو پہاڑوں پر پانی جم جاتا ہے لیکن برف بہت کم گرتی ہے۔ وسط مارچ سے بارش بند ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چند ماہ گزر جاتے ہیں کہ پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں گرتا۔ چند روز کی مدت میں زمین گھاس اور پھولوں سے پُٹ جاتی ہے اور ریت پر مختلف رنگوں کا فرش ہو جاتا ہے۔ اوائل جون میں آفتاب سب چیزوں کو جلا دیتا ہے اور مشرقی ہوا جو جنگل سے چلتی ہے نباتات کو خشک کر دیتی ہے اور ملک دوبارہ بخر ہو جاتا ہے۔ صرف چھوٹے چھوٹے درخت گردوغبار سے اٹے ہوئے باقی رہ جاتے ہیں دن کے وقت گرمی شدید ہوتی ہے اور رات کے وقت شبم افراط سے گرتی ہے صبح کو کٹر کا دھواں دھار سماں نظر آتا ہے آج کل یہ ملک خشک اور بے حاصل ہے لیکن اگلے زمانہ میں اُس کے پہاڑ کاج، سرو، ارزا، اور بلوط کے جنگلوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور آب و ہوا بھی معتدل تھی۔ ندیوں کنوؤں اور جھیلوں سے اس سرزمین کی آب رسانی کی جاتی تھی اور اُس کے دروں میں جو اور گیہوں بہت پیدا ہوتا تھا۔ دھان ایسے بھی بوئے جاتے تھے اور اُس سے کپڑے بنے جاتے تھے۔

ٹیلوں کے دامن میں پتھروں کی چار دیواری بتاتے اور اس کے اندر زیتون، نخیر، انگور، بادام، انار اور پتہ کے درخت بستے تھے ان درختوں میں پانی کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ ان لوگوں کا تفریحی مشغلہ یہ تھا کہ کام کرنے کے بعد اپنے باغوں میں انگور اور نخیر کے درختوں کے نیچے بیٹھیں اور ان باغوں کی زمین میں چنپا، ترگس اور لالہ کے پھول بوئیں۔ پہاڑی زمینوں میں اور جنگلوں کے قریب وہ اپنی بکریوں اور بھٹیروں کے گھلے چراتے تھے اور گائیں پالتے تھے گدے جو اُس ملک میں گھوڑوں کے قائم مقام

ہوتے ہیں کانٹے دار گھاس کھاتے تھے۔

دریائے اردن اور بحر المیت ^(جھیل مردار) اس ملک کے مشرق میں بہت زیادہ گہرائی ہے وہ گہرائی اس قدر ہے کہ جب اس طرف سے سرزمین فلسطین کو دیکھتے ہیں تو وہ پتھر کی بلند دیوار کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ شمالی جانب نشیب اول کوہ حرموں کے نیچے سے شروع ہوتا ہے۔ وہاں سے بڑے بڑے چشمے پہاڑ سے نکلتے ہیں اور ان کا پانی جمع ہو کر دریائے اردن کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ دریا پہلے نرکل کے جنگل کے وسط سے نکلتا ہے جہاں اس کا پانی بالکل چھپا رہتا ہے۔ پھر ایک چھوٹی اور مسطح جھیل کے درمیان سے گزرتا ہے اس جھیل کو مردم (Merom) کہتے ہیں۔ اس مقام پر اکثر اُس کی سطح دریائے بحیرہ روم سے دو میٹر سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور جب اس جھیل سے آگے بڑھتا ہے تو نشیب میں دو آتش فشانی پتھروں کی دیواروں کے مابین بہت تیزی کے ساتھ بہتا ہے اور جھیل کنزرت (Gennezareth) تک پہنچتا ہے جس کے دونوں طرف ٹیلے واقع ہیں۔ یہ کھاری پانی کی جھیل ہے پہلے اس کا پانی ابدی کھاری تھا اس جھیل میں پھلیاں کثرت سے ہیں جو مصر کی مچھلیوں سے مشابہ ہیں اس کی سطح بحیرہ روم کی سطح سے دو سو میٹر سے زیادہ پست ہے۔ خلاصہ یہ کہ دریائے اردن پھر اس جھیل سے باہر نکلتا ہے اور ناہوار ساحلوں میں جن کے کنارے بید اور کھجور کے درخت زیادہ ہیں بہتا ہے۔ وہاں اس کی گزرگاہ تنگ ہے اور پانی کی رفتار بہت تیز ہے آخر کار اس کا پاٹ چوڑا ہو جاتا ہے اور کم گہری جھیل کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ اس کے بعد دو وہاں سے ہو کر بحر میت (جھیل مردار) میں گرتا ہے۔ یہ جھیل سمندر سے چار سو میٹر سے زیادہ پست ہے۔ بحر المیت دو سفید پتھر کی پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے جن کی بلندی آٹھ سو سے ایک ہزار میٹر تک ہے۔ ان پہاڑیوں کی چوٹیاں تیز اور نوکدار ہیں اور آفتاب کی گرمی اور روشنی ان پر گر کر منعکس ہوتی ہے۔ اس کا پانی اور پانیوں سے

زیادہ بھاری ہے۔ اور اس پانی کا وزن میٹھے پانی کے وزن سے بقدر پانچ حصہ کے زیادہ ہے اس لئے انسان اس میں ڈوبتا نہیں یعنی پانی کے نیچے نہیں جاسکتا۔ کہتے ہیں کہ شاہان روم میں سے ایک بادشاہ نے تجربہ کے لئے چند غلاموں کو ہاتھ پیر بندھو کر اُس میں ڈلوادیا لیکن وہ نہیں ڈوبے۔ وزن کی زیادتی کی وجہ سے بحرالمیت میں ترنا بہت مشکل ہے۔ جب کوئی شخص تیز نہا چاہتا ہے، تو اُس کے پاؤں پانی سے باہر آجاتے ہیں۔ اس جھیل کا پانی اس قدر کھاری ہے کہ نمک کے تختے جو اُس کے کنارے واقع ہیں پانی میں نہیں گھلتے۔ کھانے کے نمک کے علاوہ اُس کے پانی میں پٹاس مشگیز نمک بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے اس کا مزہ تلخ ہے۔ نباتات اور دریائی حیوانات اس زندہ نہیں رہ سکتے۔ لیکن پندوں کے غول کے غول اُس کے پانی کے اوپر اُڑتے پھرتے ہیں بلکہ اکثر پانی کے اندر چلے جاتے ہیں۔ اس جھیل کے کناروں پر کہیں کہیں لفظ کے پتے بھی ہیں۔ پانی میں بھی تیر کی آمیزش ہے۔ یونانی بحرالمیت کو اسفالٹ (Asphaltite) ندی کہتے تھے کبھی کبھی اس کے پانی کی سطح پر رال کے پرت جے دکھائی دیتے ہیں۔

بحرالمیت سے کوئی دریا نہیں نکلتا اس کے کنارے تاہم اورا اور خشک اور گھاس اور درختوں سے خالی اور غیر آباد ہیں۔ مشرق کی جانب سے اس کا پہاڑ بہت صاف ہے اور اُس کے درے اُن گلیوں کے مانند ہیں جو دو دیواروں کے درمیان واقع ہوں۔

یریکو کی فتح | حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن کے خادم یوشع اُن کی جگہ قوم کے سردار مقرر ہوئے۔ اُنھوں نے تمام بنی اسرائیل کو جمع کر کے ظاہر کیا کہ خدا اُن کو اہالی فلسطین پر غالب کریگا۔ پھر وہ سب کیلے کر روانہ ہوئے۔ گاہن صندوقِ عمد (تابوتِ سکینہ) کو اٹھائے ہوئے آگے آگے چلتے تھے (صندوقِ عمد میں حضرت موسیٰ کے قوانین کی تختیاں رکھی تھیں) مختصر یہ کہ دریائے اُردن تک پہنچے جب اُن

لوگوں نے جو صندوقِ عہد اٹھائے ہوئے تھے پانی میں پائوں رکھا تو پانی پایاب ہو گیا اور تمام قوم دیارے اردن کو عبور کر گئی اُس کے بعد پانی پھر اپنی اصلی حالت پر بہنے لگا۔

شہرِ یریحو (اریحا) جس میں کنعانی رہتے تھے ہر طرف سے مضبوط اور بڑی بڑی دیواروں سے مستحکم تھا بنی اسرائیل نے اُس کے محاصرہ کا ارادہ کیا اور یوشع نے خدا کے حکم سے ایک روز کے بعد سب کو مسلح کیا اور انھیں یریحو کی طرف بڑھایا۔ آگے آگے سات کاہن قرنا بجاتے ہوئے اور ان کے پیچھے تمام آدمی خاموش چلے۔ یوشع نے ان سے کہا جب تک میں حکم نہ دوں ہر شخص بالکل خاموش رہے۔ جب میں اشارہ کروں تو سب ایک بارگی شور کریں۔ عہد کا صندوق اٹھائے ہوئے بنی اسرائیل تمام یریحو کے گرد پھر کر اپنے مقام پر واپس چلے آئے۔ چھ روز تک ہر صبح بنی اسرائیل یہی عمل کرتے رہے۔ ساتویں دن صندوقِ عہد آگے کر کے اُس کے پیچھے سب لوگ روانہ ہوئے اور سات مرتبہ یریحو کے گرد گشت کیا ساتویں بچہ میں جب قرنا بجائی گئی تو یوشع نے کہا کہ اب شور کرو کیونکہ خدا نے یہ شہر تمہیں عطا کر دیا۔ سب لوگوں نے ایک دم شور کیا اسی وقت یکبارگی تمام دیواریں گر گئیں اور بنی اسرائیل شہرِ یریحو میں داخل ہو گئے۔ شہر کے اندر عورت مرد بچہ بوڑھا گائے بھینس گدھا غرض جسے پایا مار ڈالا اور سونے چاندی لوہے اور پیتل کی چیزیں علیحدہ کر کے باقی تمام شہر میں آگ لگا دی۔

توریت میں لکھا ہے یوشع نے ایک ہی لڑائی میں پانچ کنعانی بادشاہوں پر فتح پائی جس وقت دشمن شکست کھا کر بھاگے تو خداوند نے ان پر اولے برسائے جس سے ان کے بہت سے آدمی مر گئے۔ جب آفتاب غروب ہونے لگا تو یوشع نے آواز دیا اے آفتاب ٹھہر اور اے چاند توقف کر۔ آفتاب اور چاند ٹھہر گئے اور دن بڑھ گیا اسرائیلیوں نے اُس وقت پانچوں بادشاہوں کو ایک غار میں چھپا ہوا پایا۔ یوشع نے

انھیں باہر نکال کر زمین پر لٹا دیا اور بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ ان کی گردنوں پر پاؤں رکھ کر گزریں اس طرح سے ان بادشاہوں کو مار ڈالا اور ان کی نعشیں درختوں میں لٹکا دیں۔
 بنی اسرائیل کے بارہ اسباط (قبیلے) | فلسطین میں ایک سامی قوم رہتی تھی جسے کنعانی کہتے تھے۔ یہ قوم کاشتکار تھی گیہوں کی کھیتی کرتی اور انجیر و انگور کے درخت لگاتی تھی۔ یہ لوگ جن شہروں میں رہتے تھے ان کے گرد شہر بنیاد بناتے تھے۔ ان کے ہتیار پتیل کے ہوتے اور جنگی گاڑیوں میں بیٹھ کر لڑتے تھے پتھر کے بت بناتے تھے اور انھیں خدا کا منظر سمجھ کر ان کی پرستش کرتے تھے۔

بنی اسرائیل نے جب فلسطین میں قیام کیا تو وہ ایک قوم بن کر نہیں رہے بلکہ بارہ قبیلوں میں تقسیم ہو گئے۔ ہر قبیلے کا رئیس علیحدہ تھا اور اکثر تہا لڑا کرتے تھے۔ ان سب قبیلوں میں سے دو قبیلے اپنی حیثیت اور جمعیت کے لحاظ سے سب پر ممتاز تھے ایک کا نام افرائیم (Ephraim) اور دوسرے کا نام Manasse تھا۔ یہ دونوں قبیلے حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تھے باقی قبیلے حضرت یعقوب علیہ السلام کے گیارہ لڑکوں کی اولاد سے کنعانی لوگ بنی اسرائیل کو عربی یعنی ادھر کے باشندے کہتے تھے۔ کیوں کہ ابتدا میں سب اُس طرف یعنی دریائے اردن کے مشرقی ملک جلعاد میں رہتے تھے۔ وہ ایک تنگ اور اونچی اور سرسبز و شاداب زمین ہے جو دروں سے آٹھ سو میٹر بلند ہے اُس کے شمالی حصہ میں کج بلوط اور جمیز کے جنگل ہیں روہن اور کاؤ قبیلے اس ملک میں رہنے لگے باقی اردن کو عبور کر کے کنعان میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگوں کو لڑ کر شکست دی اور انھیں مطیع کر کے وہیں قیام کیا۔
 اُس وقت بنی اسرائیل نے اپنا طرز زندگی تبدیل کر دیا اور صحرا اور دی چھوڑ کر کاشتکاری شروع کی اور تعمیر مکانات میں مصروف ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر قبیلہ ارضِ نوحود کی زمین کے ایک حصہ پر متصرف ہو گیا۔ افرائیم اور مناسہ قبائل نے جو حضرت

یوسف علیہ السلام کے نسل سے تھے وسط کوہستان میں جو اردن سے بلند ہے قیام کیا اور بنیامین کی اولاد اُس ٹیلے پر مقیم ہوئی جو یریحو کی زرخیز زمین سے بلند ہے۔ یہود اُن پہاڑوں پر قبضہ کیا جو بحر المیت کے مغرب میں ہیں۔ شمعون اور لیوی دو قبیلے جنوب کی طرف بڑھنا چاہتے تھے تاکہ ملک ششم میں قیام کریں لیکن وہ کمزور اور تباہ ہو گئے ان قبیلوں میں سے جو خاندان باقی ہے وہ دوسرے قبیلوں میں مخلوط ہو گئے یریحو کی وسیع زمین کے شمال میں ضعیف قبیلے یساکارا شیرزوبوں اور نفتالی مقیم ہو گئے یہ زمین جنگل اور چراگاہ ہے اور فنیقیہ اور جھیل کنزرت کے درمیان واقع ہے۔

قبیلہ وان ایک مدت تک زمین کی تلاش میں رہا آخر پانچ آدمی جو ممالک کی سیاحت پر مقرر تھے درہ لائیس میں پہنچے وہاں آوارہ فنیقیوں کا ایک خانہ بدوش گروہ صید سے واپس آکر سکونت پذیر ہوا تھا۔ یہ لوگ صلح جو تھے وہاں کوئی ان کا دشمن نہ تھا۔ یہ لوگ اس مقام میں اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے وان کے ولایت جو سیاحوں نے واپس آکر کہا کہ چلو ہم درہ لائیس کے رہنے والوں پر حملہ کریں کیوں کہ وہ ملک اچھا ہے اگر وہاں چلو گے تو ایسے لوگ ملیں گے جو بالکل شیر محفوظ ہیں یہ زمین وسیع ہے اور خدا نے ہمارے لئے چھوڑ رکھی ہے۔ چھ سو آدمی قبیلہ وان کے صلح ہو کر گئے۔ اور اچانک لائیس والوں پر حملہ کر کے انہیں مار ڈالا۔ اور ان کے شہر کو جلا دیا۔ کوئی شخص لائیس والوں کی مدد کو نہ آیا کیوں کہ وہ لوگ صید سے دور تھے اور اُس ملک کے تمام رہنے والوں میں کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ قبیلہ وان نے درہ پر قابض ہو کر شہر کو دوبارہ بنوایا اور وہاں رہنا اختیار کیا۔

غیب گود بورا | جس ملک پر بنی اسرائیل قابض تھے اُس کے ارد گرد چند جنگجو قومیں رہتی تھیں قبائل موآب اور آمون مشرق میں عمالقہ، کنعانی، آموری، اڈی مدینی جنوب میں۔ ان میں اور بنی اسرائیل میں برابر لڑائی ہوا کرتی تھی انہیں لڑائیوں

میں ایک بار ایک کنعانی شخص نے جو بادشاہ خاصور کے نام سے مشہور تھا، قبائل بنی اسرائیل میں سے کچھ حصہ کو مغلوب کر لیا۔ کیوں کہ وہ کسیسر نامی ایک نہایت قابل سردار رکھتا تھا اور نوسو جنگی گاڑیاں میدان میں لاسکتا تھا۔

اُس زمانہ میں قبیلہ افرسیم میں ایک غیب گو عورت تھی جس کا نام دبورا تھا۔ یہ عورت کوہستان میں ایک درخت کے نیچے بیٹھی رہتی تھی اور لوگوں کے جھگڑے چکایا کرتی تھی ایک روز اُس نے قبیلہ نفتالی کے ایک شخص کو جس کا نام باراق تھا بلا کر کہا کہ خدا حکم دیتا ہے کہ تو دس ہزار آدمی قبیلہ نفتالی اور زبولوں کے لے کر کوہ طاہور کی طرف جائیں۔ کسیسر سردار کو جنگی گاڑیوں اور فوجوں کے ساتھ نرقیشوں کی طرف بھیجوں گا اور تیرے ہاتھ سے شکست دلاؤں گا۔ باراق نے فوراً اُس کی اطاعت کی اور دونوں میں دریائے قیشون کے نزدیک مقابلہ ہوا۔ اتر کنعانیوں نے شکست کھائی اور کسیسر اپنی جنگی گاڑیوں پر سے اتر کر بھاگا لیکن جس شخص کے پاس اُس نے پناہ لی تھی اُس نے اُسے مار ڈالا۔ دبورا اس خبر سے خوش ہوئی اور اُس نے اس خوشی میں جو گیت گائے وہ تو ریت میں تحریر ہیں۔

قاضی | تو ریت میں لکھا ہے کہ اُس زمانہ میں کوئی بنی اسرائیل کا بادشاہ نہ تھا ہر شخص جو کچھ چاہتا تھا وہ کرتا تھا ہر گروہ خود اپنے اوپر حاکم تھا وہ لوگ جس طرح چاہتے تھے اپنی حفاظت کرتے تھے۔

اپنی اسرائیل نے فلسطین کے رہنے والوں کے قریب سکونت اختیار کر کے اُن کا مذہب بھی قبول کر لیا پاڑ پر پتھر کا ایک ستون اور اُس کے ساتھ ندیح بنایا۔ اور اُس کی پرستش کرنے لگے۔ بہترک درختوں، آفتاب اور چاند کو معبود قرار دیا۔ بلکہ وہ بت اور بتل کی گائے، سانپ، بناتے، اونٹیں سجدہ کرتے، اور اُن کی تعریف کرتے تھے۔ بعض مقامات پر پتھروں کو حفاظت کے ساتھ رکھتے تھے اُن کا اعتقاد یہ تھا کہ خدا ان پتھروں کے اندر موجود

ہے اور اُس مقام کو بیت ایل یعنی خدا کا گھر کہتے تھے۔ یہ رہیں حضرت موسیٰ کے احکام عشرہ کے خلاف تھیں۔ لیکن بنی اسرائیل میں سے بعض لوگ خدا پرست بھی تھے۔ وہ بت پرستی میں مبتلا نہیں ہوئے تھے۔ اور فلسطین کے مشرکوں کے ساتھ لڑا کرتے تھے کبھی دشمن خوفناک ہو جاتا تھا تو بنی اسرائیل کے چند قبیلے اُس کی مدافعت کے لئے اُٹھتے ہو جاتے تھے اُس وقت وہ کسی ایک شخص کو رئیس بنا کے اُس کی اطاعت کر لیتے تھے۔ وہی رئیس قاضی بھی ہوتا تھا۔ قضاۃ کے واقعات و کارنامے توریت میں تفصیل کے ساتھ تحریر ہیں۔ لیکن ہم مختصر طور پر بیان کرتے ہیں انھیں قاضیوں میں ایک شخص جدعون نام قبیلہ منشا کا تھا۔ وہ زراعت کیا کرتا تھا جب بنی اسرائیل کو مدینوں نے زیادہ تنگ کیا اور اُن کا مال و اسباب غارت کر دیا تو جدعون نے اُن سے لڑ کر انھیں مغلوب کیا اس فتح کے بعد بنی اسرائیل نے چاہا کہ اُسے اپنا بادشاہ قرار دیں۔ اُس نے منظور نہیں کیا اور اپنے گھر واپس چلا گیا۔

یفتاح | جو بنی اسرائیل ملک جلعاد میں رہتے تھے وہ عمونیوں کی دست اندازی سے بہت تکلیفیں اٹھایا کرتے تھے۔ یفتاح نام ایک شخص کو جو جلعاد کا رہنے والا تھا۔ اُس کے بھائیوں نے گھر سے نکال دیا تھا اُس نے جنگل میں چند رذیل لوگوں کو جمع کر کے لوٹ مار شروع کر دی۔ جلعاد کے آدمیوں نے اُس سے خواہش کی کہ عمونیوں کی مدافعت اور مقابلہ کے لئے اُن کے فوج کی سرداری قبول کرے۔ یفتاح نے منظور کیا اور فوجوں کو لے کر دشمن کی طرف چلا۔ اُس نے لڑائی سے پیشتر خدا سے عہد کیا کہ اگر مجھے فتح حاصل ہو جائیگی تو جو شخص سب سے پہلے میرے مکان سے باہر آئیگا میں اُسے خدا کی راہ میں قربانی کر دوں گا۔

یفتاح نے فتح پائی اور اُس نے واپسی میں جوان لڑکیوں کا ایک گروہ دیکھا جو ناچتی اور دف بجاتی اُس کے استقبال کو آتی ہیں اور اسی کی لڑکی سب سے آگے ہے۔ یفتاح

اُسے دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوا اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور فریاد کرنا شروع کی کہ اے میری بیٹی تو نے مجھے رنج و غم کے گرداب میں پھنسا دیا کیوں کہ میں نے خدا سے عہد کیا ہے اور تہ رمانی ہے اب اُس سے منحرف نہیں ہو سکتا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ اے میرے باپ تم نے جو عہد کیا ہے اُسے پورا کرو کیوں کہ خدا نے تمہارا بدلہ دشمن سے لے لیا فقط مجھ کو دو ماہ کی مہلت دو کہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کوہستان میں جا کر روؤں۔ دو مہینے کے بعد لڑکی واپس آئی اور اُس کے باپ نے اُس کی قربانی کی۔

فلسطین کے باشندے اور شمشون | بحیرہ روم کے کنارے کارمل کے جنوب

میں ایک نئی قوم آکر رہی جو بت پرست تھی اور سمندر کے رستے مغربی ممالک سے فلسطین میں آئی تھی۔ یہ لوگ بڑے جنگجو اور ہتیاروں سے آراستہ تھے۔ لڑائی کے وقت جنگی گاڑیوں میں بیٹھ کر لڑتے تھے۔ تیراندازی میں ماہر اور بہت زبردست تھے۔ پانچ مضبوط و مستحکم شہروں میں رہتے تھے جن خداوندوں کو پوجتے تھے اُن کی شکل ٹھہلی کی اور سر انسان کا بناتے تھے اس قوم نے بنی اسرائیل کے ساتھ لڑ کر اُن پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اُس وقت قبیلہ دان سے شمشون ظاہر ہوا ان لوگوں کے خیال میں اُس کی سرگزشت عجیب و غریب ہی اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ شمشون کے پیدا ہونے سے پہلے خدا کے ایک فرشتے نے اُس کی ماں سے کہا کہ تیرے ایک بیٹا پیدا ہو گا جس کے سر کو تلوار نہ چھو سکے گی۔ تو اُس کی حفاظت کرنا کیوں کہ یہ خدا کے خاص بندوں میں سے ہو گا۔ اور بنی اسرائیل کو فلسطینیوں کے چنگل سے نجات دیگا۔ جب لڑکا پیدا ہوا تو اُس کا نام شمشون رکھا گیا۔ وہ بڑا ہو کر بہت زور آور ہوا ایک روز شمشون کہیں جا رہا تھا کہ ایک جوان شیر اُسے مل گیا۔ اُس وقت اُس کے ہاتھ میں کوئی ہتیار نہ تھا خداوند کی روح اُس پر نازل ہوئی اور اُس نے اپنے ہاتھ سے شیر کو مار ڈالا۔ کچھ دن کے بعد شمشون فلسطیوں کا دشمن ہو گیا اُس نے تین سو لومڑیاں پکڑ کر دو دو کی ڈیس ایک دوسرے

سے باندھیں اور دُموں کے درمیان جلتی مشعلیں لٹکا کر انھیں فلسطیوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا ان کے ہرے گیہوں کے کھلیان بلکہ زیتون کے درخت بھی جل گئے۔ اس کے بعد شمشون ملک یہودا کے ایک غار میں چھپ رہا۔ فلسطیوں نے وہاں کے باشندوں کو مجبور کیا کہ وہ شمشون کو ان کے حوالہ کر دیں۔ مگر شمشون خود نکل آیا اور بغیر مقابلہ کے ٹھیرا رہا کہ وہ پلٹ کر اُسے باندھ لیں اور جیسے ہی یہ لوگ شمشون کو فلسطیوں کے پاس لے گئے اُس نے اپنی بیڑیاں توڑ ڈالیں اور ایک گدھے کو اُس کا جڑا پھر کر اٹھا لیا اور اپنے اس ہتیار سے فوراً ایک ہزار فلسطیوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد وہ شہر غزائیں گیا وہاں کے لوگوں نے دروازہ بند کر لیا کہ واپسی کے وقت اُسے گرفتار کر لیں شمشون نے پھانک اکھاڑ لیا اور اُسے اپنی پیٹھ پر رکھ لے گیا۔

آخر کار شمشون ایک عورت پر جس کا نام دلیدا تھا عاشق ہو گیا۔ فلسطیوں کے اُمرا نے اُس عورت سے کہا کہ تو شمشون سے کسی طرح دریافت کر کہ اُس میں یہ زور و طاقت کیوں پیدا ہوا ہے ہم تجھے بہت مال و سبب دیں گے دلیدانے شمشون سے پوچھا کہ تو کسی طرح مغلوب ہو سکتا ہے شمشون نے کہا کہ اگر مجھے سات نئی رسیوں سے باندھ دیں تو میں دوسرے آدمیوں کی طرح ضعیف ہو جاؤں گا۔ دلیدانے سات نئی رسیاں لائی اور شمشون کو سوتے میں اُس نے رسیوں سے باندھ دیا۔ فلسطین والے ایک کمرہ میں منتظر بیٹھے تھے دلیدا ایک مرتبہ چلائی کہ شمشون فلسطین والے تیرے سر پر آگے شمشون اٹھا اور ان رسیوں کو بے ایسی آسانی سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس طرح کہ آگ پارچہ کتاں کو پھونک دیتی ہے۔ دلیدانے اس سے کہا کہ تو نے مجھے فریب دیا شمشون نے اور دو مرتبہ دلیدا کو فریب دیا لیکن آخر کار اُس کے زائد اصرار سے مجبور ہو کر اُسے اصل حقیقت سے مطلع کر دیا کہ اگر کوئی میرے سر کے بال کاٹ ڈالے تو میں معمولی آدمیوں کی طرح ہو جاؤں گا۔ اور میری طاقت زائل ہو جائے گی۔ دلیدانے پھر فلسطیوں کے

ایک گروہ کو بلا کر پوشیدہ کر دیا جب شمشون سو رہا تو اُس کے سر کے بال کاٹ ڈالے اور غل مچایا کہ شمشون اُٹھ فلطین والے اپنے شمشون بیدار ہوا لیکن اُس کی قوت زائل ہو چکی تھی۔ اُسے فلسطیوں نے گرفتار کر لیا اُس کی آنکھیں نکال ڈالیں اور اپنے ساتھ غراہ میں لے جا کر قید کر دیا۔ وہاں اُس سے چلی پواتے تھے شمشون ایک مدت تک اس تکلیف میں رہا یہاں تک کہ اُس کے بال کچھ بڑھ گئے اور اُس میں طاقت واپس آئی۔

فلسطین کے امراء نے اس خوشی میں ایک جشن کیا کہ اُن کے خداوند نے اُنھیں شمشون پر غالب کر دیا۔ پھر تفریح کے لئے اُنھوں نے چاہا کہ شمشون کو قید خانہ سے نکال کر چھڑیں اور تنگ کریں۔ چنانچہ اُسے قید خانہ سے نکال کر عمارت کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ شمشون نے اُس وقت کے زور پر جو اُس میں پیدا ہو گئی تھی خوشی کی کہ اُسے ایک ستون سے ٹکا دیں اور خدا سے دعا کی کہ ایک دفعہ اور اُسے پوری طاقت عطا کر دے تاکہ وہ فلسطیوں سے اپنا بدلہ لے لے جنھوں نے اُس کی آنکھیں نکال لی ہیں جب لوگ اُسے ستون کے پاس لے گئے تو شمشون نے بیچ کے اُن دونوں ستونوں کو جن پر عمارت قائم تھی نعل میں لے کر پوری طاقت کے ساتھ زور کیا اور اُن ستونوں کو کھینچ لیا جس کی وجہ سے ساری عمارت گر پڑی اور شمشون معہ اُن تمام فلسطیوں کے جو اُس مکان میں تھے اُس کے نیچے دب کر مر گئے۔

عیلیٰ اور شموئیل | شہر شیلوہ میں قبیلہ افریم کے پاس ایک بڑا کٹری کا صندوق تھا جس پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے اُس صندوق میں دو پتھر رکھے تھے جو خداوند کے احکام کھدے تھے۔ لوگ اُس صندوق کو جو بنی اسرائیل اور خدا کے درمیانی عہد و اقرار کی نشانی تھا بہت خاطر سے رکھتے تھے۔ کاہنوں کا ایک خاندان صندوق کی خاطر کی خدمت انجام دیتا تھا۔ اُس زمانہ میں اُس خاندان

اس میں عیسیٰ تھا۔ عیسیٰ کے گھر میں ایک لڑکا ثموئیل نام تھا جسے اُس کی ماں نے بچپن سے خدا کی عبادت کے لئے وقف کر دیا تھا اور وہ کتاتی کپڑے پہنے ہوئے ہر وقت خدا کی عبادت میں عمر بسر کرتا تھا ہر سال اُس کی ماں اپنے لڑکے کے لئے نئے کپڑے بنا تی تھی اور جب وہ قربانی کے مکان میں آتا تھا تو کچھ حصہ اُس کے لئے لاتی تھی ایک روز ثموئیل رات کو صندوق کے قریب سو رہا تھا اور چراغ جل رہا تھا کہ اُس نے ایک آواز سنی۔ ثموئیل، ثموئیل! وہ اٹھ کر عیسیٰ کے پاس آیا مگر چوں کہ عیسیٰ نے اُسے نہیں بلایا تھا اس لئے کہا کہ وہ آواز خدا کی تھی۔ تو جلد اپنی جگہ جا اور اگر پھر آواز سنے تو کہنا کہ اے خداوند تیرا بندہ حاضر ہے ثموئیل نے پھر وہی آواز سنی اور جیسا اُسے لگا گیا تھا اسی طرح جواب دیا اُس آواز نے وہ بد قسمتی ظاہر کی جو بنی اسرائیل پر نازل ہونے والی تھی۔

تھوڑے دنوں کے بعد فلسطیوں نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا۔ بنی اسرائیل نے شیلوہ کے آدمیوں سے خواہش کی کہ وہ اُن کو عہد کا صندوق دیدیں کیوں کہ اُن کا خیال تھا کہ وہ اُس صندوق کی بدولت فتح پا جائیں گے، عیسیٰ نے جو اُس صندوق کا نگہبان تھا اپنے دو لڑکوں کی سپردگی میں وہ صندوق روانہ کیا اور وہ لوگ اُسے میدان جنگ میں لے گئے۔ بنی اسرائیل اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ دو مہرے روز فلسطیوں اور بنی اسرائیل کا مقابلہ ہوا مگر بنی اسرائیل مقہور و مقتول ہو کر متفرق ہو گئے اور وہ صندوق عہد بھی دشمنوں کے ہاتھ آ گیا۔ رات کو بنیامین کی اولاد میں سے ایک شخص شیلوہ میں پہنچا جس کا گریبان چاک اور سر خاک آلودہ تھا۔ عیسیٰ دروازہ پر اُس صندوق کا منظر بیٹھا تھا ناگاہ اُس کے کان میں غل و شور کی آواز آئی عیسیٰ نے اس غل و شور کا سبب دریافت کیا۔ قاصد اُس کے قریب آیا کیوں کہ ضعیف و نابینا تھا، اُس نے دریافت کیا جنگ کا نتیجہ کیا ہوا۔ قاصد نے جواب دیا کہ بنی اسرائیل نے

فلسطیون سے شکست کھائی تیرے دونوں لڑکے بھی مارے گئے اور صندوقِ عمدِ ثمن لے گئے۔ عیسیٰ یہ خبر سُن کر گر پڑا اُس کا سر پھٹ گیا اور وہ اس صدمہ سے مر گیا۔ فلسطی صندوق کو اپنے ہاں لے گئے۔ اُنھوں نے اُس کو ایک بُت کے پہلو میں جس کی وہ پرستش کرتے تھے رکھا۔ بُت زمین پر اوندھے مُنہ گرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک خونخوار بیمارِی فلسطیون میں پھیل گئی۔ اس قوم کے سردار اس واقعہ سے ڈرے اور انھوں نے عمدِ صندوقِ بنی اسرائیل کے پاس بھیجا۔ فلسطیون نے بنی اسرائیل کے چند شہروں میں اپنی فوج مقرر کی اور امرار بنی اسرائیل پر اقتدار حاصل کر کے سلطنت کر نئے عیسیٰ کی وفات کے بیس سال بعد شموئیل جو تدین میں مشہور تھا۔ بنی اسرائیل کا قاضی ہوا۔ اور اپنے وطن کے شہر رامہ میں رہنا اختیار کیا۔ یہ شہر ملک بنیا میں فلسطین کے جنوب اور فلسطیون کے مقابل میں واقع تھا۔ شموئیل رامہ سے بنی اسرائیل کے اُن شہروں میں گشت کرتا تھا جو آزاد رہ گئے تھے۔

شاعول (طالوت) | آخر کار بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ اُنہیں فلسطیون کے مقابلہ میں متحد ہونا چاہیے اس لئے اُمراء بنی اسرائیل نے اگر شموئیل سے درخواست کی کہ وہ اُن کی بادشاہی قبول کریں تاکہ دوسرے ملکوں کی طرح اُن کا بھی بادشاہ مقرر ہو جائے۔ پہلے تو شموئیل نے انکار کیا اور کہا کہ جو تمہارا بادشاہ ہو گا وہ تمہارے لڑکوں کو عطر سازی اور کھانا پکانے پر مجبور کرے گا۔ تمہارے کھیتوں اور انگور و زیتون کے درختوں کو چھینے گا اور اپنے غلاموں پر مہربانی کرے گا۔ تمہارے غلاموں کنیزوں گایوں اور گدھوں کو بچھڑھین لے گا اُس وقت تم بادشاہ کے ہاتھ سے فریاد کرو گے اور خدا تمہاری فریاد نہ سنے گا۔ بنی اسرائیل نے شموئیل کی بات نہ سنی اور وہ مجبور ہوا کہ اُن کی استدعا پوری کرے۔ اُس زمانہ میں قبیلہ بنیا میں ایک طاقتور اور

لے اسلامی روایتوں میں حضرت شموئیلؑ انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔

بچو جوان تھا جس کا نام شاعول تھا یہ جوان بنی اسرائیل میں سب بہادروں سے
 زیادہ خوش اندام اور قد اور تھا ایک روز شاعول کے باپ کی کچھ گدھیاں گم ہو گئیں
 اس نے انہیں تمام ملک میں ڈھونڈا مارا مگر کچھ پتہ نہ لگا جو خادم اس کے ہمراہ تھا
 اس نے کہا کہ اس شہر میں ایک مرد خدا ہے وہ جو کچھ کہتا ہے وہی ہوتا ہے اس کی
 خدمت میں چلیں شاید وہ کچھ پتہ بتائے۔ چنانچہ خادم مخدوم دونوں شموئیل کے پاس
 آئے اس نے کہا کہ مراد پوری ہوگی اور شاعول بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔

اس وقت بنی اسرائیل جمع تھے اور بادشاہ انتخاب کرنا چاہتے تھے شموئیل نے
 نے شاعول کو بادشاہ مقرر کیا۔ اور اس نے بنی اسرائیل کو فلسطیون کے ہاتھ سے
 نجات دی۔

ایک روز شموئیل نے شاعول سے کہا کہ تو علاقہ سے لڑا اور جو کچھ ہاتھ آئے خدا کی
 راہ میں نذر کر کوئی چیز باقی نہ رکھ۔ عورت، مرد، لڑکے، یہاں تک کہ شیر خوار بچے،
 گائے، بکری، گدھے، اونٹ سب کو مار ڈال۔

شاعول نے علاقہ کی طرف بڑھ کر ان کو شکست دی اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا
 بنی اسرائیل نے سب باشندوں کو مار ڈالا لیکن بادشاہ کو زندہ رہنے دیا۔ اور موٹی تاز
 بھیریں، گائے اور دنبے رکھ لئے اور دُبلے جا تو مار ڈالے۔ شاعول نے واپس آکر
 شموئیل سے کہا کہ میں نے خدا کے حکم کی اطاعت کی۔ شموئیل نے کہا پھر میں گایوں اور
 بھیروں کی آوازیں کیسی سنتا ہوں اس کے کیا معنی ہیں۔ شاعول نے عذر کیا کہ میں نے
 ان جانوروں کو قربانی کے لئے رکھ لیا ہے۔ شموئیل نے کہا کہ خدا کے حکم کی اطاعت قربانی
 سے بہتر ہے۔ تو نے خدا کے حکم کی اطاعت نہیں کی تو وہ بھی تجھے سلطنت نہ دے گا۔
 یہ سن کر سب شاہ علاقہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

لے موزین عرب نے شاعول کو طاوت لکھا ہے اور قرآن میں بھی اس کا نام و ذکر آیا ہے۔

داؤدؑ شاعول کبھی کبھی مغموم ہوتا تھا تو دفعِ غم اور حصولِ تفریح کے لئے داؤدؑ کو بلا کر مربوط کرتا تھا۔ داؤدؑ شہر بیت لحم واقع ملکِ یہودا کے رہنے والے ایک نوجوان تھے۔ آپ کے بال خرمائی اور آنکھیں بڑی بڑی اور صورت بہت اچھی تھی۔ شموئیل نے آپ کو سلطنت کے لئے نامزد کیا تھا۔

ایک روز فلسطیوں نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا ان کی دو فوجوں نے دو پہاڑوں پر جو ایک درے کی وجہ سے الگ ہو گئے تھے خیمے قائم کئے ہر صبح کو ایک پہلوان جس کا نام جالوت تھا فلسطیوں کے لشکر سے باہر آتا تھا اُس کا قد بہت لمبا تھا وہ سر پر پتیل کی ٹوپی پہنتا تھا اور اُس کے جوشن پر پتیل کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ اسی طرح پتیل کے موزے پانوں میں پہنتا تھا۔ اُس کا نیزہ بہت لمبا تھا جس کی نوک لوہے کی تھی اُس کا غلام اُس کے پیچھے سپرے کرتا تھا۔ جب وہ درے میں پہنچ کر حریف کو طلب کرتا اور کہتا کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں سے ایک آدمی مجھے لڑنے کے لئے آئے۔ مگر کسی شخص کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ اس پہلوان کے مقابلہ کے لئے جائے۔ داؤدؑ نے اُس سے مقابلہ کرنا چاہا۔ شاعول نے ایک زرد اور ایک خود انھیں دیا اور ایک تلوار اُن کی کمر میں باندھی۔ لیکن داؤدؑ نے کہا مجھے ان ہتیاروں کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ فقط اپنی لکڑی اور پانچ پتھر اور اپنا گوبھن لے کر اُس کے مقابلہ میں گئے۔ جالوت نے جب داؤدؑ کی طرف دیکھا تو کہا کہ کیا میں کتا ہوں جو لکڑی لے کر میرے مقابلہ میں آیا ہوں میں تیری نعش ہواسے پرندوں اور جنگل کے درندوں کو بخش دوں گا۔ داؤدؑ نے جواب میں کہا کہ میں خدا کا نام لے کر تیرے مقابلہ میں آیا ہوں وہ تجھ کو میرے حوالے کرے گا۔ یہ کہہ کر گوبھن میں ایک پتھر رکھا اور جالوت پہلوان کی طرف پھینکا وہ پتھر اُس کی پیشانی پر لگا جس کی ضرب سے وہ زمین پر گر پڑا داؤدؑ نے دوڑ کر جالوت کی تلوار میان سے نکال کر اُس سے اُس مغرور کا سر کاٹ لیا۔

شاعول نے داؤد سے اپنی لڑکی شادی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ ان کا مخالف ہو گیا اور ارادہ کیا کہ داؤد کو مروا ڈالے۔ ایک رات اُس نے چند مسلح آدمیوں کو بھیجا انہوں نے اچانک داؤد کا گھر گھیر لیا داؤد کی بیوی نے انہیں اطلاع کر دی وہ ایک کھڑکی سے کود کر بھاگ گئے اور اُن کی بیوی نے ایک مجسمہ کھال سے منڈھا ہوا اُن کے پلنگ پر لٹا کر لحاف چھپا دیا جس وقت شاعول کے بھیجے ہوئے لوگ پہنچے تو داؤد کی بیوی نے کہا کہ داؤد بیمار ہیں اُن لوگوں نے شاعول کو اطلاع دی اُس نے کہا کہ اُنہیں بستر پر پار ڈالو۔ جب وہ دوبارہ آئے تو بستر پر وہ مجسمہ پایا جو داؤد کی بیوی نے بستر پر لٹا دیا تھا۔

داؤد کو ہتان میں چلے گئے اور وہاں مسلح آدمیوں کا ایک گروہ اُنہوں نے فراہم کر کے فلسطین کے ایک امیر کی اطاعت کر لی۔ اُس نے ایک شہر ان کو دیدیا۔ یہ ممالک متصلہ پر حملہ کرتے تھے نہ مرد کو زندہ چھوڑتے تھے نہ عورت کو اور بھیس، گائیں، گدھے اور اونٹ مال غنیمت میں لیجاتے تھے اور فلسطین کو معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے بنی اسرائیل کی زمین برباد کر ڈالی ہے۔

شموئیل کی وفات | اس عرصہ میں شموئیل نے وفات پائی۔ فلسطین نے ایک اور شاعول کی موت | لشکر جرار بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔ شاعول نے بھی فوج تیار کر کے اُس لشکر کے سامنے قیام کیا لیکن دشمن کی کثرت سے خوف زدہ ہو کر خداوند سے مشورہ طلب کرنے پر کوئی جواب نہ ملا۔

شاعول کے لوگوں نے سنا کہ ایک جادوگر عورت ہے جو مردوں کی ارواح کو حاضر کرتی ہے۔ شاعول بھییں بدل کر اپنے دو خادموں کے ساتھ اُس عورت کے پاس گیا اور کہا کہ شموئیل کی روح کو میرے لئے بلاؤ۔ جادوگر نے تعمیل حکم کی اور اُس روح کو دیکھ کر شور کیا۔ شاعول نے کہا تو کیا دیکھتی ہے عورت نے کہا ایک پیر مرد ہے کپڑے

پہنے ہوئے آیا ہے۔ شاعول سمجھ گیا کہ شموئیلؑ ہیں۔ انہیں سجدہ کیا اُس وقت شموئیل کی آواز سنی جو کہتے تھے کہ تو نے مجھے کیوں تکلیف دی اور کیوں زمین پر بلا یا۔ شاعول نے کہا کہ میں سخت مصیبت میں گرفتار ہوں فلسطیوں نے مجھے فوج کشی کی ہے اور خداوند مجھے برگشتہ کرنے پر پیغمبروں کے ذریعہ سے جواب دیتا ہے اور نہ خواب میں آتا ہے آپ کے میں نے مشورہ کے لئے بلا یا ہے کہ میں کیا کروں۔ شموئیلؑ کی آواز پھر سنائی دی کہ خداوند تیرے ساتھ وہی کرے گا جو میں کہتا ہوں کل تو اور تیرے لڑکے مجھے آبلین گے اور بنی اسرائیل کے لشکر کو خدا فلسطیوں کے قبضہ میں دیدے گا۔ شاعول نے چوبیس گھنٹہ سے کھانا نہیں کھایا تھا یہ سن کر وہ بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو جا دو گر عورت نے اُس کو اور اُس کے خادم کو کھانا دیا اور وہ اُسی وقت واپس ہو گیا۔

صبح کو فلسطیوں کے لشکر نے بنی اسرائیل کے لشکر کو پریشان کر دیا۔ شاعول کے تین لڑکے مارے گئے اور خود شاعول بھی تیروں سے سخت زخمی ہو گیا۔ چوں کہ وہ زندہ گرفتار ہونا نہیں چاہتا تھا اس لئے اُس نے اپنے اپنے خادم سے کہا کہ وہ اپنی تلوار سے اُسے مار ڈالے۔ خادم نے انکار کیا۔ ناچار شاعول نے اُس کی تلوار پر گر کر اپنی جان دیدی۔ فلسطیوں نے نعشوں کو برہنہ کیا سب کے بیچ میں شاعول کی نعش پائی اُس کا سر کاٹ کر دھڑ دیوار پر لٹکا دیا۔

داؤدؑ کو اپنے دوست شاعول کی خبر وفات سن کر بہت رنج ہوا۔ اُنہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور بت روئے اور مرثیہ کے طور پر ایک گیت گایا جو توریت میں تحریر ہے۔

داؤدؑ کی سلطنت | شاعول کی وفات کے بعد بنی اسرائیل میں اختلاف واقع ہوا کچھ لوگ داؤدؑ کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے اور کچھ لوگ اُن کے دوسرے بھائی کو۔ دونوں بادشاہوں میں بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ سات برس کے بعد داؤدؑ کا بھائی اپنے دو خاموں کے

ہاتھ سے مقتول ہوا۔ اور سب نے داؤد کو بادشاہ تسلیم کر لیا۔

جب داؤد کی سلطنت مستحکم ہو گئی تو انھوں نے چاہا کہ ایک ایسا دارالسلطنت بنائیں جو مرکز سلطنت کے دور نہ ہو اس وقت کو وہ صیہون پر کنعانیوں کا ایک شہر تھا جسے تین طرف سے نہایت گہرے نالے گھیرے ہوئے تھے اور ایک طرف دریائے سدرد جاری تھا وہ درحقیقت ایک قدرتی قلعہ تھا ایک طرف دریائے اردن بھی قریب ہی بتا تھا دوسری طرف سوریہ کا جنگل تھا۔ داؤد نے محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اپنا پایہ تخت قریشے کریم و شلم اس کا نام رکھا۔ اور صندوقِ عمد معہ اور سب ہتھیار چیزوں کے وہاں لے گئے۔

داؤد کو اپنے زمانہ سلطنت میں فلسطین اور نیز دیگر ہمسایہ قوموں کے لڑنا پڑا انھوں نے سب پر فتح پائی۔ ان لڑائیوں میں بنی اسرائیل کے بعض بہادروں نے بہت جرات دکھلائی۔

ابیشالوم کی بغاوت | حضرت داؤد کا لڑکا ابیشالوم ایک وجیہ اور قومی جوان تھا اس کے دوست بہت تھے جب وہ کسی دادخواہ کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ کے پاس انصاف کا خواستگار آیا تو ابیشالوم اس سے کہتا تھا کہ تو سچ کہتا ہے لیکن بادشاہ تیرا انصاف نہیں کرے گا اگر میں بادشاہ ہوتا تو سب کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتا۔

آخر کار ابیشالوم نے سلطنت کا دعویٰ کیا اور بیٹے بنی اسرائیل اس کے ساتھ ہو گئے۔ داؤد اپنے محافظین کے ساتھ یروشلم سے چلے گئے۔ اور انھوں نے دریائے سدردن کو عبور کر کے اردن پار قیام کیا۔ وہ وہاں روتے رہے۔ ابیشالوم اپنی باپ کے گھر میں مقیم ہوا۔ اور قریباً تمام قوم نے اس کو بادشاہ قبول کر لیا۔ پھر داؤد نے ایک مختصر لشکر جمع کر کے بنی اسرائیل کو شکست دی اور ابیشالوم ایک نخر پر سوار ہو کر بھاگا جب وہ ایک بلوط کے درخت کے نیچے سے گزرا تو اس کے بال اس میں الجھ گئے

اور نچر اُس کی رانوں سے نکل گیا اور وہ زمین و آسمان کے درمیان معلق لٹکنے لگا داؤدؑ کے ایک سپاہی نے اُسے اس حال میں دیکھ کر مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد قرنا بجا دیا گیا کہ اب فوج کے لوگ بنی اسرائیل کے تعاقب سے باز آئیں۔ ایک شخص یہ خبر لیکر حضرت داؤدؑ کی خدمت میں گیا۔ اور انھیں سجدہ کر کے عرض کیا کہ اُس خدا کی تعریف ہو جس نے میرے آقا کے باغیوں کو تباہ کیا۔ داؤدؑ نے دریافت کیا کہ آیا ابشالوم بھرت ہے جب معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا تو بہت رنجیدہ ہوئے اور اپنے کمرے میں جا کر بہت روئے اور کہا کہ اے میرے بیٹے ابشالوم میں تیرے بجائے کیوں مر گیا اس کے بعد اور لڑائیاں ہوئیں اور جب حضرت داؤدؑ ضعیف ہو گئے تو انھوں نے اپنے لڑکے سلیمانؑ کو اپنے بجائے تخت نشین کر دیا۔

سلیمانؑ کی ثروت | حضرت سلیمانؑ کو لڑائی کی ضرورت نہیں ہوئی۔ وہ یہود میں آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اس شہر میں صورت کے مہاروں نے اُن کے لئے ارز کی لکڑی کا محل بنایا اس محل کا بڑا کمرہ تو اگر لمبا اور چپاس گز چوڑا اور تیس گز اونچا تھا۔ اور چوب ارز کے چار سو ستونوں پر یہ محل تعمیر کیا گیا تھا۔

یہ بادشاہ ایک سونے کے تخت پر جس کے دونوں پہلوؤں میں دو شیر بنے ہوئے تھے بیٹھ کر عدالت کرتے تھے۔ تخت کے چھ زینے تھے اور ہر زینے پر ایک شیر بیٹھا تھا۔ بنی اسرائیل نے آج تک ایسی چیز نہ دیکھی تھی۔ سلیمانؑ نے فرعون مصر کی لڑکی کے ساتھ عقد کیا اور اُس کے لئے ایک جداگانہ محل بنوایا۔

قصر سلیمانؑ میں تین سو عورتیں تھیں اور خدام کی جمعیت بہت زیادہ تھی۔ وہاں ہر روز تیس گائیں اور سو بھیریں صرف ہوتی تھیں۔ بارہ شعلے، ہرن اور پرندے ان کے علاوہ ان مصارف کو پورا کرنے کے لئے سلیمانؑ نے اپنے ملک کو بارہ حصوں میں تقسیم کر کے اُس پر بارہ افسر بنائے تھے ہر افسر ایک ماہ کا شاہی محل اور اصطلیل

کا بیخ ادا کرتا تھا۔ اس طرح پرکل شاہی مصارف بنی اسرائیل کے ذمے تھے جو قافلے سلیمان کی سلطنت سے گزرتے تھے وہ اپنی حفاظت کا ٹیکس ادا کرتے تھے اس کے علاوہ کچھ تجارتی حقوق بھی سلیمان کے لئے محفوظ تھے۔ مثلاً مصر سے رسیاں گھوڑے اور گاڑیاں، خرید کر شمالی لوگوں کے ہاتھ فروخت کی جاتی تھیں۔ اس کی آمدنی سلیمان حاصل کرتے تھے۔

امور سلطنت کی اجراء کے لئے تین منشی تھے اور ایک دفتر دار، ایک ناظر، ایک افسر محل شاہی، ایک منظم مال، ایک سب کا سردار، اور ایک مقرب وزیر تھا۔ اس عالی شان بادشاہ نے مختلف مقامات پر اسلحہ خانے اور گودام بنوائے تھے جو ضروری اشیاء بھرے ہوئے تھے۔

حضرت سلیمان نے بحر احمر کے کنارے ایک بندرگاہ بنوائی اور کشتیاں تیار کرائے وہاں سے بحر ہند میں روانہ کیں۔ وہ لوگ ملک افسر میں پہنچے جس دولت کی تعریف سنتے تھے۔ تین سال کے بعد وہاں سے واپس آئے۔ اور سونا، چاندی، ہاتھی، جواہر، عطریات اور اکثر ہندوستان کے جانور بندر طاؤس وغیرہ جنھیں بنی اسرائیل نے نہ دیکھا تھا اپنے ساتھ لائے۔

حضرت سلیمان کی شہرت | حضرت سلیمان بنی اسرائیل کے سب سے زیادہ مہتمول و مقدر بادشاہ تھے ان کے زمانہ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اور بنی اسرائیل نے انھیں اور انگوڑوں کے درختوں کے سایہ میں آرام سے زندگی بسر کی اس لئے لوگوں کے دلوں میں اُس زمانہ کی بہترین یادگار باقی رہی۔ وہ سلیمان کو سب سے زیادہ عادل اور سب سے بڑھ کر عقلمند سمجھتے تھے۔ حضرت سلیمان ایک ہزار سے زیادہ گیت اور تین ہزار سے زیادہ مثلیں کہی ہیں۔ وہ نباتات و حیوانات کے بڑے عالم تھے چنانچہ انھوں نے لبنان کے عظیم الشان درخت ارز سے لے کر زونفا تک جو دیواروں میں اگتا ہی تمام

نباتات کا اور ہر قسم کے حیوانات یہاں تک کہ حشرات الارض اور مچھلیوں کا ذکر بھی لکھا
ایک روز دو عورتیں حضرت سلیمانؑ کے پاس فریاد لائیں ایک عورت کہتی تھی کہ یہ
میری ہمساہ عورت ہے اس کا لڑکا رات کو مر گیا یہ اُسے چھپا کر میرے لڑکے کو اٹھائی
اور اس مردہ لڑکے کے بستر پر جا لٹایا دوسری عورت اس کے خلاف بیان کرتی تھی
کہ میرا لڑکا زندہ ہے اور اس کا لڑکا مر گیا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ تلوار لاو جب
تلوار لائی گئی تو اُنھوں نے اپنے ایک سپاہی کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو دو ٹکڑے کر کے
دونوں کو نصف نصف دیدے۔ یہ سُن کر ایک عورت نے جو اُس لڑکے کی حقیقی ماں تھی
غل مچا کر کہا کہ اس لڑکے کو قتل نہ کرو بلکہ دوسری عورت کو دیدو۔ حضرت سلیمانؑ نے
فرمایا کہ اس لڑکے کی اصلی ماں یہی ہے اور اسی کو وہ بچہ دلوادیا۔

جب حضرت سلیمانؑ کی عقلمندی چاروں طرف مشہور ہوئی تو دوسرے ملکوں سے
لوگ ایسے عقلمند بادشاہ کو دیکھنے کے لئے آتے تھے۔ منجملہ اُن کے عرب کے ملکہ سبا نے
خدم و شہم اور جواہرات و عطریات و سونا وغیرہ اونٹوں پر لا کر آئی۔ اور حضرت سلیمانؑ
سے چند سے دریافت کئے اُن کے مناسب جواب پا کر واپس جانے لگی۔ تو حضرت
سلیمانؑ سے کہا کہ اس ملک کے لوگ بہت خوش قسمت ہیں جو ہمیشہ حضور کی خدمت میں
موجود رہتے ہیں اور حضور کی دانائی سے فائدہ اٹھاتے ہیں پھر وہ زر و جواہر و عطریات
جو اپنے ساتھ لائی تھی بادشاہ کے نذر کئے۔

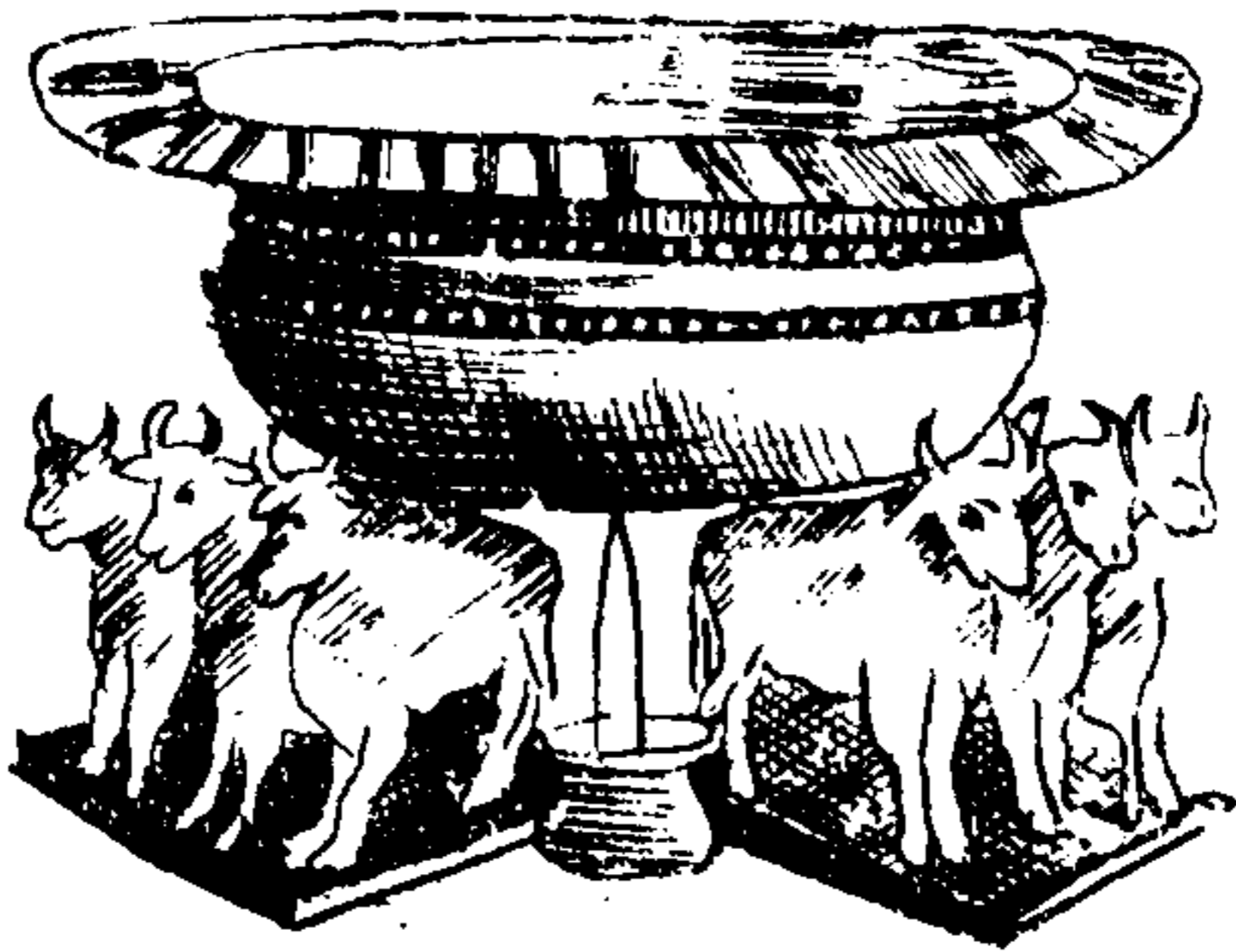
معبد یروشلم (مسجد اقصیٰ) | حضرت سلیمانؑ کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ اُنھوں نے
اس معبد خداوندی کو بنوایا۔ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں صندوقِ عہد ایک خیمہ میں رکھا
رہتا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے بادشاہ صور حیرام با حورام سے جس کے ساتھ اُن کا دوستی
کا تعلق تھا فینقی معمار طلب کئے۔ تاکہ خداوند کا معبد بنوائیں۔ کیوں کہ بنی اسرائیل عمارتیں

۱۵ یہ واقعہ بھی اِس کلامِ اشد میں دوسری طح مرقوم ہے۔

بنانا نہیں جانتے تھے حضرت سلیمان نے حکم دیا کہ لبان کے پہاڑوں سے بڑے بڑے دخت کا لکھ لائیں اور پتھر کی سلیں یروشلم کی نوح سے مہیا کریں۔ پہلے معبد کے لئے جگہ تجویری کی حضرت سلیمان چاہتے تھے کہ عبادت گاہ ان کے قصر کے پہلو میں پہاڑ کے اوپر ہو۔ لیکن وہاں تنگ جگہ تھی مجبوراً اسے وسیع کیا یعنی شمال کی طرف پہاڑ زیادہ اونچا تھا اسے آٹھ میٹر کی گہرائی تک کھودا اور دوسری طرف نیچا تھا اسے بڑے بڑے پتھر ڈال کر اور دیواریں بنا کر بلند کیا اس طرح ایک نہایت وسیع ہموار سطح تیار کی جو چار سو چھاس میٹر لمبی اور تین سو میٹر چوڑی تھی اس کے اوپر سات برس میں ایک معبد بنوایا۔

معبد کے دونوں طرف دو احاطے تھے اس زمین کا اچھا حصہ ان احاطوں میں گھیرا گیا۔ باہر سے داخل ہونے میں پہلے باہر کا احاطہ ملتا تھا جو عام لوگوں کے لئے کھلا رہتا تھا اس وجہ سے اس احاطہ کو احاطہ مردم کہتے تھے اور اس کے ارد گرد کاہن رہتے تھے۔ وہاں سے تین دروازوں کے ذریعے اندر کے احاطہ میں پہنچتے تھے۔ وہ احاطہ کاہنوں کا احاطہ کہلاتا تھا کیوں کہ وہ احاطہ ان کاہنوں کے لئے مخصوص تھا جو امور مذہبی کے ذمہ دار اور وہاں قربانی کرتے تھے۔

وہاں پتل کا ایک بڑا طشت رکھا رہتا تھا جو ۲۰ گز اونچا اور تین گز چوڑا تھا اور آٹھ سنٹی میٹر اس کا قطر تھا جس کو بارہ پتل کی گائیں اٹھائے ہوئے تھیں۔



معبد یروشلم کا برنجی طشت

کاہن جن پھریوں سے قربانی کرتے تھے اُن کو دھونے کے لئے اُس طشت کو پانی سے بھرتے تھے اور پانی نکالنے کے لئے پتیل کے دس پیالے کام میں لائے جاتے تھے یہ ایک گول طشت تھا جو ایک مربع صندوق پر قائم تھا۔ اس کی بیرونی سطح پر درختوں، شیروں، اور پر دار گایوں کی شکلیں بنائی گئی تھیں۔ اس احاطہ میں بزرگ تھا، جہاں قربانیاں کی جاتی تھیں۔

احاطہ کے آخر میں معبد تھا اُس میں داخل ہونے کے لئے پہلے پتیل کے دو نقش ستونوں میں سے گزرنا پڑتا تھا وہ ستون تیرہ میٹر اونچے تھے اور اُن کے سرے پر انار بنے ہوئے تھے۔ اس کے بعد ایک رواق سے گزر کر اصلی معبد میں پہنچتے تھے معبد کی دیواریں بڑی بڑے پتھروں کی بنائی گئی تھیں لیکن چوبائے کے نقشین تختوں نے اُن تمام پتھروں کو چھپا لیا تھا جن پر خنظل کے پتے اور کھلے ہوئے پھولوں کے نقش دیکھا جاتا تھا۔ معبد کی عمارت میں صرف دو کمرے تھے۔ یہ دونوں کمرے ایک بستی پر دی سے جو چار رنگوں کا تھا ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے تھے۔ پہلے کمرہ کو کمرہ ہرم کہتے تھے یہ کمرہ بخورد عطریات رکھنے کے لئے مخصوص تھا اور یہاں انجمنی میں کندر کی خوشبو جلائی جاتی تھی اور ایک ہفت شاخہ شمعدان اور اون کی میز رکھی ہوتی تھی۔



سدا صلی کا ہفت شاخہ شمعدان

اس کمرہ میں کاہن بعض رسوم مذہبی ادا کرتے تھے۔

دوسرا کمرہ جو بہ نسبت پہلے کمرہ کے بہت چھوٹا تھا اُسے حرموں کا حرم کہتے تھے۔ وہ معبد مخفی خیال کیا جاتا تھا اُس میں بڑے کاہن کے سوا کوئی نہیں جاسکتا تھا اور وہ بھی سال میں صرف ایک مرتبہ۔ اس کمرہ میں حضرت سلیمان نے صندوقِ عہد رکھا تھا۔ یہ لکڑی کا ایک بڑا صندوق تھا جس پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے۔ اُسے دو پر وار گائیں اٹھائے ہوئے تھیں جن کا منہ طلائی تھا۔

بنی اسرائیل کی عبادت : بنی اسرائیل کی عادت تھی کہ زندگی کے اہم موقعوں پر مثلاً بھیدوں کے اُون پھٹنے، کھیتی کاٹنے اور انگور توڑنے کے زمانہ میں جشن منایا کرتے تھے۔ مثلاً انگور توڑنے کی عید میں جوان لڑکیاں باغوں میں جاتی اور ناچتی تھیں اور مرد انگور کے اول توڑے ہوئے خوشوں کو ہدیہ کرتے تھے اور دعویٰ نہیں کرتے تھے۔

جب یروشلم میں معبد بن گیا تو عبادتوں کا انتظام اور عیدوں کی عظمت بھی بڑھ گئی۔ کاہنوں کا رئیس معبد کا محافظ تھا اور بانی کاہن اُس کے ماتحت تھے۔ وہ لوگ اپنے خاص عمارتوں میں رہتے تھے اور لوگوں کی قربانیوں کے ایک حصہ پر جو اُن کو ملتا تھا اُس کی بسر اوقات تھی۔ اگرچہ اور شہروں کے مساہد متروک نہیں ہوئے تھے لیکن بنی اسرائیل کی عادت ہو گئی تھی کہ آداب و رسوم مذہبی ادا کرنے کے لئے وہ یروشلم ہی میں آتے تھے۔ اسی لئے اُس زمانہ میں سب شہروں کے کاہن اسی معبد کے قریب جمع ہو گئے۔ اور چوں کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادہ لبوی کی اولاد سے تھے اس لئے لبوی کہلاتے تھے۔

رفتہ رفتہ لبوی سب کاہنوں سے بل بل گئے۔ چوں کہ تمام کاموں میں اُن کے بیٹے اپنے باپ کے جانشین ہوا کرتے تھے اس لئے معبد کے پہلو میں ایک جگہ آباد ہو گیا جس کے رہنے والے صرف کاہن اور اُن کے نوکر چاکر تھے۔ مذہبی آداب و رسوم مسلسل میں لانا

اُن کا کام تھا۔

بنی اسرائیل کی عبادت زیادہ تر قربانیاں اور دعائیں تھیں اور اس قوم سے جو شخص خدا سے کچھ مانگنا چاہتا وہ خدا کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کاہنوں کی طرف رجوع کرتا تھا تاکہ اُن کے ذریعہ سے معلوم کرے کہ خدا کس چیز کو پسند کرتا ہے۔

کاہن لوگ خود امور قربانی کے نگران تھے۔ وہ انگیٹھی میں عطریات ڈالتے اور کُدر سلگاتے تھے۔ احاطہ میں گائیں اور بکریاں لاکر قربانیاں کرتے تھے اور اُن کو کا خون جنگل میں رواں ہوتا تھا اس کے بعد وہ ایک محراب میں چربی سلگاتے تھے اور کبھی جانور کا گوشت بھی آگ کی نذر کرتے تھے معبد کی زیارت کرنے والے روٹی اور فصل کا نیا میوہ بطور ہدیہ لاتے تھے وہ مقررہ وقتوں میں بڑے بڑے جشن مناتے تھے اور تمام قوم معبد کے سامنے جمع ہوتی تھی۔

عیدِ فصح کے دن ہر سال مصر سے ربائی پانے کی یادگار میں ہر گھر میں ایک مینڈھا ذبح ہوتا تھا اور اُس کا خون دروازے کے دونوں طرف لگایا جاتا تھا۔ مینڈھے کا گوشت زمیرو روٹی کے ساتھ کھاتے تھے اور کھانے کے وقت کھڑے رہتے اور لکڑیاں ہاتھ میں لئے رہتے تھے گویا کہ وہ کہیں جانے کے لئے تیار ہیں۔

عیدِ فصح سے پچاس دن کے بعد عیدِ پانٹکت (*Pentecoti*) کیجاتی تھی اور وہ اُس دن کے یادگار میں ہوتی تھی جس دن کہ قوم کو خداوند کے احکام ملے تھے۔ عیدِ تابرناکل (*Tabernacle*) فلہ کاٹنے کے وقت اُن دنوں کی یاد میں کیجاتی تھی جب بنی اسرائیل جنگل میں خمیوں کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس عید میں لازم تھا کہ آٹھ دن تک مکان سے باہر رہیں اور یہ ایام چھو لدا ریوں میں بسر کریں۔

اس کے علاوہ ہفتہ میں شنبہ کا دن خداوند کے لئے وقف تھا۔ بنی اسرائیل شنبہ دن کو سبت کہتے تھے اور اُس دن کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ یومی گیت لکھ کر خدا کے لئے گاتے تھے اسی طرح مذہب کے متعلق یادگاریں اور واقعات مذہبی و رسوم دینی اُن لوگوں میں

بینہ بینہ منتقل ہوتی رہتی تھیں۔ یہ لوگ دوسرے آدمیوں کو تعلیم دیتے تھے۔

پانچویں فصل

یہودا اور اسرائیل کی سلطنت

دس قبائل کا باقی قبیلوں سے جدا ہونا | حضرت سلیمانؑ نے بنی اسرائیل کو مجبور کیا تھا کہ وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ انھیں دیں اور نیران کی عمارتوں کے لئے لکڑی اور پتھر لائیں۔ اس لئے بہت لوگ ان کے شاکی ہو گئے۔ اور قبیلہ افرائیم نے اپنی قبیلہ کے ایک شخص یربعام نامی کو بادشاہ بنا لیا۔ لیکن سلیمانؑ کی سلطنت قائم رہی اور یربعام مصر میں بھاگ گیا۔

پالیس برس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے وفات پائی اور مشائخ بنی اسرائیل نے یربعام ابن سلیمانؑ کو بادشاہ بنا لیا۔ یربعام بھی وہاں آ گیا اور اس نے قوم کی طرف مصلحتوں میں نرمی کی درخواست کی۔ یربعام نے کہا کہ میرے باپ نے تمہیں گراں قید میں مبتلا کیا تھا میں اُسے اور بھی سنگین کروں گا وہ تمہیں لکڑیوں سے مارتے تھے میں گروہ گورے سے جس کا نام عقربے ماروں تھا۔ یہ شکر اکثر بنی اسرائیل متفق ہوئے کہ یربعام کی اطاعت نہ کریں۔ اس عرصہ میں ایک شخص بادشاہ کی طرف مخلص و حصول کرنے کو آیا۔ لوگوں نے اُسے پتھروں سے مار ڈالا اور یربعام کو بادشاہ بنا لیا۔ بنی اسرائیل کے دس قبیلوں نے یربعام کی سلطنت الگ ہو کر یربعام کی اطاعت تسلیم کر لی۔ یربعام کے پاس یروشلم اور اس کے حوالی یعنی سہزین یہودا اور بنیامین کے چند

شہر باقی رہ گئے۔ بنی اسرائیل کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہر حصہ کا بادشاہ علیحدہ تھا۔ شمال میں اسرائیلی سلطنت تھی وہاں کے باشندوں کا نام بنی اسرائیل باقی رہا۔ اور جنوب میں سلطنت یہودا قائم ہوئی یہاں والے یہودی کہلائے گئے۔ یہ دونوں قومیں ایک دوسرے کی دشمن ہو گئیں اور اکثر آپس میں لڑا کرتی تھیں۔

سلطنت اسرائیل | ان دونوں سلطنتوں میں اسرائیلی سلطنت کا عظمت و اقتدار زیادہ تھا اس سلطنت کا پہلا بادشاہ یا بانی یربعام ہوا اس نے پہلے اپنا پایہ تخت سیشم میں مقرر کیا اور رعایا کو مجبور کیا کہ وہ یروشلم سے تعلق نہ رکھیں۔ اپنے ملک میں دو معبد بنائے ایک واں کی آبادی میں دوسرا جنوب میں بیت ایل۔ یہ دونوں معبد پہاڑوں پر بنائے گئے تھے۔ اور ان میں سونے کے بچھڑے (گو سارے) رکھے تھے جنہیں خدا کا منظر سمجھا جاتا تھا۔ ان دونوں معبدوں میں مذبح بھی تھے اور متعدد کاہن امور مذہبی کے نگران و محافظ تھے۔

دونوں معبدوں کی تیاری کے بعد بادشاہ نے اپنی رعایا سے کہا کہ اے بنی اسرائیل تم یروشلم کیوں جاتے ہو تمہارا خدا تو معابد واں و بیت ایل میں موجود ہے۔ انہیں معابد میں تم لوگ عبادت میں مشغول ہو۔ بنی اسرائیل نے اپنے بادشاہ کا کتنا قبول کیا اور اس طرح سے ان لوگوں نے بت پرستی کی بنیاد ڈالی۔

پچاس برس تک شاہان بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی اولاد کو اپنا جانشین نہیں مقرر کیا یعنی سلطنت کو موروثی نہیں بنایا۔ مگر یربعام کے خاندان کو ایک سردار نے قتل کر ڈالا۔ اور اس سردار کے خاندان کو اس کی گاڑی خانہ کے افسر نے اور اس کے خاندان کے ایک اور افسر نے کام تمام کر دیا جس کا نام عمری تھا اور اس وقت تک انقلابات کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ ہر طرف عام بچھڑی پھیلی ہوئی تھی۔

عمری نے سیشم سے تین فرسخ کے فاصلہ پر ملک افرایم میں ایک نیا شہر بنا کر

اُس میں قیام کیا اور اُس کا نام ساماری (شومرون) رکھا۔ یہی بنی اسرائیل کا پایتخت ہو گیا۔ یہ شہر ایک ٹیلہ کے دامن میں آباد کیا گیا تھا۔ اور تقریباً سب سے الگ اور ایک وسیع وزرخیز اور پر آب زمین پر واقع تھا۔ اس کی حفاظت بھی آسان تھی اس کے گرد جو پہاڑ تھے اُن پر سر سے پاؤں تک کھیتی ہوتی تھی۔ اس لئے یہ شہر تمام فلسطین میں نہایت ممتاز شمار کیا جاتا تھا۔

اس مدت میں یہود کی چھوٹی سی سلطنت میں حضرت سلیمان کی نسل سے بادشاہ ہوتے رہے۔ لیکن یہ سلطنت ہمیشہ بنی اسرائیل سے لڑائی میں مصروف رہی۔
 آحاب اور الیاس پیغمبروں کی لڑائی کے لڑکے آحاب نے جو اسرائیل کا بادشاہ تھا فنیقیہ کے بادشاہ کی لڑکی سے شادی کر لی۔ جس کا نام ایزبل تھا۔ ملکہ نے سلطنت بنی اسرائیل میں اپنے دیوتا کی پرستش جاری کر دی۔ اور شہر شومرون میں ایک بڑے بت لعل کے نام کا معبد یا مذبح بنایا اور ایک مبرک جنگل قرار دیا گیا جہاں استعارتہ کا بت رکھا گیا جسے وہ دیوی مانتے تھے۔

جن بنی اسرائیل میں اُس وقت تک خدا پرستی باقی تھی جب انہوں نے اپنے بادشاہ کو باہر کی بتوں کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا تو وہ بہت رنجیدہ ہوئے۔ ادھر ملک جلعاد سے جو اردن کے اُس طرف ہی الیاس پیغمبر شومرون میں آئے اور آحاب کے سامنے بت پرستی پر ایسے ملامت کی اور کہا کہ حقیقی خداوند اسرائیل کا خدا ہے جس کا بندہ میں ہوں۔ اور بطور پیشین گوئی کہا کہ تین سال تک اسرائیل کے ملک میں پانی نہیں برے گا بلکہ شہم تک نہیں کرے گی۔ جب بادشاہ آحاب نے چاہا کہ حضرت الیاس کو گرفتار کرے تو وہ جنگل میں پوشیدہ ہو گئے مگر اُن کی پیشین گوئی کے موافق تین سال تک نہایت شدت کے ساتھ قحط سالی ہوئی اس زمانہ میں حضرت الیاس نے واپس آکر پھر آحاب کو ملامت کی کہ اُس نے حکم خداوند کے خلاف بعل (فنیقیوں کا ایک بڑا بت تھا)

کی پرستش کی۔ آحاب نے اُس وقت بعل اور اتارتہ کے حامیوں کو جو ملک کے نزدیک
 معزیت پر بلوا کر حکم دیا کہ گوہ کارمل پر جمع ہوں۔ چنانچہ چار سو پچاس بُت پرست اُس مقام پر
 جمع ہوئے ادھر سے صرف حضرت الیاسؑ تمنا بتوں کے طرفداروں سے مقابلہ کرنے
 کو پہنچے اس کے بعد دو گائیں لائی گئیں ایک کو بعل کے حامیوں نے اور دوسری کو
 الیاس نے لیا اور بُت پرستوں نے اپنی گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُس کو بیچ کی
 لکڑیوں پر رکھا اور اپنے دیوتا سے دعا شروع کی کہ وہ آکر ان لکڑیوں کو روشن کرے صبح
 سے ظہر کا وقت ہو گیا وہ لوگ برابر منجھ کے سامنے اُچھلتے کودتے رہے اور اپنے بدن
 کو تلواروں سے مجروح کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کے زخموں سے خون جاری ہو گیا
 مگر نہ کوئی آیانہ آگ روشن ہوئی حضرت الیاسؑ اُن لوگوں پر ہنستے نچے اور کہتے تھے کہ
 بعل کو بلند آواز سے پکارو کہ وہ تمہاری طرف متوجہ ہو اور اگر سو رہا ہو تو جاگ اُٹھے
 اس کے بعد حضرت الیاسؑ نے اپنی گائے کو لکڑیوں پر رکھا بلکہ اُس پر تھوڑا سا پانی
 بھی ڈال دیا اور خدا سے دعا کی کہ اے میرے معبود تو مجھے جواب دے
 تاکہ اس قوم کو معلوم ہو جائے کہ تو سچا خداوند اور ان سب کا خدا ہے۔ حضرت الیاسؑ
 کی دعا پوری ہوتے ہی آسمان سے آگ اُتری اور گائے کو لکڑیوں سمیت بلکہ پتھر تک
 کو جلا دیا۔ تب حضرت الیاسؑ نے آدمیوں کو حکم دیا کہ بعل کے پوجنے والوں کو گرفتار
 کر کے نیچے لائیں پھر سب کے سر کاٹے اور اُن کی نعشیں دریا میں بہا دیں۔ اُس کے بعد
 بارش شروع ہوئی۔

الیاسؑ اپنے رفیق الیشعؑ کو لے کر پھر جنگل میں چلے گئے کیوں کہ ایزبل اُن کو قتل کرنا
 چاہتی تھی۔ تو ریت میں لکھا کہ حضرت الیاسؑ آگ کی گاڑی پر سوار ہو کر جس میں آگ کے
 گھوڑے جتے تھے آسمان پر چلے گئے۔ اور الیشعؑ اُن کے جانشین ہوئے۔ الیشعؑ نے بھی
 معجزے دکھائے ایک شام کے سردار کو جو برس میں مبتلا تھا شفا دی۔ اُنھوں نے

اُن بادشاہوں کو ملامت کی جوتوں کو پوجتے تھے۔

بادشاہان اسرائیل سلطان دمشق کو خراج دینے پر مجبور تھے۔ لیکن جس وقت سلطان مذکور مر گیا تو آحاب نے خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ تے بادشاہ نے جس کا نام ارم بن ہدوتھا شومرون کا محاصرہ کیا لیکن شکست کھائی۔ دوسری لڑائی میں ارم بن ہدوتھا مر گیا مگر آحاب نے اُس کو رہا کر کے اُس کے ساتھ صلح کر لی۔ آحاب بادشاہ یہود اسے بھی مل گیا جس کا نام یوشافاط تھا یہ پہلا موقع تھا کہ بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں کی باہمی جنگ بند ہوئی۔

موآب کا بادشاہ میسع | بحرالمیت کے جنوب مشرق میں ایک چھوٹی سی قوم
 موآب نام کی رہتی تھی۔ اُن کا بادشاہ میسع تھا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کو خراج دینے پر مجبور تھے۔ لیکن جب محاصرہ میں آحاب مارا گیا تو اُنہوں نے چاہا کہ بنی اسرائیل کو خراج نہ دیں۔ اس لئے سلطنت اسرائیل پر حملہ کر دیا اور اُس سلطنت کے کئی شہر فتح کر کے اُن کے باشندوں کو تہ تیغ کیا۔ میسع کا خیال تھا کہ اُس کو یہ فتوحات اُس کے ملک کے خدو موسوم بہ کامس کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اس لئے اُس نے ان فتوحات کے شکر میں اپنے پایہ تخت میں ایک پتھر نصب کرایا جس پر یہ سب کارنامے کندہ ہیں۔ یہ پتھر ۱۸۶۹ء میں ایک فرانس کے فاضل کے ہاتھ لگا اور آجکل پیرس کے عجائب خانہ لوور میں رکھا ہوا ہے۔

یسع نے اپنے پایہ تخت میں ایک حصار بنوایا تھا وہی اُس کی نجات کا باعث ہوا سلطان اسرائیل اور بادشاہ یہود نے متفق ہو کر ملک موآب پر حملہ کیا اور وہاں شہروں کو برباد کر دیا۔ درختوں کو کاٹ ڈالا۔ کنوؤں کو پاٹ دیا۔ اور زرخیز جنگلوں کو پتھر و سے بھر دیا۔ اس کے بعد میسع کے شہر کا محاصرہ کیا۔ وہ اپنے دارالسلطنت میں محصور ہو گیا اور اُس نے اپنے خدو ند کامس سے درخواست کی کہ اُسے نجات دے۔ اور اُس نے

خداوند کی رحم و مہربانی کے لئے اپنے بڑے لڑکے کو وقف کر کے اسی حصار کے اوپر محاصرہ کرنے والوں کے سامنے جلا دیا۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ کر بہت وحشت زدہ ہوئے اور چلے گئے۔

ایزبل کی موت | احاب کے بعد اُس کا بیٹا یورام بادشاہ ہوا اُس نے اپنی ماں کا فیسقی مذہب اختیار کر لیا تھا اور بتوں کو پوجتا تھا۔ الیشع نے اس بات پر اُس سے ناراض ہو کر یورام کے ایک سردار سے کہا کہ بادشاہ کو اس گناہ سے باز رکھے۔ سردار نے جس کا نام یوتھا یورام اور اُس کی ماں ایزبل دونوں کو قتل کر دیا۔ اور ایزبل کے بدن کے ٹکڑے کتوں کو کھلا دیئے۔ اُس کے بعد احاب کے خاندان کے سب شاہزادوں کو مار ڈالا۔ اس طرح سے سلاطین بنی اسرائیل کا خاندان ایک دم مٹ گیا۔

عشلیاہ اور یوآش | سلطنت یودا کی فرماں روا اُس زمانہ میں آحاب و ایزبل کی لڑکی تھی۔ اُس کا نام عشلیاہ تھا۔ اسی لڑکی کے باپ نے اس کی شادی شاہ یودا کے لڑکے یورام سے کر دی تھی۔ ایام صلح میں دو بادشاہوں (پہلے عشلیاہ کے شوہر یورام پھر اُس کے لڑکے حزیاہ) نے سلطنت کی۔

جب حزیاہ مر گیا تو عشلیاہ نے خاندان یودا کے سب شاہزادوں کو مار ڈالا اور تنہا یرشلیم میں سلطنت کرنے لگی۔ اُس نے صور کے فیسقی سرداروں کو طلب کر کے اپنی اردلی میں رکھا یرشلیم میں بیل کے لئے ایک معبد بنایا اور اُس معبد کے لئے کاہن مقرر کئے۔ اس طرح سے سات برس گزر گئے لیکن حزیاہ کے لڑکے جس وقت قتل ہوئے ہیں تو اُس کو ایک لڑکے یوآش نامی کو جو بہت چھوٹا تھا رئیس کاہن کی زوجہ نے معبد یرشلیم کے اندر چھپا کر پرورش کیا۔ جب یوآش کی عمر سات برس کی ہوئی تو رئیس کاہن نے سرداران فوج سے سازش کی اور اُن پر ظاہر کیا کہ اصلی بادشاہ کالا کا ابھی زندہ ہے۔ سلطنت یودا کے رئیس اور یوی اور مشیخ معبد میں جمع ہوئے کاہنوں کے رئیس نے انھیں سپر

اور نیزے جو پہلے حضرت داؤدؑ نے معبد میں رکھے تھے تقسیم کئے۔ جب جماعت صاف بند ہو کر مرتب ہو گئی تو کاہنوں کے رئیس نے یوآش کو باہر لاکر اُس کے سر پر تاجِ زرین رکھا اور مقدس روغن اُس پر ملا۔ حاضرین نے تالیاں بجائیں اور غل مچایا کہ ہمارا بادشاہ زندہ رہے۔

غلیاہ غل و شور کی آواز سن کر معبد میں آئی۔ اور چھوٹے سے بادشاہ کو تخت پر بیٹھا، اور خاص و عام کو اُس کے گرد شور و غل کرتے اور قربا بجاتے دیکھ کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور چلائی خیانت! خیانت! کاہنوں کے رئیس نے سب سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اسے پکڑ کر باہر سے لائیں۔ چنانچہ معبد سے اُنھوں نے باہر لاکر عمارت کے سامنے اُسے قتل کر ڈالا۔ اُس کے بعد بیتِ آدمی بعل کے معبد کی طرف دوڑے اور بتوں کو منہ کے بل گرایا۔ وہاں کے رئیس کہنے کو مار ڈالا۔ پھر معبد و مذبح دونوں کو برباد کر دیا۔

چوں کہ یوآش کی عمر کم تھی اس لئے کاہنوں کے رئیس نے اُس ملک میں سلطنت کی اور کسی کو اجازت نہ دی کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش کرے۔ لیکن اُس کے مرنے کے بعد یوآش نے اپنی رہایا کو اجازت دی کہ اتار تہ دیوی اور نیز دیگر بتوں کی پرستش کریں۔

رئیس کے لڑکے ذکریا کو خدا کی طرف سے الہام ہوا۔ اُنھوں نے لوگوں سے کہا کہ تم کا مینا نہیں ہو سکتے کیوں کہ تم نے خدا کو چھوڑ دیا اور خدا نے تم کو چھوڑ دیا یہ سن کر یہودی غضبناک ہوئے اور اُنھیں پتھروں سے معبد کے سامنے مار ڈالا۔

چھٹی فصل

سلطنت بنی اسرائیل کی تباہی

آشوریوں کی تاخت تاراج اور بنیاس کا ذکر | اسرائیل و یہود کی دونوں سلطنتیں ہمیشہ

یاہی جنگ اور ملکی انقلابات میں گرفتار رہتی تھیں۔ سوریہ، دمشق، کے باشندے بلکہ چھوٹی چھوٹی قومیں جو اب و عمون تک ان دونوں سلطنتوں پر حملہ کرتی تھیں اور وہاں والوں کو اپنے خداوندوں کے لئے ناز ڈالتی تھیں۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں بہت سخت خشک سالی واقع ہوئی اور ٹڈیوں کی مصیبت اس کے سوا تھی جو انگور و انجیر کے درختوں تک کو کھا گئیں اس سے بھی بڑھ کر سخت بلا اس قوم پر یہ نازل ہوئی کہ آشوری فوجیں جو ہمیشہ مغرب کی طرف حملہ کرتی تھیں انہوں نے فلسطین تک پہنچ کر بنی اسرائیل کے ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔

بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہمارا خدا کیوں ہمیں دشمنوں سے محفوظ نہیں رکھتا۔ بعض خیال کرتے تھے اسرائیل کا خدا قادر مطلق نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے قلع قوم یعنی سوریہ کے خداؤں کو پوجنا شروع کر دیا۔ یعنی بعل و استارتہ کی عبادت اور چاند، سورج، اور سب تاروں کے سامنے عاجزی و زاری کرنے لگے۔ لیکن اکثر آدمی کہتے تھے کہ ہمارا معبود دو ہے خداوندوں سے زیادہ قادر ہے۔ اگر وہ اپنی قوم کی حفاظت نہیں کرتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہم سے خوش نہیں ہے ہم کو چاہیے کہ ہم اس کے احکام کی تعمیل کریں تاکہ وہ ہم سے خوش ہو۔ اس عقیدے کے مطابق وہ یروشلم اور سب معبودوں میں قربانیاں کرتے تھے، عطریات و بخور سلگاتے تھے، اپنی آمدنی کا دسواں حصہ کاہنوں کو دیتے تھے۔ اور نقد روپیہ کا نذرانہ بھی پیش کرتے تھے۔ یہ لوگ روزہ رکھتے تھے، اپنے بدن پر مٹی ملتے تھے۔ مگر مصیبتیں بدستور تھیں اور بلائیں کسی طرح کم نہ ہوتی تھیں۔ اس سبب انبیاء کا ظہور شروع ہوا۔ انبیاء متوسط الحال بلکہ اکثر چرواہے ہوتے تھے۔ اور جنگلوں سے پرانے اور خراب لباس پہن کر آبادی میں آتے تھے۔ جنگل میں رہ کر وہ غور و فکر کرتے تھے۔ پھر اپنے کو ہدایت و تبلیغ کے لائق بنا کر اسرائیل کی سلطنت یا یروشلم میں آئے اور خدا کی طرف سے بادشاہ اور کاہنوں سے گفتگو کرتے تھے۔ قوم کو گناہوں پر

لامت کرتے اور کہتے تھے کہ خدا تمہارے اوپر بلائیں نازل کرے گا۔ جو کچھ وہ کہتے تھے اس کو تحریر بھی کر لیتے تھے۔ چنانچہ یہ تمام نوشتے تورات میں درج ہیں۔

بنی اسرائیل خیال کرتے تھے کہ دین فقط مذہبی رسوم کا بجالانا ہے۔ اور انہی کہتے تھے کہ خدا فرماتا ہے میں تمہارے رسوم سے بیزار ہوں۔ جو قربانی تم میرے لئے کرتے ہو میں اُس سے خوش نہیں ہوتا اور جو موٹی موٹی گائیں تم میرے لئے ذبح کرتے ہو میں اُن کی طرف نظر بھی نہیں اٹھاتا۔ تمہارے گانے کی آوازیں مجھے دُور رہیں جائے اس کے یہ بہتر تھا کہ تمہارا عدل بتے ہوئے پانی کی طرح ہوتا۔ انہی یہ کلمات کہتے تھے لیکن قوم متنبہ نہیں ہوتی تھی بلکہ اُن کو اذیت اور تکلیف پہنچاتی تھی۔

سامرہ (ساماری یا شومرون) کی تباہی | اسرائیل کا ملک پھر تھوڑے عرصے تک

آباد رہا۔ یہ عام دوم بادشاہ اسرائیل نے یوذا پر بھی قبضہ کر لیا۔ لیکن یوذا کے بادشاہ نے جس کا نام اجاز تھا اور جو کمزوری کی وجہ سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا تھا، آشور کے بادشاہ سے مدد کی درخواست کی آشوری فوجوں نے ایک ہی حملہ میں بنی اسرائیل کا آدھا ملک لے لیا اور اُن کو گرفتار کر کے لے گئے باقی اُن کے خراج گزار ہو گئے۔

عزرا بادشاہ اسرائیل نے چاہا کہ آشوریوں کے مقابلہ کے لئے مصر کے نئے بادشاہ سے مل جائے لیکن مدد پہنچنے سے پہلے آشوری بادشاہ نے اُسے طلب کر کے قید کر دیا اور اس کے بعد آشوری فوجوں نے آکر سامرہ کا محاصرہ کیا۔ یہاں بائیس دنوں تک تین برس تک مقابلہ کیا مگر آشوریوں نے آخر کار اسے فتح کر کے قارت کر دیا اور وہاں لوگوں کو جن کی تعداد بیس ہزار تھی گرفتار کر کے اپنے ساتھ آشور میں لے گئے۔ اور بجائے اُن کے بادشاہ آشور نے کلدانیوں اور سوریوں کو سامرہ میں آباد کیا یہ لوگ بت پرست تھے انہوں نے اپنے اُن خداوندوں کو وہاں لارکھا جنہیں وہ پوجتے تھے یہ لوگ خدائی مذہب کے شدید ترین مخالف اور یودیوں کے سخت ترین دشمن تھے۔

اشعیا پیغمبر | اس زمانہ میں ان اطراف کے مشہور ترین پیغمبر تک یہود میں اشعیا
تھے انھوں نے چالیس برس تک آدمیوں کا ہنوں اور بادشاہ کو سمجھا یا اور ان کے
گناہوں پر انھیں ملامت کی اور خبر دی کہ ان پر تازہ بلائیں آسمان سے نازل ہوں گی
اشعیا پیغمبر یہ بھی کہتے تھے کہ خدا یہ نہیں چاہتا ہے کہ تم مذہبی رسوم سے اس کی بڑائی ظاہر
کرو بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تم اپنا چال چلن درست کر دو خدا فرماتا ہے کہ مجھے تمہاری
بے انتہا قربانیوں سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ میں مینڈھے کی قربانی اور بچھڑے
کی چربی سے سیر ہوں۔ بھڑا در بکری کے خون سے مجھے کوئی لذت حاصل نہیں ہوتی
بلکہ جب تم میرے پاس آتے ہو تو گویا میرے معبد کو ناپاک کرتے ہو۔ ان قربانیوں
کو ترک کرو۔ میں تمہارے کندروں اور ماہ نو کے جشنوں اور جلسوں کو ناپسند کرتا ہوں
تمہارے ہاتھ خون سے آلودہ ہیں ان کو دھو ڈالو اور پاک کرو اپنے بڑے اعمال کو
میری نظر کے سامنے سے دور کرو۔ برائیوں سے ہاتھ اٹھاؤ اور نیکیوں میں مشغول ہو
مظلوموں کی حمایت اور یتیموں کے ساتھ عدالت کرو۔ بیواؤں کی حفاظت کرو جس
اسی صورت میں اگر تمہارے گناہ شجر کی طرح سرخ بھی ہوں تو وہ برف کی طرح سفید
ہو جائیں گے۔ اشعیا کہتے تھے کہ خداوند یہودیوں کو ان کے گناہوں کی پاداش میں
آشوریوں کے حوالے کر دیگا اور وہ یرشلیم کو فتح کر لیں گے چونکہ اس قوم نے شیلوہ کے
پرسکون پانی کو حقیر سمجھا خدا فرات کے کنارے (تینر) پانی کو ان پر مسلط کرے گا۔ آشوری
پادشاہ اپنے پورے جلال کے ساتھ یہودیہ میں داخل ہوگا اور اپنی سرکشی اور طغیانی
سے اُسے غرق کرے گا۔ خدا نے سامرہ اور اس کے بتوں کا جو حال کیا وہ کیا یرشلیم اور
اس کی تصویروں کے ساتھ ہی برتاؤ نہ کرے گا۔

اسی ضمن میں اشعیا نے یہ بھی کہا کہ ایک اچھا وقت بھی ضرور آئیگا جس وقت خداوند
اپنا کام صیہون میں انجام دے چکے گا تو آشوری بادشاہ کی تنبیہ پر متوجہ ہوگا جس کا

دل غم سے بھرا ہوا ہے۔ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ اسے میری قوم جو صیہون میں رہتی ہے تم لوگ آشوریوں سے مت ڈرو جو تمہیں اسی طرح لکڑیوں سے مارتے ہیں جیسے پہلے مصر نے لوگ مارتے تھے جب تمہیں اسی حالت میں عرصہ گزر جائے گا اور منظام انتہا کو پہنچ جائیں گے تو خدا کا غضب ان پر نازل ہوگا اور انہیں تباہ کر دے گا۔ داؤد کی نسل سے ایک شخص منودا ہوگا۔ گویا اس کے ریشوں سے ایک شاخ نکلے گی اور اس کے ساتھ خدا کی روح ہوگی۔ وہ غریبوں پر عدالت سے حکومت کرے گا اور اس کے ہونٹوں کی ایک سانس شہریروں کو مار ڈالے گی۔ اس وقت بھڑیا بھڑکے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور تیندوا بکری کے پاس سوئے گا۔ گائے کا بھڑا اور شیر کا بچہ دونوں یکجا رہیں گے اور ایک لڑکا ان کو ہانک لے گا۔ اس وقت داؤد کا لڑکا قوموں کے ہدایت کا علم ہوگا۔ نئے سرے اپنا ہاتھ بڑھا کر بنی اسرائیل کو جو دنیا کے چاروں گوشوں میں منتشر ہیں جمع کر دے گا۔

پیغمبر کے اس وعدہ نے یہودیوں کی بہت بڑھائی اور وہ اس مبارک وقت کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ یروشلم کی خرابی کے بعد بھی یہ قوم منتظر تھی کہ داؤد کا بیٹا آئے اور بنی اسرائیل کی سلطنت دوبارہ قائم ہو کر تمام دنیا کی عدالت و سعادت انہیں حاصل ہو۔

سنخریب اور حزقیاء | یہود کے بادشاہ حزقیاء نے اشعیاء کے وعظ و نصیحت پر توجہ کر کے کوشش کی کہ اس ملک میں خدا کے سوا کسی کی عبادت و پرستش نہ ہو۔ اس بادشاہ نے بتوں کو توڑا ڈالا اور پہاڑوں کی قربان گاہیں تباہ کر دیں۔ پتیل کو سانپ کے جس کے آگے کُندرجلایا جاتا تھا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حزقیاء سنخریب (سنہاخریب) بادشاہ آشور کا محکوم بن گیا تھا اور اس کا باجلذارتھا۔ اس نے شاہ مصر کے مدد کی امید پر باجلذاری کا جو اپنی گردن سے اتار دیا۔ آشوری فوجیں اس کے مقابلہ کے لئے آگئیں اور مصری

نوجوں پیچھے رہ گئیں۔ ملک یہود میں بڑی تباہی نمودار ہوئی۔ سب چھوٹے چھوٹے شہروں پر انھوں نے قبضہ کر لیا اور دولاکھ آدمی مع مال اور مویشی کے گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ یروشلم میں حفاظت کا سامان نہ تھا اس کا حصار کمزور اور قبضہ تھا حزقیاء نے بادشاہ آشور سے امان چاہی اس نے اس شرط پر امان دی کہ چاندی سونے کا بڑا حصہ اُسے دیا جائے۔ حزقیاء مطلوبہ رقم جمع کرنے سے یہاں تک مجبور ہوا کہ آخر سونے کے وہ پتر جو معبد خداوند کے دروازوں پر چڑھے ہوئے تھے اکٹھا کر سنجریب کو بھیج دیئے۔

مصری واپس چلے گئے اور سنجریب نے سمجھا کہ اُس کے ساتھ بے ایمانی کی گئی ہے اس لئے وہ یروشلم کی طرف بڑھا تا کہ اُسے برباد کرے۔ حزقیاء نے بہت پریشان ہو کر اشیائے مشورہ کیا انھوں نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کوئی آشوری اس شہر میں داخل نہ ہو گا اسی رات کو ایک لاکھ اسی ہزار آدمی آشوری لشکر کے مر گئے اور سنجریب اس واقعہ سے متاثر و پریشان ہو کر واپس چلا گیا۔

یہ ذکر مصر اور آشور کی تاریخ میں ہم لکھ چکے ہیں۔

یوشیاء اور کتاب قانون | ملک یہود اسے کہ معجزہ کسی وجہ سے تباہی سے بچنے کے بعد پھر اُس کی سلطنت سو برس تک قائم رہی۔ اس زمانہ میں آشوری ایٹ ملک کی عظمت و دافعت میں مشغول تھے۔

حزقیاء کے ہانشینوں نے دوبارہ بت نصیب کے اور پہاڑ پر قربانیاں بنائیں بعل و استارہ کو کوہ صیہون پر اور درۂ بیٹوم میں جو پہاڑ کے نیچے ہے پوجتے تھے بادشاہ مناس نے خود اپنے لڑکے کو جلا دیا اور اشیاء پیغمبر کو مار ڈالا۔ یعنی ایک درخت کے تنہ میں رکھ کر آ رہ سے چروا دیا۔

نئے پیغمبروں نے ان گناہوں کی پاداش میں اُس قوم کو خدا کی طرف بلاؤں کے

نازل ہونے کی خبر دی۔ آخر کار ایک جوان بادشاہ یوشیاہ نامی اُس پر آمادہ ہوا کہ پھر
 شریعت الہیہ کو قائم کرے۔ ایک روز (۶۲۱ ق م) رئیس کاہن نے ایک کتاب یوشیاہ
 کے لئے بھیجی اور لکھا کہ یہ کتاب قانون میں نے خانہ خدا میں پائی ہے۔ بادشاہ نے اس
 کتاب کو پڑھوایا اور جو تہدیدیں اُس میں درج تھیں انھیں سن کر بہت خوف زدہ ہوا۔
 اور کاہنوں کے رئیس کو پیغام دیا کہ تم اس کتاب کے متعلق خداوند سے دریافت کرو
 معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہم سے سخت ناراض ہے۔ کیوں ہمارے باپ و ادا نے
 اس کتاب کے احکام پر توجہ نہیں کی اور نہ اس کے احکام کو جاری کیا۔

اُس نے شہر کے تمام باشندوں کو معبد میں جمع کیا اور وہ کتاب اول سے آخر تک
 بلند آواز سے پڑھ کر سُنائی۔ پھر اُس نے عہد کیا کہ وہ تمام احکام الہی کی اطاعت کرے گا
 اور کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اس پر پورے طور سے عمل کرے گا اس کے ساتھ تمام
 حاضرین نے بھی قسم کھائی۔ پھر تمام ملک میں شریعت الہیہ کو قائم کیا۔ اور بادشاہ
 نے بعل و ہستارہ کے عبادت کا تمام سامان اور وہ کل چیزیں جو آفتاب کے لئے
 وقف تھیں جنگل میں لا کر جلا دیں اور اُن کی قربان گاہیں برباد کر دیں اُن کی خاک
 قبروں پر ڈلوادی اور بعل کا مذبح تباہ کر دیا جو درہ ہنوم میں واقع تھا اور جس میں
 لڑکوں کو جلاتے تھے اسی طرح ان بلند مکانوں کو بھی برباد کر دیا جو بتوں کی پرستش
 کے لئے بنائے گئے تھے۔ بتوں کو توڑ ڈالا اور ان کے معبدوں کو انسانی ہڈیوں سے
 بھر دیا۔ پھر بادشاہ نے بیت ایل کے مذبح کو عبادت کیا اور بعل کے کاہنوں کو بڑے
 لیجا کر بت پرستوں کے دیوتاؤں کے سامنے قتل کر ڈالا۔ بتوں کی پرستش کرنے والوں
 کو حاضر کرنے اور آئندہ کی پیشین گوئی کرنے کی ممانعت کر دی۔

اُس وقت یہود اس کے چند شہروں میں کاہن تھے جو مذبحوں میں قربانی کرتے اور
 ہفت روزہ میں دیوتاؤں کے نذر کیا کرتے تھے۔ یوشیاہ نے اُن تمام مذبحوں اور مقدس

پتھروں کو خراب کر دیا۔ اور سب کا ہنوں کو حکم دیا کہ یروشلم میں آئیں اس طرح خدا کی عبادت صرف ایک مکان پر منحصر ہو گئی اور وہ یروشلم کا معبد تھا اب کاہن اور لہوی سوائے وہاں کے کہیں نہیں پائے جاتے تھے۔

یروشلم کی تباہی اور یرمیاہ | اُس زمانہ میں کلدہ کی نئی جنگجو سلطنت قائم ہو چکی تھی اور اُس وقت کے خاص واقعات یہ تھے کہ شاہان بابل و مصر آپس میں لڑا کرتے تھے۔ یہود کی سلطنت دونوں دولتوں کی راہ میں واقع تھی۔ اس لئے یوشیاہ نے چاہا کہ مصریوں کی راہ روکے مگر وہ مارا گیا اور اُس کا ایک لڑکا قید ہو گیا۔ اس کے بعد شاہ مصر نے یوشیاہ کے دوسرے لڑکے یہو یاقیم کو سلطنت یہود پر بھیج دیا اور اُسے کثیر مقدار میں چاندی وصول کر لی۔

یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ یروشلم یعنی بیت المقدس یا معبد اوندی کو کوئی فتح نہیں کر سکتا اور جس طرح کہ اُس نے سخریب کے ہاتھ سے نجات دی اسی طرح دوسری بلاؤں سے بھی خدائے تعالیٰ اس مقدس معبد کو محفوظ رکھے گا۔ اُس وقت یرمیاہ (ارمیاہ) پیغمبر ظاہر ہوئے اور انہوں نے معبد میں عید کے دن آکر کہا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اگر میرے احکام کو نہ سونگے، میرے قانون کی اطاعت نہ کر دے گا تو اس معبد کو عبادت گاہ شیلوم کی طرح مٹا دوں گا اور یہ شہر رہنے والوں سے خالی ہو جائے گا۔ اُس قوم نے یرمیاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا چاہا لیکن قوم کے رئیسوں نے رہا کر دیا۔

تھوڑے دن بعد کھدانی لشکر آپو نچا شاہ بابل کا لڑکا اُس کا سردار تھا۔ اُس وقت یرمیاہ پھر ظاہر ہوئے اور یہو یاقیم کو نصیحت کی کہ کلدانیوں کی اطاعت کر۔ کیوں کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی قوم شاہ بابل کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کرے گی تو میں اُسے تلوار قحط اور طاعون سے سزا دوں گا۔ اور سرنگوں کر دوں گا۔ سُنو جو شخص یہ کہتے ہیں کہ ہم شاہ بابل کے مطیع نہو ان کی طرف توجہ نہ کرو کیوں کہ وہ جھوٹے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ

پر میاہ سخت تھا ہوا اور چاہا کہ انہیں قتل کر ڈالے لیکن وہ شفیق ناصح اور قومی ہمدرد روپوش ہو گئے۔

کارمیشن میں دریائے فرات کے قریب بہت بڑی لڑائی ہوئی جس میں مصریوں نے شکست کھائی۔ حضرت یرمیاہ ان کی فتح سے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ خدا کے تعالے فرماتا ہے یہ خداوند کا دن ہے یہ وہ دن ہے کہ خدا اپنے دشمنوں سے انتقام لیتا ہے تلوار کا خون پیتی ہے اور سیر ہو کر مست ہے (سفر ۲۵۴ ق ۱)

یہ یواقیم پہلے کلدانیوں کا مطمع ہوا اور تین برس تک اُس کو خراج دیتا رہا پھر اُس نے شاہ مصر کی مدد کے بھروسہ پر خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ کلدانی فوجوں نے یروشلم کا محاصرہ کر لیا اور کوئی مصری مدد کو نہ آیا آخر مجبور ہو کر یروشلم نے اُن کی اطاعت قبول کر لی (سفر ۲۹ ق ۱)

کلدانیوں نے بادشاہ و ملکہ اور تمام رئیسوں اور سپاہیوں کو گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ اسیروں کی تعداد دس ہزار آدمیوں تک پہنچ گئی۔ بڑھئی اور لوہار تک قید کر لے گئے۔ دہاتیوں اور فقرا کے سوا اُس ملک میں کوئی باقی نہ رہا۔ یہ لوگ شہر خابور کے کنارے شہر امرا ملک آشور میں رکھے گئے۔ یہ قیدی اُمیدوار تھے کہ خداوند جلد انہیں اپنے ملک و وطن میں واپس لیجائیگا۔ لیکن یرمیاہ نے اُن لوگوں کو لکھا کہ خداوند فرماتا ہے۔ تم لوگ یہیں مکان بناؤ اور باغ لگاؤ شادیاں کرو۔ اور اُس شہر کی آبادی کو ترقی دو۔ جہاں تم اسیر کیے رکھے گئے ہو۔ اور یہیں اپنے کاروبار میں مشغول ہو۔ بکاسنے والے اور جھوٹے آدمیوں کے فریب میں نہ آؤ۔ کیوں کہ میں تمہیں ستر برس کے بعد پھر یاد کروں گا اور تمہارے وطن میں واپس لاؤں گا۔

یروشلم کے نئے حکمران صدقیاہ نے جسے شہر پار کلدہ نے مقرر کیا تھا۔ شروع میں ایک عرصہ تک اپنے آقا سے وفا کی۔ لیکن آخر کار لوگوں نے اُسے بکایا اور باوجود یرمیاہ

کی ممانعت کے وہ شاہِ مصر سے مل گیا۔ کلدہ کے بادشاہ بنو کد نثر (نجات نصر) نے ایک جرار فوج کے ساتھ آگر تمام ملک کو فارت کر دیا اور یروشلم کا محاصرہ کر لیا۔ یہودیوں نے بھی بہادری کے ساتھ ان کی مدافعت کی۔

یرمیاہ نے چاہا کہ شہر سے باہر نکل جائیں مگر یہودیوں نے انہیں گرفتار کر کے قید کر دیا وہ قید خانہ میں کہتے تھے کہ خدا کتاہی جو شخص شہر میں رہیگا وہ مارا جائیگا۔ اور جو شخص کلدانیوں کے پاس چلا جائیگا وہ نجات پائے گا۔ کیوں کہ خدا اس شہر کو فوجِ بابل کے ہاتھ میں دیدے گا اور کلدانی یروشلم کو فتح کر لیں گے۔ رئیسوں نے صدقیہ سے کہا کہ اس شخص کو مار ڈالنا چاہیے کیوں کہ یہ ہماری فوج کے سپاہیوں اور عام لوگوں کو بزدل بناتا ہے۔ بادشاہ نے یرمیاہ کو ان لوگوں کے ہاتھ میں دیدیا اور انہوں نے ایک خالی حوض میں انہیں ڈال دیا۔ یرمیاہ کھجڑ میں پڑے ہوئے بھوک سے قریب مرگ تھے۔ کہ ایک شاہی ملازم کو ان پر رحم آیا اور بادشاہ سے اجازت لے کر انہیں حوض سے باہر نکال لیا۔ پھر صدقیہ نے مخفی طور پر یرمیاہ سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم کلدانیوں کی اطاعت کر لو گے تو سلامت رہو گے اور شہر بھی محفوظ رہیگا ورنہ کلدانی شہر میں آگ لگا دیں گے اور تو ان کے ہاتھ سے نجات نہ پائیگا۔

یروشلم کے باشندوں نے ڈیڑھ سال تک بہادری سے مدافعت کی۔ یہاں تک کہ غلہ نایاب ہو گیا مگر انہوں نے اطاعت نہیں قبول کی۔ آخر کار کلدانیوں نے حصار میں ننگا کر لیا۔ جب یہاں یہودیوں نے دیکھا کہ اب محافظت غیر ممکن ہو گئی ہے تو وہ رات کو مو بادشاہ کے بھاگ گئے۔

کلدانیوں نے ان کا تعاقب کر کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔ اور بنو کد نثر نے اسے طلب کر کے حکم دیا کہ پہلے اس کے سامنے لڑکے اور اس کی قوم کے رئیس قتل کئے جائیں پھر خود اس کی آنکھیں نکال لیں پھر حکم دیا کہ اسے برنجی زنجیروں میں باندھ کر چلیں۔ اس کے بعد

وہ شہر یروشلم میں داخل ہوا اور بادشاہی محل اور معبد و شہر کو جلا دیا۔ حصار کو منہدم کر دیا
 کاہنوں کا رئیس معبدوں کے محافظ، اور شاہی مصاحب معہ ساٹھ نفر بزرگان شہر کے
 قتل کر دیئے گئے۔ اور باقی لوگوں کو کلدانی گرفتار کر کے کلدہ لے گئے۔ صرف حضرت
 یرمیاہ اُس ملک میں رہ گئے جو یروشلم کی بربادی و تباہی پر نوہ گری کرتے تھے اور
 اُن کے مرثیے تو ریت میں مذکور ہیں۔ لیکن اسی کے ضمن میں اُنھوں نے خبر دی کہ خدا فرماتا
 ہے کہ جب تکلیفیں انتہا کو پہنچ جائیں گی تو داؤد کی اولاد میں سے ایک لڑکا پیدا ہوگا
 جو بادشاہ کی طرح سلطنت کرے گا وہ سعادت مند اور عادل ہوگا۔

بابل کی ایسیری اور حزقیل | جو یودی گرفتار ہو کر گئے تھے وہ کلدہ کے مختلف
 شہروں میں رہنے لگے اور نصف صدی سے زیادہ وہاں رہے۔ اور نہایت درانگیز و
 حسرت خیز گیت گاتے رہے۔ اُن کے ایک گیت کا مضمون یہ ہے۔

ہم بابل کے دریاؤں کے کنارے بیٹھ کر صیہون کو یاد کرتے اور روتے ہیں ہم نے
 اپنے بربط بید کے درختوں میں لٹکا دیئے ہیں حاکم لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ صیہون کے گیت
 ہمیں ستانے کے لئے گاؤ۔ لیکن ہم خداوند کے گیت بیرونی سرزمین پر گائیں۔ اسے
 یروشلم کی زمین اگر میں تجھے بھول جاؤں تو میرا ہاتھ مجھے بھول جائے اور میری زبان میرے
 تالوں میں چپک جائے۔ یہ قیدی اپنے اعتقاد میں سمجھتے تھے کہ اُنھوں نے خدا کی درگاہ میں
 رسوخ پیدا کر لیا ہے اور اطمینان سے اُن اپنے دنوں کے منتظر تھے جن کی پشین گوئی
 پیغمبر نے کی تھی۔ اس قید کے زمانہ میں دوستے پیغمبر ظاہر ہوئے جن کے نام حزقیل و دانیال
 تھے۔ جو خواب انھیں خدا کی طرف سے دکھائے گئے تھے اُن سے ان پیغمبروں نے قوم کی
 تسلی کی۔ یہودیوں کے جو لوگ گرفتار کر کے کلدہ بھیجے گئے تھے اور وہ خانہ بدوشوں کی طرح
 مقیم لوگوں کے درمیان زندگی بسر کرتے تھے اور اپنا مذہب محفوظ رکھتے تھے اس طرح پر
 انھیں ستر سال گزر گئے اس زمانہ کو قید بابل کا زمانہ کہتے ہیں۔

یہودیوں کی یروشلم کو واپسی | جس وقت میرویس (کوروش) بادشاہ ایران کا بابل کو
قبضہ ہو گیا تو اُس نے بنی اسرائیل کو اجازت دیدی کہ وہ اپنے ملک میں واپس چلے
جائیں اور دوبارہ اپنے خدا کا معبد بنائیں۔ نیز وہ سونے کے برتن اور گراں بہا
چیزیں بھی اُن کو واپس دیدیں جو بنوکدثر معبد سے اٹھالایا تھا۔ اُس قوم کا ایک حصہ
واپس جانے پر آمادہ ہوا۔ چنانچہ بیالیس ہزار تین سو ساٹھ یہودی اپنے وطن میں پہنچے
(۲۲۵ قبل مسیح) مگر ملک یودا کو تباہ و برباد اور باشندوں سے بالکل خالی پایا۔ تاہم
ان لوگوں سے جس طرح ہو سکا یروشلم کے کھنڈروں اور گرد و نواح کے دہات میں رہنا
شروع کیا اور دوبارہ اپنے خداوند کا معبد بنانے کا ارادہ کیا۔ پہلی سال کے آخر
میں اُنھوں نے مذبح بنالیا اور معبد کا سنگ بنیاد تمام قوم کے سامنے رکھا گیا۔ یہ
خوشی کے نعرے لگائے۔ لیکن بڑھے آدمی اور کاہن قدیم معبد کی یاد میں روکتے تھے
کیوں کہ وہ بہت بڑا اور خوب آراستہ ڈیسٹھ تھا۔ مگر یہودیوں نے جلد سمجھ لیا کہ جس
کام میں اُنھوں نے ہاتھ ڈالا ہے وہ بہت مشکل ہے۔ اُن کے مالدار لوگ کلدہ میں
رہ گئے تھے اور وہ بالکل فقیر تھے اور ملک سے صرف بقدر کفایت حاصل ہوتا تھا۔
سلطنت یودا کی تباہی کے بعد جو لوگ ملک اسرائیل میں رہنے لگے تھے وہ
باہر کے لوگ تھے لیکن وہ لوگ سمجھتے کہ اُن کا اور یہودیوں کا مذہب ایک ہی ہے۔ کیوں کہ
وہ لوگ بھی مذبح بناتے اور خداوند کے لئے قربانی کرتے تھے ساتھ ہی اپنے قدیم
بتوں کو بھی برابر پوجتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ اُن لوگوں نے چاہا کہ یہودیوں کی اُن کے
خدا کا معبد بنانے میں مدد کریں۔ یہودیوں نے اُنھیں جواب دیا کہ خدا بتانا ہمارا
ذمہ ہے۔ تمہارے ذمہ نہیں ہے۔

اہل ملک نے جب یہودیوں کو اپنے خلاف دیکھا تو اُن کے ساتھ دشمنی کرنے لگے
اور شاہ ایران سے اس قوم کی بدگونی کی اور کہا کہ یہ لوگ یروشلم کی دیوار میں بنا رہے ہیں

تاکہ اپنا مقام محفوظ کر کے بغاوت کریں اور محصول سرکاری ادا نہ کریں اُس نے حکم دیا کہ انہیں اس کام سے باز رکھو۔

پندرہ سال کے بعد داریوش کے زمانہ میں یہودیوں نے دو پیغمبروں حکم اور ذکریا کے ہایت کے مطابق پھر یروشلم کی دیواریں اور معبد بنانا شروع کیا۔ حاکم نے بادشاہ کو اطلاع دی لیکن اُس نے حکم دیا کہ کوئی ان سے متعرض نہ ہو۔

جس وقت معبد تمام ہو گیا یوشع رئیس کاہن نے تنہا قوم کی ریاست پائی اور اُس وقت کے بعد سے یہودی رئیس کاہن کے مطیع رہنے لگے۔ مگر کاہن وہی جانے جاتے تھے جو باپ دادا کے وقت سے اس خدمت کو انجام دیتے رہے تھے لیکن یہودیوں کی تعداد زیادہ نہ تھی کاہن اور خادم ملا کر ان کی ایک چھوٹی سی جمعیت تھی جنہیں کل یہودیوں کا آٹھواں حصہ سمجھنا چاہیے۔ درحقیقت یہودی ایک چھوٹی سی قوم بغیر لشکر کے، تنگ دست، پریشان اور شاہ ایران کی رعیت شمار ہوتے تھے۔

۵۲۰ء قبل میلاد میں اردشیر اول شاہ ایران نے۔ عزرا نام ایک یہودی کو جو کلدہ میں رہتے تھے (عزیر پیغمبر) اجازت دی کہ وہ ولایت یہود میں جائیں اور اپنے خدا کا قانون اور قوم کے لئے قاضی مقرر کریں۔ عزرا نے قانون الہی کی تحصیل کی تھی ان کے ساتھ دو ہزار یہودی روانہ ہوئے اور شکر یہ کار و زہ رکھا۔ چار مہینے سفر کرنے کے بعد ملک اسرائیل میں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر عزرا نے دیکھا کہ یہودیوں نے خدا کے قانون چھوڑ دیئے ہیں۔ نہ صرف انہوں نے بلکہ کاہنوں تک نے مشرکوں کی لڑکیوں کے ساتھ شادیاں کر لی ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھ کر عزرا بہت رنجیدہ ہوئے، اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے ڈاڑھی اکھاڑ ڈالی۔ انہوں نے رات کے وقت دوڑاتوں بیٹھ کر خدا کے سامنے قوم کی گناہوں کا اقرار کیا۔ یہودی بھی اپنے اعمال پر پشیمان ہوئے اور عزرا سے درخواست کی کہ وہ خداوند کا قانون جاری کریں۔ عزرا معبد میں گئے

اور روزہ رکھا اُس کے بعد یہودیوں کو ایک میدان میں جمع کر کے حکم دیا کہ باہر کی عورتوں کو نکال دو سب نے اطاعت کی اس طرح یہودی تمام قوموں سے الگ ہو گئے۔ اس زمانہ میں شاہ ایران کے ساقیوں میں ایک یہودی نحمیاہ نامی تھا۔ وہ بادشاہ کو شرب پلایا کرتا تھا۔ اس کے چہرے پریشانی نمودار تھی۔ بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ تو اس قدر بد حال کیوں ہے اُس نے جواب دیا کہ کیوں کر پریشان نہ ہوں جب کہ میری باپ دادا کا شہر ویران پڑا ہوا ہے۔ بادشاہ نے اُسے رخصت کیا کہ وہ ولایت یہود میں جائے اور یروشلم کے مکان اور دیواریں بنانے کے لئے سلطنت کے جنگل سے لکڑیاں کاٹے آخر باوجود یہودیوں کے دشمنوں کی رخنہ اندازیوں کے یہ کام پورا ہو گیا۔

اُس وقت عزرائیل نے قوم کو ایک میدان میں جمع کیا اس میدان میں ایک چبوترہ بنایا گیا تھا جس پر نحمیاہ اور معزز کاہن بیٹھے تھے اس چبوترہ پر بیٹھ کر نحمیاہ نے خداوند کے قانون کی کتاب لاکر سنائی اور خدا کی حمد کی۔ جب قوم نے اُن دھمکیوں کو سنا جو قانون توڑنے والوں کے لئے اُس کتاب میں لکھی تھیں تو بہت روئے۔ دوسرے دن صبح کو عزرائیل نے قوم کے رئیسوں اور کاہنوں کو جمع کر کے عیدوں کی ترتیب دی۔ آخر ماہ میں یہودی جمع ہوئے اور سب نے پڑائے اور خاک آلودہ کپڑے پہنے یہ اُن کے پشیمانی کی علامت تھی۔

کتاب تانوں پو تھائی دن تک پڑھی گئی پھر سب نے اپنی خطاؤں کا اقرار کر کے خداوند کے سامنے سجدہ کیا اور قسم کھائی کہ آئندہ خدا کے تمام فرمان اور قوانین کی اطاعت کریں گے۔ باہر کے لوگوں سے شادی بیاہ نہ کریں گے اشنہ کے روز روزی جھگڑا نہ کریں گے ہر سال روپیہ اور لکڑیاں قربانی کی آگ کے لئے دیں گے اور اپنی سی پیداوار اور مویشی وغیرہ کا دسواں حصہ معبد کے نذر کریں گے۔ یہ وعدے جو

انہوں نے خداوند کے ساتھ کئے تھے ایک عمدہ نامہ کی شکل میں لکھے گئے اور نحمیاہ اور قوم کے رئیسوں نے اس پر قمر کی۔

اس وقت سے قوم یہود ہمیشہ قدائی فرمانوں اور قانون کی مطیع و منقاد اور ہنوز یہ قوم (اپنے خیال میں) اطمینان سے اس نجات دہندہ کی منتظر ہے جو خدا ان کے لئے بھیجے گا۔

نوٹ! اس فصل میں اسلامی روایتوں سے جو کچھ اختلافات ہیں وہ صرف جزئیات میں ہیں اور اس کتاب کا بیان اکثر جگہ قابل اعتبار نہیں ہے (مترجم فارسی)

بہ۔ وہ نجات دہندہ آج سے تیرہ سو سال پیشتر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ ذات پاک ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں۔ اور جس نے ساری دنیا کو گناہ کی آلودگیوں اور بد اخلاقیوں سے نجات دی لیکن افسوس اس پر یہود اپنی سرکشی اور فطری تمرد کی وجہ سے ایمان نہ لائے افسوس! (مترجم اردو)

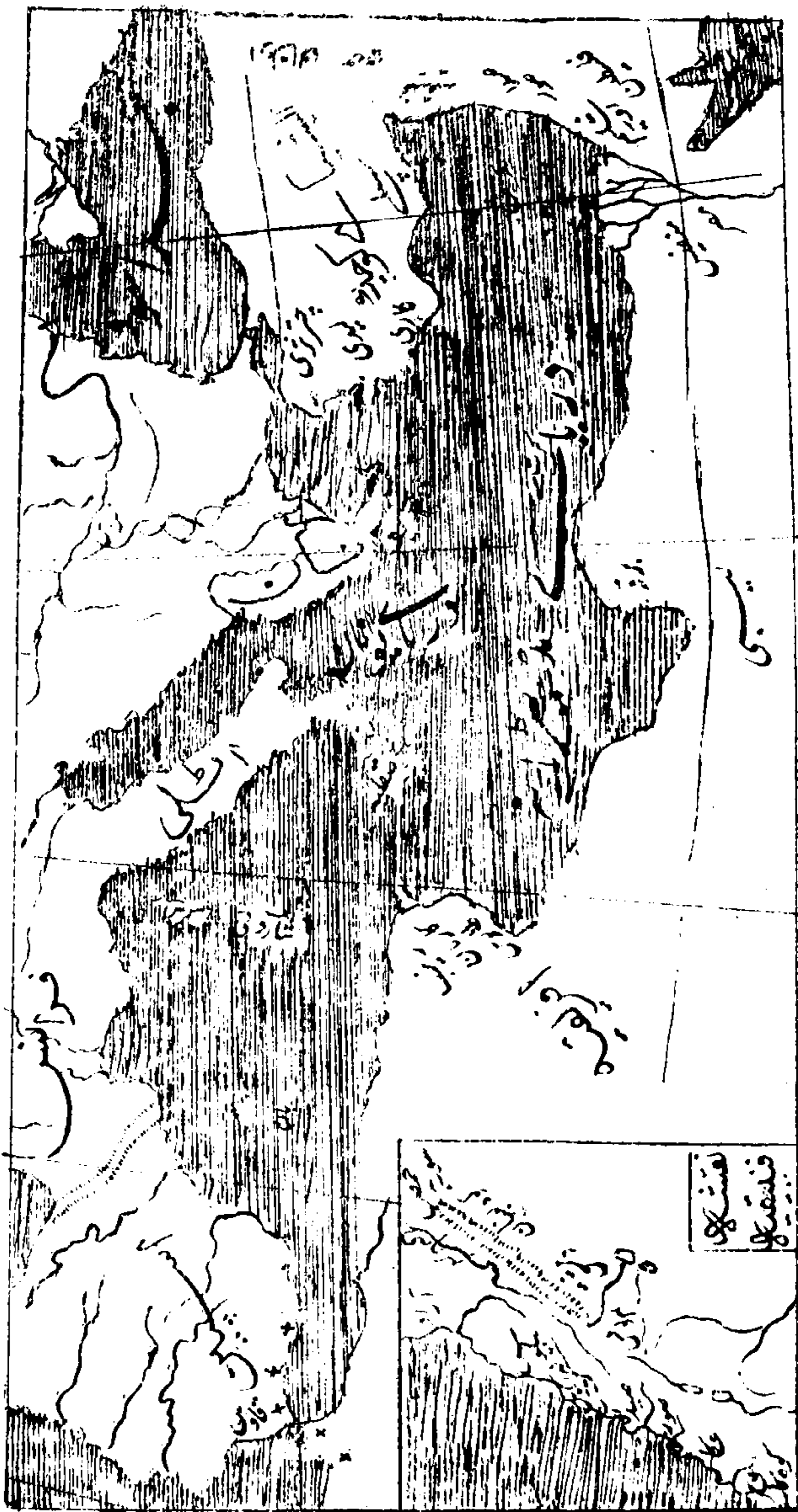
پونجا حصہ فنیقیہ کی تاریخ

فنیقیہ اور وہاں کے باشندے

فنیقیہ کی تعریف | فنیقیہ کو انگریزی میں فنیسی (Phenicie) کہتے ہیں۔ بحیرہ شام کے کنارے شمال سے جنوب تک ایک سیدھا زمین کا حصہ چلا گیا ہے۔ وہ خط مستقیم میں گرے پانیوں اور ناہموار پہاڑوں میں واقع ہے۔ یہ الفاظ دیگر اس ساحل کو دونوں طرف سے یہ پانی اور پہاڑ گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ کنارہ گویا ریت کا ایک لمبا عا شیبہ ہے جس کے بیچ میں سنگ سفید کی نوکدار رسیں جا بجا دکھائی دیتی ہیں جہاں پہاڑ دور ہو جاتا ہے وہاں ایک لمبا اور تنگ ساحل نظر آتا ہے اور وہ بھی سنگلاخ ہے اس کے بعد ایک چھوٹا سا دروہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس پہاڑ کے ابتدائی دامنوں میں کھیتیاں اور انگور کے باغ اور زیتون کے درخت ہیں۔ لیکن اگر اوپر جائے تو بہت جلد ایک سخت کوہستان کے وسط میں پہنچتے ہیں جہاں بڑے بڑے عیسق درے ہیں۔ پہلے یہاں بلوط دوسرا اور ایک قسم کے سفیدار و سقز کے درختوں کے بڑے بڑے جنگل تھے۔

لبنان یا لیبان (جس کے معنی ہیں سفید پہاڑ کے) کی چوٹیوں کا بالائی حصہ جاڑوں میں برف سے ڈھکا رہتا ہے۔ کیوں کہ دو ہزار میٹر سے زیادہ بلندی رکھتا ہے۔ اس کے زمانہ میں

ملک فیلیپین اور میٹھیوں کی سیاحت کا نقشہ



لبنان کے مشہور درخت ارز جن کے تنے بہت موٹے ہوتے تھے بکثرت تھے۔ وہ اونچے اونچے درخت دیکھنے والوں کی نظر میں سبز تاج پہنے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ان سے جو خوشبو نکلتی تھی وہ دُور دُور تک دماغوں کو معطر کرتی تھی اب ان درختوں کی صرف چند جڑیاں باقی رہ گئی ہیں جو پتھروں کی چٹانوں میں پریشان اور پراگندہ ہیں۔ ان درختوں میں سے پانچ درخت درحقیقت بڑے درختوں میں گنے جاتے ہیں لیکن وہ بھی ناقص اور زخم خوردہ ہو گئے ہیں اور چرواہے چوں کہ اُن کی جڑوں میں اکثر آگ جلاتے رہتے ہیں اس سبب وہ بل بھی گئے ہیں۔

جاڑے کے موسم میں جب اُن پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے تو گہرے دروں میں غیر منقطع پانی بتا رہتا ہے اور بہت تیز بہنے والی ندیاں بن جاتی ہیں۔ یہ ندیاں آبشاروں کی طرح سمندر کے کنارے پہنچتی ہیں اور عجیب درندوں کی صورت نظر آتی ہیں۔ یونانیوں نے ان میں سے دو بڑی بڑی ندیوں کے نام بھی رکھ لئے تھے۔ وہ ایک کولونٹس (Leontes) یعنی شیر اور دوسری کولیکوس (Colicos) یعنی بھیر یا کتے تھے بارش کے پانی کا کچھ حصہ سوراخوں اور غاروں کے ذریعے سے پہاڑوں کے اندر داخل ہوتا ہے اور اُس نے اپنے لئے زمین دوزرستے بنائے ہیں اندری اندر تاریکی میں چل کر یہ پانی دفعتاً سورج کی روشنی میں آجاتا ہے۔ ایک زمین دوز دریا زیادہ مشہور ہے جس کو آڈنِس (Adanis) کہتے ہیں جو سفید پتھروں کے چٹانوں سے نمودار ہوتا ہے گرمیوں میں یہ دریا اور چشمے قریباً خشک ہو جاتے ہیں اور اُس پانی کے سوا جو بارش کے بعد کوہستان کے موضوعوں میں سمع ہو جاتا ہے آبپاشی یا پینے کے لئے ایک قطرہ میسر نہیں آتا۔

فنیقیہ کے باشندے | سولہویں صدی (ق م) یعنی حضرت عیسیٰ سے سولہا سو برس پہلے اس ملک میں لبنان اور سمندر کے درمیان کچھ لوگ رہتے تھے جو عرب اور یہود کے ساتھ ہمجنس تھے۔ یہ اہل فنیقیہ کہلاتے تھے اُن کی ایک چھوٹی سی جماعت تھی اور جس مختصر

زمین پر وہ قابض تھے اُسے فنیقیہ کہتے تھے۔ وہ صرف ساٹھ فرسخ لمبی اور آٹھ سے دس فرسخ تک چوڑی ہے اور کوہ کارمل کی اس پر ختم ہوتی ہے۔ یہ چھو سا ملک ناہموار چٹانوں اور غیر آباد جنگلوں سے بھرا ہوا تھا۔

اس زمین کا جو حصہ سمندر کے کنارے واقع ہو وہ زرخیز تھا دروں کی گہرائی میں اور ٹیلوں کی بلندی پر انگو گئیوں اور زیتون بہت کثرت سے پیدا ہوتا تھا۔ اور وہاں بکتر لوگ رہتے تھے۔ ہر ورہ ایک الگ مقام تھا جو پہاڑوں کی سلسلہ کی وجہ سے دوسری زمین سے الگ ہو گیا تھا۔ ہر بڑے ورہ میں ایک نہ ایک شہر دکھائی دیتا تھا جو سمندر کے کنارے ایک سنگستانی راس پر یا کسی جزیرہ کے اندر آباد ہوتا تھا۔ شمال سے جنوب تک کے شہروں کے نام یہ تھے۔ آراد (Arad) بیبلس (Byblos) بیت (Beit) صیدا (Sidon) صور (Tyre) آکر (Acre) یہ شہر خشکی کے رستے سے باہم کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ ساحل پر جو پہاڑ اور سیٹے باجا ہیں ان کے سبب رستے دشوار گزار ہو گیا ہے اور ساحل کی زمین ایسی نہیں ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک رستہ نکالا جاسکے۔ اس لئے فنیقیہ جب شہروں سے باہر جانا چاہتے تھے تو کشتیوں کے ذریعہ سے جاتے تھے اور لبان کے جنگلوں سے کشتیوں کے لئے مکاری حاصل کرتے تھے پہاڑ کے جو حصے سمندر کی طرف بڑھ گئے ہیں اور جو جغرافیہ کی اصطلاح میں سین کھلاتی ہیں ان کے سبب کئی خلیجیں بن گئی ہیں جہاں طوفان کے وقت کشتیاں محفوظ رہ سکتی ہیں۔ چوں کہ اہالی فنیقیہ دریا نورد ہو گئے تھے اس لئے ان کے شہر میں بندرگاہ ضروری تھی۔

شہر آراد | یہ سمندر میں ایک پتھری سطح کی راس پر کنارے سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر آباد تھا۔ یہاں کے رہنے والے بارش کا پانی گڑھوں میں جمع کر لیتے تھے یا خشکی سے پانی لاتے تھے اور اسی پر بسراوقات کرتے تھے۔

اس جزیرہ اور ساحل کے درمیان ایک آبنائے ہے جس میں ٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا

جب شہر محصور ہوتا تھا تو اس وقت غوطہ خور ایک سیسہ کا سر لوہا (جس میں چمڑے کا ایک لمبائل لگا ہوتا تھا) لے کر سمندر کی تہ تک غوطہ لگاتے تھے اور چشمہ کے سوراخ پر اس کا منہ کھول دیتے تھے جب اس میں پانی بھر جاتا تھا تو نکال لاتے تھے وہ پانی صرف میں لایا جاتا تھا۔

یہ چھوٹا سا جزیرہ تنگ گلیوں سے پُر تھا۔ جس کے دونوں طرف پانچ چھ منزل کے مکانات بنے ہوئے تھے لیکن کچھ عرصہ بعد یہاں کے رہنے والے ساحل پر آگے اور یہاں انہوں نے اپنے لئے چند قصبوں کی بنیاد ڈالی۔
میلس | یہ شہر آونیس ندی کے دہانے پر آباد تھا۔ یہ ندی سمندر سے چند کیلو میٹر کے فاصلہ پر ایک پہاڑ سے نکلتی ہے۔ اس پہاڑ پر ایک مشہور معبد تھا جہاں تمام سوریہ کے لوگ زیارت کے لئے آتے تھے۔

فنیقیہ کے دو شہر بہت مشہور تھے پہلے صیدا اور اس کے بعد صور!

صیدا | شہر صیدا جس کے معنی مچھلی کے شکار کے ہیں ایک ٹکڑے پر واقع تھا۔ اس کے پیچھے ایک بہت بڑا ساحل تھا جس کے متوازی چلا گیا تھا۔ یہ پہاڑ تو ایک قدرتی بلند جوتروہ تھا جو صیدا کے بندر گاہ کی حفاظت کرتا تھا۔ اس کا درہ ایک نہر سے سیراب ہوتا تھا اس میں کھیت اور پودوں کا باغ تھے۔ اسی لئے شہر کو صیدا کے گلزار کہتے تھے۔
 صیدا کے لوگ چند صدی تک تمام فنیقیہ والوں سے زیادہ معزز رہے اگرچہ ان کے پاس نہ کچھ زیادہ فوج تھی اور نہ انہوں نے فتوحات کیں، نہ وہ شاہان مصر سے مقابلہ کر سکے بلکہ اپنے کو ان کی رعایا کہتے تھے لیکن اپنا بادشاہ علیحدہ رکھتے تھے اور انہوں نے اپنی آزادی کو کبھی ہاتھ سے نہیں دیا۔ فرعون نے انہیں اجازت دیدی تھی کہ وہ مصر کے بہت مشہوروں میں تجارتی گودام قائم کریں تلفیس میں فنیقیوں کا ایک محلہ مخصوص تھا۔
 صیدا کے ملاحوں نے حضرت یسوع سے پندرہ سو برس پہلے جزیرہ قبرس کو معلوم

کر لیا تھا۔ اور وہاں بہ کثرت تانبے کی کانیں برآمد کی تھیں۔ اور اُس سرزمین میں کئی شہر آباد کئے تھے۔ اور چوں کہ یہاں کے باشندے ہمیشہ سمندر میں پھر اُرتے تھے اس لئے ایشیائے کوچک کے ساحل تک جا پہنچے وہاں جزیرہ روڈس میں قیام کیا۔ چنانچہ ان کی قبریں وہاں اب بھی پائی جاتی ہیں۔

روڈس کے قیام میں فنیقیوں نے تمام بحر ایجین پر قبضہ کر کے ہر جزیرہ سے فائدہ اٹھایا۔ پارس (Paros) سے مرمر اور ملس (Melos) سے گندھک اور پھٹکری اور تازس (Thasos) سے سونے کی کانیں اور سیر (Cythere) سے پلوپونز (Pelopannese) کے قریب سیپوں (صدف) کا ٹھکانا ان کے محاصل تھے۔ ان سیپوں سے ارغوانی رنگ بناتے تھے کرت (Crete) اور کوہ ایدا (Ida) کے دامن میں انھوں نے ایک ایک شہر آباد کیا۔

فنیقیوں نے بحیرہ اسود کے تنگ ستون یعنی آبنائوں کو بھی عبور کر لیا باوجودیکہ وہاں بہت ممکن تھا کہ پانی کا بہاؤ ان کی کشتی کو پھاڑے ٹکرا دیتا۔ اس کے بعد انھوں نے بحر اسود میں (جہاں بہت سخت طوفان آتے ہیں) سفیر کیا۔ اور اُس کے سمندر کے ساحلوں پر پہنچ گئے بلکہ خیال ہوتا ہے کہ وہ سونا، چاندی، لوہا، تانبہ اور قلعی کی کانیں برآمد کرنے اور کثیر و غلام حاصل کرنے کے لئے قفقاز تک جا پہنچے ہوں۔

صیدا جو تجارت کی وجہ سے مہموم ہو گیا تھا وہ اپنی ترقی کے لحاظ سے دوسرے تک تمام دنیا کے شہروں میں معتبر رہا لیکن ان جزیروں اور ساحلوں میں جہاں اہل صیدا تجارت کرتے تھے ملک یونان کے آدمیوں نے (جو بہت عقلمند تھے) کشتی چلانا اور فنونِ حرب سیکھ کر بہت جلد باہر کے آدمیوں کو نکال دیا۔ اسی زمانہ میں فلسطیوں نے صیدا پر حملہ کر دیا۔ اور وہ شہر اپنی پہلی حیثیت گر گیا (تقریباً ۱۳ سو برس قبل مسیح)

صور۔ شہر صور ایک کوہستانی جزیرہ میں ساحل سے ایک کیلومیٹر کے فاصلہ پر آباد تھا اور
دوسرے پتھر کے تختہ پر خدا کے صور ملکارت (Melkath) کا معبد بنا ہوا
تھا۔ بعد کو دونوں جزیرے ملکر ایک ہو گئے۔ اور صور بھی آرا کی طرح سات آٹھ منزل کے
مکانات کا مرکز ہو گیا۔ پینے کا پانی وہاں بھی خشکی سے کشتیوں پر لایا جاتا تھا۔ اس زمانے
میں صور میں دو بندرگاہیں تھیں اور دونوں جزیرے میں واقع تھیں آج یہ بندرگاہیں
ریت کے اندر پوشیدہ ہو گئی ہیں۔ ساحل سے اُس کے سامنے ایک اور قصبہ دکھائی
دیتا تھا جسے پرانا صور کہتے تھے۔

صور نے صید کی جگہ لے لی یعنی وہاں کے لوگوں نے بھی اہل صید کا طرز اختیار
کیا۔ صید کے آدمیوں نے بحیرہ روم کے مشرق میں سفر اختیار کیا تھا صوریوں نے
اُس کے مغرب یعنی مغربی ایطالیہ کی طرف کشتی رانی شروع کی۔ پہلے جزیرہ Sicile
مالٹا (Malta) سارڈینیا (Sardaigne) اور بیلارک
(Balears) کو معلوم کیا پھر مغرب کی طرف اور آگے بڑھ کر آبنائے
جب طاق تک پہنچ گئے اور اپنے خیال میں انہوں نے اُسے زمین کا مہتاب سمجھ لیا اور
خیال کیا کہ اُن کا خداوند ملکارت وہاں بھٹرا تھا اور پتھر کی دو چٹانیں جو دو ستونوں
کی طرح آبنائے کے دونوں طرف ہیں وہ اسی خداوند نے وہاں نصب کی ہیں۔
خلاصہ یہ کہ اُس آبنائے کو عبور کر کے وہ ایک ولایت میں پہنچے اور تارسیس
(Tarsis) اُس کا نام رکھا جس کو آجکل اندلس (اسپین) کہتے ہیں۔ انہوں نے
وہاں بڑے بڑے جنگل دیکھے جہاں روغن، شراب، گیہوں اور بکریاں اُدن کی پیداوار
خوب ہوتی تھی۔ پہاڑوں میں چاندی کی کانیں بہت زیادہ تھیں اور اُس زمانہ میں بہت
آجکل کے چاندی بہت سستی ملتی تھی بن بلاتوں نے اُس ولایت کو دریافت کیا تھا وہ
ایک قسم کے بتون میں مبتلا ہو گئے۔ یعنی اُن میں ایک شور اور وجد پیدا ہو گیا۔ انہوں

اپنے مٹی کے آلات توڑ ڈالے۔ پتیل کے ہتیار اور مضبوط دھاتوں کے لشکر تک توڑ پھینکے۔ ہتیار اور برتن چاندی کے بنائے۔ چاندی کے برتنوں کے سوا وہ کسی قسم کے برتن میں کھانا نہیں کھاتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنی کشتی کے لشکر بھی چاندی کے بنائے اور اس دولت مند کی حالت میں فنقیہ واپس آئے۔ صور اُس زمانہ کے سب شہروں سے زیادہ مالدار ہو گیا۔ اُس کے بازاروں میں تمام ملکوں کی پیداوار بکنے لگی شام کا گہوڑا اور گھی، عرب کی کندر دوائیں اور بیش قیمت پتھر آرمینیا کی گاڑیاں گھوڑے، قفقاز کا تانبہ اور ہسپانیہ کی چاندی سب کچھ صور میں تھا۔

شہر صور میں ایک بادشاہ کاہن اور مرز لوگ رہتے تھے۔ دسویں صدی قبل مسیح میں حیرام اول (Hiram) صور کا بادشاہ تھا جس نے معبد یروشلم کے بنانے میں حضرت سلیمان کی مدد کی تھی۔ اُس نے صور کی بندرگاہوں کو وسعت دی اور وہاں کے معبدوں کی مرمت کی۔

حیرام اول کے بعد تقریباً پچاس برس تک طوائف الملوک رہی۔ آخر کار اتار تہ دیوی کے کاہن (Astarte) موسم بہار ایوبول (Ithobal) نے اپنے کو بادشاہ بنا لیا وہ ایزبل کا باپ تھا جس کا ذکر تاریخ بنی اسرائیل میں کیا گیا ہے ایوبول کے بعد اُس کے لڑکے بادشاہ ہوئے لیکن پھر سیاسی و ملکی انقلابات نے اہالی سلطنت کو آسودہ نہیں رہنے دیا جس وقت شاہان آشور نے لشکر کشی کی تو تمام فنقیہ اُن کا خراج گزار ہو گیا۔ اہل صور سونا، چاندی، پتیل، اور زنگین کپڑے آشوریوں کے لئے بھیجتے رہے۔

لیکن بعد کو صور والوں نے خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا بادشاہ آشور نے بحری فوج کشتیوں کے ذریعہ سے روانہ کی لیکن موری کشتیوں نے آشوری کشتیوں کو شکست دی اور بادشاہ آشور نے شہر صور کا محاصرہ کرنا چاہا کیوں کہ اُسے خیال تھا کہ پانی ہونے کی وجہ سے

اہلِ صور مغلوب ہو جائیں گے لیکن صوریوں نے مدافعت کی۔ یہ واقعہ ۲۲۰ ق م قبل مسیح کا ہے اس کے بعد بھی عبدسارگن تک شاہانِ آشور اہلِ صور کو مغلوب نہ کر سکے لیکن سخریب نے اسے فتح کر لیا اور اس ملک کے لئے نیا بادشاہ مقرر کیا (سنہ قبل مسیح)۔

ایک صدی کے بعد بنوکدنزر (بخت نصر) کے زمانہ میں صوریوں نے مصری اور یہودیوں کے ساتھ متفق ہو کر کلدانیوں کی مخالفت شروع کی بنوکدنزر یروشلم تباہ کرنے کے بعد تیرہ سال تک صور کا محاصرہ کے رہا لیکن فتح نہ کر سکا۔ حزقیل پیغمبر کہتے ہیں کہ بنوکدنزر شاہ بابل نے محاصرہ صور میں اپنی فوج سے سخت محنت لی ان کے سروں پر بال نہیں رہے ان کے شانے زخمی ہو گئے۔ لیکن اُس کی فوج کو ان بکلیفوں کا کوئی نتیجہ نہیں حاصل ہوا۔ سنہ قبل مسیح لیکن اُس زمانہ میں جب کہ بندر محصور تھا باہر کی کشتیوں نے وہاں آنا ترک کر دیا اور صور کے مقبوضات اُس سے علیحدہ ہو گئے۔ اس لئے اُس میں کمزوری پیدا ہو گئی اور پھر اپنی پہلی حالت پر واپس نہیں آیا یہاں تک کہ پایہ اعتبار و اقتدار سے گر گیا۔

فنیقیہ والوں کا مذہب | فنیقی پہلے پتھروں اور درختوں کو خدائی کا درجہ دیتے اور انہیں پوجتے تھے وہ بعض خاص پتھروں کو مقدس فرض کر کے انہیں بیت ایل یعنی خدا کا گھر کہتے تھے۔ یہ پتھر مرعی کے انڈے (بھیناوی) یا گاجر (مخروطی) کی شکل کے ہوتے تھے۔ اور کبھی آسمان سے گرے ہوئے پتھروں کو بیت ایل قرار دیتے تھے۔ اور جن درختوں کی وہ عبادت کرتے تھے وہ درخت یا تو اصلی درخت ہوتے تھے یا پتیل کے مخروطی شکل کے ستون ہوتے تھے۔

فنیقیہ کے لوگ بعض بلند مقامات یعنی پہاڑوں کی چوٹیوں پر پتھر کی ایک چٹان سے پتھر کے کھبوں پر معبد بناتے تھے ان مذکورہ معبودوں کے علاوہ تمام فنیقی ایک خدا کے معتقد تھے جسے وہ بعل کہتے تھے (بعل کے معنی ہیں آقا) اسی طرح ان کی ویوی تھی جس کا نام بعلت یعنی بعل کی بیوی تھا۔ اور اُسے اتار نہ بھی کہتے تھے۔

بعل فنیقیوں کے عقیدے میں نفع پہنچا نیوالا آفتاب تھا جو دنیا کو روشن کرتا ہی اور زندگی بخشتا ہی اسی طرح جلا نے والا آفتاب جو نباتات کو خشک کر دیتا ہی اور موت پیدا کرتا ہی اُس کا بت آدمی یا گائے کی صورت میں بناتے تھے۔ پاپیر آدمی کا اور سر گائے کا۔ زیادہ تر تعجب یہ ہی کہ وہ بعل کو خوشنوار اور ہوا اور ہوس کا دیوتا فرض کرتے اور اس کے خوش کرنے کے لئے آدمیوں کی قربانی پڑھاتے تھے۔ بلکہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر اپنے لڑکوں کو اس دیوتا کے لئے قربانی کر دیں تو اُس کا تقرب حاصل ہو سکتا ہے۔ استبارتہ یا بعلیت چاند مراد لیتے تھے جس کو ملکہ آسمان اور بہار و عشق کی دیوی سمجھتے تھے اُس کی صورت ایک عورت کی طرح ہوتی تھی اور اُس کے سر پر ایک ہلال بنا تھا۔ ہر شہر کی بعلیت اور بعل خاص تھے اور وہاں کے لوگ اُن کو اپنے معبود و مددگار سمجھ کر پوجتے تھے۔

شہر صور میں بعل کو بعل ملکارت کہتے تھے (جس کے معنی ہیں "شہر کا آقا") اُسے ایک جنگجو فاتح اور بڑے ملاح کی شکل میں بناتے تھے۔ اور اُس کے اطراف مغرب میں سفر کرنے کے متعلق حکایتیں نقل کرتے تھے اور جبل طارق کے دونوں جانب کی پارٹیوں کو ملکارت کے ستون کہتے تھے (جس طرح یونانی اُنھیں ہرقل کے ستون کہتے تھے) صور میں ملکارت کا ایک بہت پرانا معبد تھا جہاں ایک بہت بڑا اور چمکدار زمرور رکھا تھا اُسے اپنے دیوتا کا گھر سمجھ کر پوجتے تھے۔ ان کے علاوہ اور جتنے شہر صور والوں نے بنائے تھے سب میں ملکارت کے معبد پائے جاتے تھے۔

کارٹیج میں بعل کو ملک یعنی بادشاہ کہتے تھے۔ اُس کے پتل کے مجسمے بناتے اور اُنھیں بعل کا ہیکل سمجھتے تھے جب شہر پر کسی بڑے خطرہ کا اندیشہ ہوتا تو سمجھتے تھے کہ بعل خفا ہو گیا ہے اور اُس کا غصہ کم کرنے کے لئے ضروری تھا کہ بڑی قربانی کی جائے لہذا اُس وقت شہر کے رئیس اور دولت مند خاندان اپنے بڑے لڑکوں کو اُس بت کے

پاس لاکر ایک بڑی زبردست آگ روشن کرتے ہوئے بائسریاں اور قرنا کے شور کے ساتھ
ان بیچاروں کو بیدار آگ میں ڈال دیتے تھے۔ ان لڑکوں کے مان باب عید کا لباس
پن کر اس قربانی کا تماشا دیکھتے تھے۔ بیلس میں بعل کو آدنیس کہتے تھے۔ آدنیس کے
معنی ان کی زبان میں خداوندگار ہیں۔ بیلس میں شہر کے بالائی حصہ میں بعل کا مندر پہاڑ
کی چوٹی پر تھا۔ جہاں آدنیس ندی پہاڑ سے نکلتی ہے وہاں بھی ایک بعل کا معبد تھا اور
سال میں دو مرتبہ یعنی موسم بہار و خزاں میں اس دیوتا کے پوجنے والے وہاں زیارت
کے لئے جاتے تھے۔ آدنیس یا بعل ایک بہت خوبصورت جوان کی شکل میں بنایا گیا
تھا وہ لوگ کہتے تھے کہ وہ لبنان پر فیکار کے وقت ایک دیوتا نے جو اس سے رشک
و حسد کرتا تھا سور کی صورت بن کر اسے مار ڈالا۔ آدنیس کی بیوی استارتہ جو اس سے
بہت محبت رکھتی تھی پہاڑ پر اس کی تلاش میں پھرتی رہی آخر آدنیس کی خون آلودہ نعش
اسے ملی وہ اپنے شوہر کی نعش پر گر پڑی اور خوب روئی۔ چند ماہ بعد دیوتا زندہ ہو گیا۔
ہر سال گرمی میں موسم بہار ختم ہونے پر شہر سلپس میں اس کی سخت عزاداری
کی جاتی تھی۔ معبد میں ایک تابوت اور آدنیس کا منقش چوہی مجسمہ رکھا جاتا تھا جس کے
پلو میں زخم اور زخم سے خون بہتا ہوا نظر آتا تھا اور یہ ظاہر کرتے تھے کہ گویا اس کی تلو
میں ہیں پھر اسے پا کر تابوت میں رکھ دیتے تھے۔ اس مجسمہ کے پلو میں ایک مصنوعی سور
بھی ہوتا تھا۔ چند روز تک اس دیوتا کے لئے گریہ و زاری کرتے اور اس پر تسلی مانی
چڑھاتے تھے پھر اس مجسمہ کو دفن کر دیتے تھے۔ پھر گھلانوں میں چند سبز شاخیں لگاتے
تھے۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں دھوپ کی تیزی سے وہ سبز شاخیں خشک ہو جاتی تھیں
اس زمانہ میں عورتوں کے گروہ باہر نکلتے تھے۔ بعض عورتوں کے سر کے بال پریشان
ہوتے تھے۔ بعض کے سر کے بال کٹے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے ہوتے تھے وہ بچوں
میں دوڑتی اور سینہ کو ٹی پھرتی تھیں۔ وہ دردناک فریادیں کرتیں اور لپٹے چہرہ کو ناخون

سے نوپے ڈالتی تھیں۔ شروع موسم باراں میں بارش کی وجہ سے ادنیس میں طغیانی ہوتی تھی اور پہاڑ کی سُرخ مٹی پانی کے ساتھ بہکراتی تھی اور اس ندی میں قرمز رنگ کا پانی بتاتا تھا اور اس کے کناروں پر سُرخ جھم جاتی تھی فینقی اس کے سُرخ پانی کو دیکھ کر کہتے تھے کہ یہ مقتول ادنیس کا خون ہے اس زمانہ میں شہر میلہس میں سات روز تک ادنیس کا ماتم (سوگ) منایا جاتا تھا۔

آٹھویں روز کاہن اعلان کرتے تھے کہ خداوند زندہ ہو کر اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہے اُس وقت ماتم موقوف کیا جاتا تھا اور بجائے ماتم کے خوشی کے نعرے بلند ہوتے اور عیش و عشرت کے فل و شور سے شہر گونج اٹھتا تھا۔

شہر صیدا میں ہستارہ کو ایک سین عورت کی شکل میں بنانے تھے جس کے سر پر ایک ہلال بنا ہوا ہوتا تھا اور یہ کبوتری کی علامت تھا۔ ہستارہ کے معبد کے گرد ایک مقدس جنگل تھا جہاں مقررہ راتوں کو عورتیں جمع ہو کر اس دیوی کے اعزاز (آز) میں مخفی جشن کرتی تھیں ان کی آواز نے کی آوازوں میں ملی ہوئی دُور سے سنائی دیتی تھیں اور مہر و زخموں کے نیچے آگ روشن کی جاتی تھی۔ بعض اوقات جوان لڑکیاں اور لڑکے اتارے کے لئے قربانی کے جاتے تھے۔

جزیرہ قبرس میں ایک پہاڑ کے پتھر پر ہستارہ کا ایک پرانا معبد پایا جاتا تھا جو رومیوں کے زمانہ تک باقی تھا اُس معبد کی دیواریں بڑے بڑے پتھروں کی بنی ہوئی تھیں اُس کے احاطہ کے وسط میں ایک بزم تھا جہاں اُس دیوی کے اعزاز میں کندر سلگایا جاتا تھا معبد مذکور میں ایک تاریک محراب اور ایک دہلیز تھی جس کے سامنے دو ستون تھے۔ محراب کے اندر ایک پتھر کا تختہ مخروطی شکل کا تھا۔ یہ اُس دیوی کی تصویر تھی

فنیقیہ والوں کی قبریں | فنیقی اپنے مُردوں کی نعشوں کو زیر زمین غاروں میں دفن کرتے تھے۔ پہاڑوں میں کنویں کھدے ہوئے تھے جن کے ذریعہ سے غاروں میں پہنچتے

تھے۔ ان زمین دوز مکانات میں اکثر چند کمرے پائے جاتے ہیں جن کو ایک دہلیز کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے ملا دیا ہے ان کمروں کی دیواروں میں جو ف بنے ہوئے تھے اور انھیں میں یہ لوگ اپنے مردوں کی نعشوں کو دفن کرتے تھے مگر امر پتھر کے تابوت بنواتے تھے۔

تابوت اکثر سوتے ہوئے آدمی کے مشابہ ہوتے جس کے سر اور ہاتھ پر نقوش کنہ کئے جاتے تھے۔ یہ تابوت اکثر مصری تابوتوں کی شکل کے ہوتے تھے۔ بعض فنقی قبروں میں سخت پتھر کے تابوت پائے جاتے ہیں جو مسر کے بنے ہوئے ہیں۔ اور مصر کتبے ان پر سے چھیل کر بجائے ان کے فنقی کتبے بنائے گئے ہیں۔ نماز میں نعشوں کے برابر چراغ، جواہرات طلسمات، مٹی یا پتھر کے گلدان، بعل کابٹ جو دو مینڈھوں پر سوا ہے اور اتارہ کابٹ کبوتر ہاتھ میں لئے ہوئے ہر پکی اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی گاڑیاں رکھ دیتے تھے۔ عورتوں کے مقبروں میں گلوبند، انگوٹھیاں، بازو بند، دھات کے آئینے اور عطر کی شیشیاں دفن کرتے تھے اور بعض اوقات ان کے چہروں پر سلالی نقاب ڈال دیتے تھے۔

دوسری فصل

فنیقیوں کی صنعت اور تجارت

فنیقیوں کی صنعت | فنیقی بہت سی صنعتوں میں مہارت رکھتے اور مصنوعات میں مصریوں، کلدانیوں کی خوب تقلید کرتے تھے۔ پتیل، چاندی اور سونے کے برتن بناتے اور ان پر نقاشی اور زینت کاری کرتے تھے۔ ان کی بنائی چیزوں میں اٹھلے بے پندی

پالے چاندی کے طباق، پیالیاں اور لوٹے ہوتے تھے۔ اسی طرح طلائی گلوبند، جواہرات بازو بند، گوشوارے اور صندوقے بنانا، سخت پتھروں کو مہرین بنانے کے لئے ترشنا فنیتوں کو خاص کام تھے ان پتھروں پر گُل بوسے، پھول پتیاں اور گلہستے، گلاب کے پھولوں کے پتے گتھے بنے ہوتے تھے۔ نیز مصری، آشوری اور فنیقی دیوتاؤں کی تصویریں، پرندے، مچھلیاں، شیر اور گائے یا بارہ سینگے کی لڑائیاں اور عجیب عجیب جانوروں کی صورتیں خوب بنانے تھے۔ مثلاً عورتوں کے جسم کے ابوالمول، بکری کا بدن اور سانپ کے دم کی تصویریں اور عقاب کی شکل جس کا بدن گائے کا اور سر اور چوٹی مرغ کی ہوتی تھی۔ فنیقی دستکاریوں میں مجلسی تصویریں بھی تھیں جیسے قربانی کا جلبہ یا شیر کا شکار یا کسی شہر کا محاصرہ۔ چند سال قبل فلک اٹلی میں ایک چاندی کا تھال دستیاب ہوا جو فنیقیوں کا بنایا ہوا تھا۔ اُس تھال پر چند تصویریں بنائی گئی ہیں اور سب تصویروں کو ملا کر ایک حکایت پوری ہو جاتی ہے۔ پہلی تصویر میں ایک شخص جنگی گاڑی پر سوار ہے۔ جو قلعہ سے نکل رہا ہے۔ دوسری تصویر میں وہ زمین پر اترتا ہے کہ بارہ سینگے کا شکار کرے۔ تیسری میں اُس نے بارہ سینگے کو مار لیا ہے۔ چوتھی میں وہ شکاری ایک جنگل میں کھڑا ہے اور اپنے گھوڑوں کو کھول رہا ہے۔ پانچویں میں وہ بارہ سینگے کا گوشت اپنے کھانے کے لئے پکا رہا ہے۔ چھٹی میں وہ شکاری پھر اپنی گاڑی میں بیٹھتا ہے اور ایک بڑا بندر اُس کا تعاقب کرتا ہے تاکہ اُس پر حملہ کرے۔ ساتویں میں اُس نے بندر کو پکڑ لیا ہے اور گھوڑے اُسے پامال کر رہی ہیں۔ آٹھویں میں بندر مارا گیا ہے۔ نویں میں وہ آدمی قلعہ میں واپس آ رہا ہے۔

فنیقیوں کے پیشے | فنیقیوں نے مصر کے کاریگروں سے کاتنا، بننا، کپڑے رنگنا کوزہ گری اور شیشہ گری کا کام سیکھا تھا لیکن ان پیشوں کو تکمیل تک خود انھیں نے پہنچایا ایک مدت مصری جواہر ریزے اور موتی بنانے کے لئے دھندلے شیشوں کا پگھلانا

جانتے تھے ظروف بنانے کے لئے بھی وہ شیشہ کو پگھلاتے تھے لیکن صاف و شفاف شیشہ بنانا غالباً فنیقیوں کی ایجاد ہے۔ یہ ایجاد حسب ذیل واقعہ سے ہوئی۔

کوہ کارمل (Carmel) کے ماہن میں بلوس ندی (Belus) ایک جھیل سے نکل کر چند کیلو میٹر راہ طے کرنے کے بعد سمندر میں گرتی ہے۔ بلور سفید و خالص ریت لپٹے ساتھ بہا کر لاتی ہے۔ ایک روز ایک شورہ سے بھری ہوئی کشتی اُس کے کنارے آکر ٹھہری ملاح نیچے اتر کر کھانا پکانے کا سامان کرنے لگے چونکہ وہاں پتھر نہیں تھے جن کو رکھ کر چولہا بناتے اس لئے ملاحوں نے شورہ کے ڈلے زمین پر رکھ کر اُن کا چولہا بنایا اور اُس کے اوپر دیگی رکھی اور آگ جلالی شورہ پگھل کر شفاف شیشہ کا ایک صاف تختہ بن گیا۔ اُس واقعہ سے شفاف شیشہ بنانے کی ترکیب معلوم ہو گئی۔

فنیقی بلوس کی ریت سے شیشہ بنانے لگے جو زیادہ فعال ہے اور دوسرے شیشوں سے زیادہ لطیف ہوتا تھا جب کسی حین لڑکی کی تعریف کرتے تو کہتے تھے کہ اُس کا رنگ صیدا کے بلور کی طرح صاف ہے۔ صیدا میں بلور کی صاف شفاف بوتلیں اور قلابے بنائے جاتے تھے اور تمام دنیا میں اُن کی شہرت تھی۔ وہ رنگین شیشوں کے مصنوعی جواہرت بھی بناتے تھے اور بلور کے رنگین برتن بھی خصوصاً نیلے رنگ کے بہت بناتے تھے۔ فنیقی تزییب اور اُونی کپڑے زرد دوزی کام کے بھی تیار کرتے تھے خاص کر کپڑے رنگنے کا اُنھیں ایک بہت اچھا طریقہ معلوم تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ طریقہ اُن کے ملکارٹ دیوتا نے ایجاد کیا ہے۔ سُرخ گہرا رنگ وہ لوگ سمندر کے ایک سیپی دار جانور سے حاصل کرتے تھے۔ یہ جانور مورکس (Murex) کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اس جانور کو خشک کر لیتے تھے یہاں تک کہ وہ اٹا ہو جاتا تھا۔ یہ سیپیاں کئی قسم کی ہوتی تھیں ایک تو وہ جو صور کے ساحلوں پر ملتے تھیں۔ اُن کا رنگ قرمزی بخشی ہوتا تھا اس رنگ کو لوگ بہت پسند کرتے تھے اور انھوں نے سلطانیت کتے تھے۔ دوسری وہ جو سواحل یونان میں دستیاب ہوتی

تھیں اُن کا رنگ گہرا بنفشی ہوتا تھا۔ بحرِ ظلمات کی سیپیوں کا رنگ آسمانی سیاہی مائل ہوتا تھا۔ سُرخ رنگ بہت گراں تھا کیوں کہ اُس کی سیپیاں بہت کم ہاتھ آتی تھیں۔ وہ کپڑے کو رنگنے کے لئے اس رنگ میں دو دفعہ غوطہ دینا ضروری خیال کرتے تھے۔ فنیقی مٹی کے پختہ ظروف اور چھوٹے چھوٹے محسمے بھی بناتے تھے اور اُس پر سبز یا آبی مینا کاری کرتے تھے۔ اتار تہ دیوی کے بُت اس قسم بنے ہوئے بہت پائے جاتے ہیں جو اپنے ہاتھ میں ایک کبوتر لے ہوئے ہیں۔ ان کا ایک دیوتا اور پایا جاتا ہے جس کا قد چھوٹا، سر اور پیٹ بڑا۔ اور چہرہ عجیب ہی۔ فنیقیوں نے اس دیوتا کو ایک مصری بت فتاہ نامی کی بچپن کی تصویر سے حاصل کیا ہے۔ یونانی اُس کو پیگمہ (Pygmae) کہتے تھے۔

فنیقیوں کی تجارت | فنیقیوں کے پاس تجارت کا بہت سامان تھا۔ ایک طرف اُنکی

زمین سے روغن، زیتون، شراب اور گہیوں حاصل ہوتا تھا۔ دوسری طرف اُن کے کاریگر جواہرات، ظروف، شیشہ آلات اور رنگین کپڑے بکثرت بناتے تھے۔

ملک فنیقیہ دو ملکوں کے درمیان واقع تھا ایک مصر دوسری آشور۔ یہ دونوں ملک اُس زمانہ میں مالی حیثیت سے تمام دنیا کے ممالک پر برتری رکھتے تھے۔ اس لئے دونوں طرف سے مال تجارت اونسوں پلا کر فنیقیہ میں لایا جاتا تھا۔

یودیوں کے پیغمبر حزقیل علیہ السلام نے دنیا بھر کے مال کی جو صورتیں بکتا تھا تفصیل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

جنوب کی طرف سے کندرا، مرمر، عقیق اور عقیق مینی جو عرب کی تجارت کا خاص

مال ہے۔ ہندوستان سے دلہ پنی، مرچیں، ہاتھی دانت اور خوشبو دار لکڑیاں۔

ایتوپی (حبشہ) سے آنوس اور شتر مرغ کے پر مصر سے روئی کے کپڑے۔ اور

مشرق سے شام کے لطیف پشمینے، فرش، عطریات کھجور اور بابل کا گہیوں۔

شمال کی طرف سے آرمینیا کے گھوڑے اور نچرتا بننے کے آلات جو فقہا زور
 بناتے ہیں۔ اور غلام جو دریا بے بحیرہ اسود کے کنارے سے خرید کے جاتے تھے
 اُس زمانہ میں بحری سیاح اور کشتی چلانے والے صرف فنیقی تھے اُن کی کشتیاں
 جو بادبانی ہوتی تھیں رات کو قطب ستارے کی ہدایت سے دریا میں چلتی تھیں یہ لوگ
 کپڑے، جواہرات اور بت بھر کر لیجاتے تھے تاکہ اُن وحشی قوموں کو ہاتھ جو بحیرہ روم کے
 کنارے رہتی ہیں فروخت کریں۔ اور اُن کے عوض اُن ملکوں کی پیداوار بھر کر لاتے تھے۔
 صیدا کے لوگ جزیرہ قبرس سے تانا اور جزیرہ ملس (Melos) سے
 پھٹکری اور جزیرہ تازس (Thasos) سے سونا اور بحیرہ اسود سے لوہا اپنے
 ملک میں لاتے تھے۔ اور ہر جگہ غلاموں کی جستجو میں رہتے تھے۔ خصوصاً جوان لڑکیاں
 لڑکے اور جنگی غلام فاتحوں سے خریدتے تھے۔ نیز وہ لڑکے بھی جن کو اُن کے ماں باپ
 بیچ ڈالتے تھے (چنانچہ فقہا زور کے پہاڑوں پر اب بھی یہی ہوتا ہے) اکثر اوقات صیدا
 کے لوگ خریدنے کی تکلیف بھی نہیں اٹھاتے تھے بلکہ آدمیوں کو چرائیتے تھے۔ مثلاً
 کسی ساحل کے قریب کسی عورت یا بچہ کو دیکھتے تھے تو اُسے پکڑ لیتے تھے۔ اور کبھی غیر محفوظ
 گاؤں پر جا پڑتے اور اُسے غارت کر کے وہاں کے لوگوں کو لیجاتے تھے اس غرض کے
 لئے فنیقی تجارت کے ضمن میں چوری بھی کرتے تھے۔

ہیرڈوٹس ایک حکایت بیان کرتا ہے کہ ایک روز فنیقی ارگوسس میں اترے
 (Herodotus) جو اُس زمانہ میں یونان کا بہترین شہر تھا اور اپنا سامان بھی کناسے
 پر اتارا۔ یونانی اُن سے سامان خریدنے کے لئے وہیں آنے لگے چند روز کے بعد جب
 اُن کا سب مال بک چکا تو وہاں کے بادشاہ کی لڑکی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ فنیقیوں
 کے پاس آئی۔ ابھی یہ عورتیں خریدنے میں مصروف تھیں کہ ایک دم بے دالوں نے اُن پر
 حملہ کیا اور زبردستی انھیں پکڑ کر اپنی کشتیوں میں بٹھا کر چلے ہوئے۔

مغربی اطراف میں بھی فنیقی اسی طرح کی تجارت کرتے تھے وہ سلی سے گہوں، اسپن سے چاندی اور اُون لاتے تھے۔ بلکہ وہاں سے آگے بڑھ کر بحرِ ظلمات میں داخل ہو کر انجمن کے قریب تک جا پہنچتے تھے اور اُس کے نواح سے قلعی یعنی رانگا لاتے تھے۔

فنیقی نہیں چاہتے تھے کہ اور قومیں ان کی برابری کر سکیں اس لئے وہ لوگ کشتی رانی کا بھید کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ اسی بنا پر کسی شخص کو معلوم نہ ہو سکا کہ فنیقی جن جزیروں سے قلعی لاتے ہیں وہ کہاں واقع ہیں۔ یونانیوں سے چند صدی پہلے انہوں نے اسپن کو معلوم کر لیا تھا اور وہاں تجارت کرتے تھے ایک دفعہ اتفاقاً یونانیوں کی ایک کشتی اُس ملک میں پہنچ گئی اُس وقت سے انہیں اُس کا پتہ چلا۔

کارہج کے لوگ بھی نہیں چاہتے تھے کہ تجارت میں کوئی قوم ان کے ساتھ ہری کر سکے جس وقت وہ ساحلِ افریقہ یا جزیرہ سارڈینیا کے قریب کوئی کشتی دیکھ لیتے تھے تو کشتی چلانے والوں کو سمندر میں ڈبو دیتے تھے ایک دفعہ اجنبی قوم کی ایک کشتی کارہج کی ایک کشتی کا تعاقب کر رہی تھی اور یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ کارہج والے کدھر جانا چاہتی ہیں کارہج کی کشتی کے ناخدا نے اپنی کشتی کو سنگلاخ چٹانوں میں لپکا کر غرق کر دیا تاکہ اجنبی کشتی والوں کو راستہ بھلا دے اور ان کو اپنی منزل مقصود کی خبر نہ ہونے دے۔

خانہ بدوش فنیقی | فنیقی جن ممالک میں جاتے تھے وہاں مکان اور گودام کے محتاج ہوتے تھے اس لئے مومر کے بعض شہروں میں انہوں نے تجارتی گودام بنانے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ شہر نفیس میں اس قوم کا ایک مخصوص محلہ تھا۔ جس کو صوریوں کا محلہ کہتے تھے لیکن حوشی ملکوں میں جہاں شہرِ دقصبے کچھ نہ تھے یہ لوگ مجبور تھے کہ اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے مکان بنا کر رہیں۔

فنیقی اپنے رہنے کے لئے چھوٹے جزیروں اور راسوں کو زیادہ پسند کرتے تھے اور وہاں قدرتی بندرگاہ کے پہلو میں اپنے سامان رکھنے کے مکانات، چھوٹے قلعے اور معبد

بناتے تھے۔ ان معبدوں میں عموماً صیدا کی دیوی یا صورت کے دیوتا بعل ملکارت کی عبادت کیجاتی تھی۔ یہ عمارتوں کا مجموعہ جس میں گودام۔ مکان سکونت، قلعہ اور معبد ہوتا تھا اور اس میں تجارتی بازار تھا جہاں اُس ملک کے باشندے اپنی پیداوار لاکر اُس کے معاوضہ میں پیرے، جواہرات اور بت حاصل کرتے تھے۔ یورپ کے لوگ اب بھی افریقہ کے ساحلوں اور بحرِ خطرات کے جزیروں میں اسی قسم کے بازار رکھتے ہیں جنہیں کنٹوار کہتے ہیں۔

یونان اور ایشیا کے ساحلوں پر صیدائیوں کی نوآبادیاں کنٹواری کی شکل میں ہوتی تھیں۔ جزیرہ سیر (Cythere) میں انہوں نے ارغوانی نیسیوں کے شکار کے لئے سکونت کی ایک جگہ بنا رکھی تھی۔ وہاں اُن کی دیوی استارتہ کا ایک معبد بھی تھا جس کے گرد اُس پاس کے جنگل کو وہ مقدس جنگل سمجھتے تھے۔

جزیرہ قبرس، کریٹ، اور روڈس میں البتہ صیدائیوں نے شہر بنائے تھے جزیرہ قبرس میں فنیقیوں کے بنائے ہوئے جواہرات اور چھوٹے چھوٹے مجسمے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

صوریوں نے مغربی ممالک میں بھی اسی قسم کے کنٹوار قائم کئے تھے۔ بسلی کو تو اس قسم کی عمارتوں نے بالکل گھیر رکھا تھا۔ نیز یہ لوگ سارڈینیا میں عمدہ بندرگاہوں کے مالک ہو گئے تھے اور اسپین کے جنوبی ساحل پر بھی قابض تھے۔

مغرب میں جبل طارق (جبرالٹر) اور ایک جزیرے میں انہوں نے کاؤس بنایا تھا جس کے معنی اُن کے زبان میں قلعے کے ہیں۔ وہاں ملکارت کا ایک معبد بھی تھا۔ غرناکہ شمالی افریقہ میں اُن کی تین سو نوآبادیاں تھیں (کوج اور مقام کو انگریز کا لونی) (Colonic) کہتے ہیں۔

جس ملک کو آجکل یونیس کہتے ہیں وہاں صوریوں نے سمندر کے کنارے کی کشتہ

بنائے تھے۔ جن میں سب سے بڑا شہر اوتیک (*Utique*) تھا جو
گیارہویں صدی قبل مسیح میں بنکر تیار ہوا تھا اس کے بعد انہوں نے ایک (سور)
شہر بنایا جس کا نام کارتھج تھا (یعنی نیا شہر)

کارتھج کو عرب قرطاج کہتے تھے یونانیوں نے اس شہر کی تعمیر سے کچھ عرصہ بعد
شہر مذکور کے آباد کرنے کا باعث مندرجہ ذیل حکایت کے سانچے میں ڈھال کر مشہور
کیا تھا۔ صور کا ایک بادشاہ مر گیا اُس کی دو اولادیں اُس کے بعد باقی رہیں ایک لڑکی
جس کا نام ایسا (*Clesso*) تھا اس لڑکی کی شادی سیٹار بال
(*Sichorbal*) ملکارت دیوتا کے بڑے کاہن کے ساتھ ہوئی تھی دو
چھوٹا لڑکا پیکالیون نامی تھا۔ بادشاہ مذکور نے وصیت کی تھی کہ اُس (بادشاہ) کے
لڑکے کے عوض سیٹار بال کاہن تخت نشین ہو۔ لیکن رعایا نے شورش کر کے سیٹار بال
کو معزول کر دیا۔ پیکالیون جب بڑا ہوا تو اُس نے سیٹار بال کو مار ڈالا سیٹار بال کو
بیوی ایسا نے چاہا کہ اپنے شوہر کے خون کا انتقام لے اور پیکالیون کو تخت سے
اُتارے۔ بڑے بڑے خاندانی رئیسوں کے ساتھ ملکر اُس نے خفیہ سازش کی لیکن
اُس کی سازش ظاہر ہو گئی۔ لہذا ایسا اور اُس کے دوستوں نے صور میں رہنا خطرناک
خیال کیا۔ اُس وقت اتفاق سے چند کشتیاں صور کے بندر گاہ پر موجود تھیں جو کوہ
کرنے پر آباد تھیں ایسے کے طرفداروں نے اچانک اُن پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور
سعد ایسا کے اُس پر سوار ہو کر فرار ہو گئے۔ اسی لئے ایسا کو وہ لوگ *Oidon*
یعنی فراری کہنے لگے۔ مختصر یہ کہ یہ فراری لوگ افریقہ میں پہنچے اور وہاں رہنے کو
ارادہ کیا۔ جو زمین انہوں نے رہنے کے لئے پسند کی وہ بادشاہ ایسیا کے قبضہ میں
تھی دیدن نے سمندر کے قریب ایک زمین بادشاہ مذکور سے خرید کے وہاں شہر کار
آباد کیا اور اب یہ مقام شہر تونس سے چند کیلومیٹر کے فاصلہ پر بجانب شمال مشرق

واقعہ ہے۔

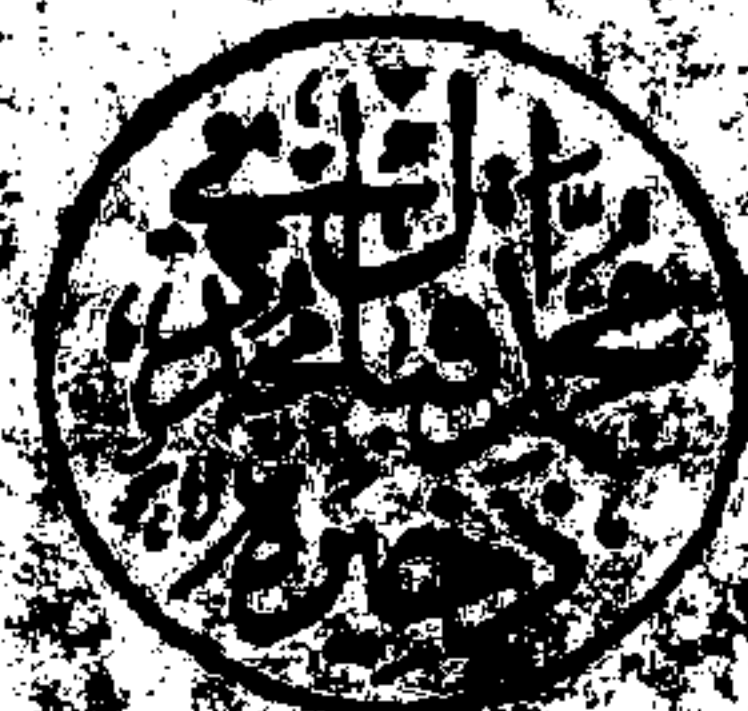
وہ کہتے ہیں کہ شاہ لبیانے دیدن کے ہاتھ اتنی زمین بیچنے سے انکار کیا تھا جس پر شہر کا رتھج بنایا جاسکے۔ ایسا نے بادشاہ سے کہا اس قدر زمین مجھے دید و جسے ایک گائے کی کھال چھپا سکے۔ بادشاہ اس پر راضی ہو گیا اور معاملہ کر لیا ایسا نے گاؤ کی کھال کے باریک سے تسمے کو اکر زمین پر پھیلا دیئے۔ اس حیلہ سے وہ ایک نہایت عمدہ اور وسیع رقبہ پر قابض ہو گئی جو ایک شہر کی آبادی کے لئے بخوبی کافی تھا۔

بہر حال کارتھج بلاد افریقہ میں ایک بہترین شہر ہو گیا۔ جب صور منہدم ہو گیا تو بحیرہ روم کے ساحل پر کارتھج نے اُس کی جگہ لے لی بلکہ وہ طاقت اور عظمت میں صیدا و صور سے بھی سبقت لے گیا۔ ساحل افریقہ اور ساحل اسپین پر بھی اُس کا تصرف ہو گیا۔ بحر اوقیانوس میں اُس کی کشتیاں دوڑنے لگیں۔ بہت سی فوج بھی ملازم رکھی۔ کارتھج والوں کا اقتدار تین صدی سے زیادہ تک یعنی اُس وقت تک قائم رہا جب کہ سلطنت روم کے ساتھ کارتھج والوں کی لڑائیاں شروع ہوئیں۔

الف بے | اگرچہ ایک مدت سے مصری اور آشوری لکھنا جانتے تھے لیکن ان کی تحریر کا طریقہ بہت مشکل تھا کیوں کہ ان کے خط کا ایک حرف کبھی تو ایک آواز کی جگہ سمجھا جاتا تھا اور کبھی پورے کلمہ کے معنی ادا کرتا تھا۔ فنیقیوں کو اپنے تجارتی کاروبار کے لئے ایک نہایت سادہ خط کی ضرورت تھی۔ اس غرض کے لئے اُنھوں نے بائیں حروف انتخاب کئے جن میں سے ہر حرف ایک خاص آواز دیتا تھا اور ان سب کو وہ الف بے کہتے تھے۔ شاید یہ حروف اُنھوں نے مصری حروف سے اخذ کئے تھے برصورت تمام دنیا کی قوموں نے فنیقی الف بے کو اختیار کیا البتہ ان کی شکلوں میں تغیر بہت تغیر کر دیا۔

فنیقی سیدھے طرف سے اُلٹی طرف لکھتے تھے عبری، سریانی اور عربی خطوط بھی

مکتبہ اسلامیہ
پبلسر
کراچی



پہلے میں نے یہ کتاب لکھی تھی

لیکن اس وقت یہ قیمت بہت

مہنگی ہے اس لیے اس کتاب کے علاوہ

اس کی کئی اور کاپیاں بھی لکھی گئی ہیں

جو اس کی قیمت کے لیے ایک عجیب مگر بڑا

کام لیا گیا ہے اس کے مطالعہ سے

بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ یہی میں سرکاری لائبریریوں

کی اور کتب خانوں میں بھی رکھوا رہا ہوں۔

اس کتاب کا دوسرا حصہ اولیٰ حصہ دوم

میں لکھا ہے۔ جذبات کے علاوہ نفس

کے جذبات اور زبان اور سی کے ساتھ

بہت سی باتیں لکھی ہیں۔ متعلقان

کی

کتاب کے

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

کتاب کا

